INTERNATIONAL URDU MONTHLY
KHILAFAT-E-RASHDA
Faisalabad Pakistan.

کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ نہ ڈالو"

ماہنامہ
سپاہ صحابہؓ کا ترجمان
خلافت راشدہ

اپریل 2001ء فیصل آباد (پاکستان)

بیاد ۔ مجدد العصر امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ

بانی : شہید ملت اسلامیہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

لاہور کی مسجد میں دہشت گردوں کی فائرنگ
امام سمیت ۹ نمازی شہید ۱۰ زخمی

بتِ شکنی
پیغمبروں کا شیوا

سپاہِ صحابہ کیخلاف ملک گیر آپریشن

امام عدل و حریت خلیفہ ثانی
امیر المومنین سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ

ماتم کی شرعی حیثیت

قاتلانِ حسین کی شناخت

غازی حق نواز جھنگوی شہیدؒ اور غازی علم الدین شہیدؒ

CamScanner

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فرمان الٰہی جل جلالہ

یوم لایخزی اللہ النبی والذین اٰمنوا معہ (پ۲۸ تحریم آیت نمبر ۸)

ترجمہ:۔" جس دن کہ اللہ ذلیل نہ کرے گا نبی کو اور ان لوگوں کو جو یقین لائے ہیں اس (نبیؐ) کے ساتھ (ہیں)

معلوم ہوا کہ حشر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یقیناً عزت ملے گی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب رسولؐ کے منکر و دشمن ضرور بالضرور ذلیل و خوار ہوں گے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے......فلم تقتلو ھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذرمیت ولکن اللہ رمی۔

ترجمہ:۔"سو تم نے انکو نہیں مارا......لیکن اللہ نے انکو مارا اور تم نے نہیں پھینکی مٹھی خاک کی جس وقت کہ پھینکی تھی لیکن اللہ نے پھینکی۔ (پ۹ انفال آیت ۱۷)

گرامی قدر! یہ واقعہ غزوہ بدر کا ہے جو کہ رمضان ۲ھ کو رونما ہوا اور یہ جنگ کوئی معمولی نہ تھی بلکہ حق و باطل کفر و اسلام کا معرکہ تھا مشرکین مل کر اپنی پوری قوت و طاقت، شان و شوکت، رعب و دبدبہ، جاہ اور واہ سے میدان کارزار میں آئے اور ان کے بہادروں کی تعداد ایک ہزار تھی ان کے پاس ہر طرح کا اسلحہ اور بندوبست تھا۔اور اس طرف لشکر اسلام صرف تین سو تیرہ نفوس قدسیہ پر مشتمل تھا اور سامان حرب بھی نامکمل تھا۔ان حالات میں میدان گرم ہوگیا تو سرکار مدینہ سرور قلب و سینہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مٹھی خاک کی بھری کفار کے لشکر پر دے ماری۔اور اصحاب رسول اللہ نے بھی جذبہ ایمانی اور قوت و شجاعت کے لاثانی جوہر دکھائے نتیجہ یہ نکلا کہ محمدیؐ فوج کے سپاہی اوج پر اور کفار اشرار اپنی جاہ اور واہ میں تباہ ہوگئے اور دم دبا کر بھاگنے لگے اور بڑے بڑے جرنیل و سردار واصل نار ہوئے۔اور خالق ارض و سماء نے ان بے بس و بے کس نفوس قدسیہ کی فرشتوں کے ذریعے مدد فرمائی نوری مخلوق فرشتے بدر میں اصحاب رسول اللہؐ کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہے۔اور یوں اللہ نے میرے مصطفیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیادت و قیادت کا پھریرا فرش پر لہرا دیا۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا..........

اھتز عرش الرحمن لموت سعد ابن معاذ۔(بخاری پ۱۵ باب مناقب سعد بن معاذؓ)

میں نے خود سنا حضور اکرمؐ سے کہ سعد بن معاذؓ کی موت پر عرش رحمان جھوم اٹھا۔کسی صحابی رسولؐ کی روح پرفتوح کے اکرام و استقبال میں عرش الٰہی کا جھوم اٹھنا اس بات کی بڑی دلیل ہے کہ اس صحابی رسولؐ کو خالق جل مجدہ کے ہاں کتنا قرب اور مقام و مرتبہ حاصل ہے۔

ترجمہ:۔"حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب سعد بن معاذؓ کا جنازہ اٹھایا گیا تو منافقین کہنے لگے ان کا جنازہ کتنا ہلکا ہے؟ یہ درحقیقت اسی فیصلے کی وجہ سے ہے جو انہوں نے بنی قریظہ کے سلسلے میں دیا تھا۔(ترمذی ص۵۲۰)

جب یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپؐ نے فرمایا کہ ان کا جنازہ بظاہر اس لئے ہلکا معلوم ہو رہا ہے کہ فرشتوں نے اسے اٹھایا ہوا ہے۔

حضرات محترم! منافق چاہے پرانا ہو یا نیا دونوں اپنی بد باطنی کا مظاہرہ کرتے ہیں زمانہ قدیم کا منافق بھی حضورؐ کے صحابہؓ کا دشمن تھا اور دور جدید کا ماڈرن منافق بھی محبوبؐ کے صحابہؓ کا دشمن ہے۔اس وقت بھی اصحاب رسولؐ پر اللہ جل مجدہ کے انعام دشمنان صحابہؓ کو چبھتے تھے آج بھی مدح صحابہؓ کے پروگرام دشمنان صحابہؓ کو گوارا نہیں ہیں۔

واہ سعدؓ تیرے کیا کہنے جب تو زندہ تھا اس وقت بھی تیرے اوپر رحمت خداوندی برس رہی تھی اور جب تو دار فنا سے بقاء کی طرف روانہ ہوا اس وقت بھی۔اللہ کی رحمتوں والے نورانی فرشتے تیرے نازے کو اٹھائے ہوئے تھے۔اے سعدؓ میں تیری قسمت اور عظمت پر قربان جاؤں یہ ایسا اعزاز اور شرف ہے کہ نہ کسی کو ملا ہے اور نہ قیامت کی صبح تک کسی کو ملے گا۔دشمنان صحابہؓ اس وقت بھی رسوا اور ذلیل ہوئے تھے اور آج بھی دشمنان صحابہؓ ذلیل و رسوا ہیں اور قیامت تک ایسے ہی ذلیل ہوتے رہیں گے۔انشاء اللہ

(از خطبات انورؒ مولف ڈاکٹر محمد رفیق انور)

CamScanner

غلبہ اسلام کی جدوجہد خلافت راشدہ کا نفاذ ناموس صحابہ کے تحفظ کا علمبردار

ماہنامہ

خلافت راشدہ

بانی:- شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقیؒ

بیاد
مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ
مولانا ایثار القاسمی شہیدؒ

جلد نمبر 12 — شمارہ نمبر 4

زیر سرپرستی: علامہ علی شیر حیدری ◇ مولانا محمد اعظم طارق

چیف ایڈیٹر : انجینئر طاہر محمود
ایڈیٹر : ابو اسامہ صدیقی
سرکولیشن منیجر : قاری عبدالغفار سلیم

مجلس مشاورت

مولانا محمد ضیاء القاسمی، شیخ حاکم علی، ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں، مولانا عبدالغنی، خلیفہ عبدالقیوم، مولانا مجیب الرحمان انقلابی، مولانا یحییٰ عباسی، مولانا محمد احمد لدھیانوی مولانا نیاز الرحمٰن حیدری، مولانا نیاز محمد ناطق بالحق، مولانا عبدالخالق رحمانی، مولانا عبدالحفیظ مکی (سعودی عرب)، حافظ عبدالحمید (برطانیہ)، مولانا عبدالغفور ندیم قاری عطاء الرحمان فاروقی، مولانا محمد احمد مدنی (کراچی)، صاحبزادہ اظہار الحق جھنگوی، مولانا علی اکبر مینگل، مولانا محمد الیاس بالاکوٹی

مجلس ادارت

مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی، مولانا حفیظ الرحمان طاہر ایبٹ آباد، مولانا محمود الرشید حدوٹی، حبیب اللہ مجاہد، قاضی محمد اسرائیل گڑنگی

قانونی مشیران

محمد سلیم ہٹ ایڈووکیٹ، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ

بدل اشتراک سالانہ

متحدہ عرب امارات 100 درہم، امریکہ 50 ڈالر، سعودی عرب 150 ریال، برطانیہ 25 پونڈ، بھارت بنگلہ دیش 200 روپے

آئینہ مضامین

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	اداریہ	6
2	غازی حق نواز شہیدؒ	8
3	سیدنا عمر فاروقؓ	9
4	عمرؓ داماد رسولﷺ	12
5	فاروق اعظمؓ کون تھے؟	13
6	سیدنا فاروقؓ کے اقوال زریں	14
7	استقامت صحابہؓ	15
8	حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ	17
9	قاتلان حسین کی شناخت	19
10	ماتم اور عزاداری	27
11	اصحابؓ رسولﷺ کی شان میں گستاخی	34
12	عقائد باطلہ	37

ترسیل زر و خط و کتابت کے لئے:- دفتر ماہنامہ "خلافت راشدہ" ریلوے روڈ فیصل آباد فون نمبر 640024

قیمت -/15 روپے — زر سالانہ -/150 روپے

اکاؤنٹ: حافظ عبدالغفار انور 3-776 الائیڈ بینک، ریجنسی پلازہ فیصل آباد

انجینئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "خلافت راشدہ" ریلوے روڈ فیصل آباد سے شائع کیا۔

فکرِ جھنگوی شہید رحمتہ اللہ علیہ

ہائے ہائے سنیت کہاں مٹ گئی۔ آج تیری خطابت کہاں گئی...... سنی دل کہاں گئے، سنی آنکھ کہاں گئی، سنی جرأت کہاں گئی، سنی مولویت کہاں گئی، تم کس لئے زندہ ہو، تمہاری زندگیوں میں ابوبکرؓ و عمرؓ کو شیطان سے بڑا جہنمی تحریر کیا جائے یا پھر ہم جئیں گے...... اور جئیں گے جس طرح جینے کا حق ہے یا مٹ جائیں گے اور اصحابِ رسولؐ کے کھاتے لگ جائیں گے یہ کفر برداشت کیا جاسکتا ہے؟

ابوبکرؓ و عمرؓ کے بعد آیئے ذرا توجہ کیجئے! ام المومنین سیدہ عائشہؓ طیبہ طاہرہ۔ صدیقہؓ۔ صدیقہ کائنات۔ صدیقہؓ بنت صدیقؓ جس کو جبرائیل رب کا سلام پہنچائے۔ جو مسواک چبا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کرے، جس کا حجرہ ہمیشہ کے لئے جنت بن جائے۔ اس سیدہؓ کو پاکستان کا ایک رافضی چراغ مصطفوی کا مصنف تحریر کرتا ہے کہتا ہے کہ او سنیو! عائشہ عورت تھی یا بندری (لعنت)، ہائے تیری ماں جس نے تجھے جنا اور اسے بندریا کوئی تحریر نہ کرے۔ صدیقؓ کی بیٹی لاوارث رہ گئی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کو۔ رسولؐ کی حرم کو...... کوئی بندریا تحریر کرے، اگر وہ بھی کافر نہیں ہے پھر کائنات میں کوئی کافر نہیں ہے،

اوکاڑہ کے مسلمانو! کوئی علم نہیں۔ زندگی میں پھر ملاقات ہو نہ ہو۔ کوئی علم نہیں۔ حکومت مجھے مروادے۔ کوئی علم نہیں۔ شیعہ مجھے مروادیں اور آپ کے نوٹس میں شاید یہ بات نہ آئی ہو جھنگ کے رافضیوں نے چھ لاکھ اور ایک مربع زمین انعام مقرر کیا ہے کہ جو حق نواز کا سر لائے۔

توجہ رہے! کوئی علم نہیں مجھے کب ختم کردیا جائے گا، لیکن میں سچ کہنے سے باز نہیں آؤں گا اور یہ بھی میں اپنے دوستوں کو، کارکنوں کو کہہ چکا ہوں کہ تم نے کسی کو انگلی تک نہیں لگانی۔ ہم قتل و غارت کے قائل نہیں ہیں۔ ہم فساد کے قائل نہیں ہیں۔ میں نے اپنے کارکنوں کو سپاہ صحابہ کے عزیز نوجوانوں کو کہہ دیا ہے تم نے کسی کو میلی آنکھ سے بھی ابتداء کرتے ہوئے نہیں دیکھنا، لیکن اگر خدانخواستہ رافضی مجھے قتل کرا دیتے ہیں تو پھر احسان الٰہی ظہیر کے ورثاء کی طرح لپیٹتے نہیں رہنا، پھر میں نے آدمی بتلا دیئے ہیں۔ بہرحال ہم ابتداء نہیں کریں گے لیکن اگر زیادتی ہوئی تو معاف بھی نہیں کریں گے۔ میری یہ وصیت ہے سپاہ صحابہ کے کارکنوں کو۔

(اوکاڑہ میں خطاب سے اقتباس)

علامہ فاروقی شہیدؒ نے فرمایا!

مسلمانوں کے قدیم مکاتب فکر (مالکی، حنفی، شافعی اور حنبلی) اور جدید گروہ بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد تمام بزرگ اسلام کے مقتدر اور قابل قدر ہستیاں ہیں۔ حضرت علیؓ سمیت حضرت حسنؓ، حضرت حسینؓ، امام زین العابدینؒ، امام باقرؒ، امام جعفرؒ، امام موسیٰ کاظمؒ، امام رضا کاظمؒ، تقی علیؒ، نقی علیؒ اور حسن عسکریؒ اپنے اپنے دور میں ولایت و ریاضت کے مہر منیر تھے۔ ان کا تقدس اور بزرگی مسلم تھی، انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کی پاسداری اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے فیضان کو فروغ دیا۔ ان حضرات کو تقویٰ و طہارت، بزرگی و ولایت اور روحانی کمالات میں اعلیٰ مقام حاصل تھا، وہ نیکی اور تقویٰ میں پیشوا اور مقتداء کا درجہ رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ امام کا لفظ بھی ان کی بزرگی کی عظمت کے اعتراف کا آئینہ دار ہے۔ دنیا کے کسی مسلمان کے دل میں اس کے بارے میں میل نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے کبھی اپنے آپ کو انبیاء سے بلند نہیں بتایا، نہ ہی ان میں کسی نے کلمہ طیبہ میں تحریف کرکے "علی ولی اللہ" کا لاحقہ لگایا۔ تاریخ اسلام کے کسی مستند ذخیرے میں ان کی طرف سے خلفاء راشدین اور صحابہ کرام، اہل بیت عظام (ازواج مطہراتؓ) کے خلاف کوئی روایت نہیں ملتی۔ انہوں نے ساری زندگی ۶۶۶۶ آیت پر مشتمل اسی قرآن کو خدا کی آخری اور مکمل کتاب سمجھا۔ نبوت ہی کے درجہ کو خدا کا سب سے بڑا اعزاز قرار دیا۔ صحابہ کرامؓ اور خلفاء راشدینؓ کی بزرگی کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کیا بلکہ اپنے بیشتر خطبوں میں ان کی بزرگی کا کھلا اعلان کیا ان کی عظمتوں کے نغمے گائے۔ ان کی خلافت و قیادت کو حق جانا، ان کے ادوار خلافت اور حکومتوں کو اسلام کی سچی ریاستیں اور محمدی نبوت کا عکس و آئینہ قرار دیا۔

مسلمانوں کے تمام گروہ اس بات پر بھی متفق ہیں کہ عبداللہ بن سبا کی کوکھ سے جنم لینے والے ایک گروہ نے پہلے تو آئمہ اہل بیت کی محبت کے بلند بانگ دعوے کیے پھر ۳۰۱ھ میں اسی گروہ نے باقاعدہ ایک مذہب اور الگ نظریے کی بنیاد رکھی۔ مسلمانوں سے علیحدگی کے باعث اس گروہ کے عہد انحراف ۳۰۱ھ کے بعد احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر کئی ذخیرے تیار کیے گئے جن میں دیگر من گھڑت روایات کے علاوہ ائمہ اہل بیت کی طرف غلط روایات منسوب کرکے مذاہب کی دنیا میں ایک بہت بڑا طوفان برپا کر دیا گیا۔

اصول کافی، تہذیب الاحکام، من لایحضرہ الفقیہ اور الاستبصار کے نام سے احادیث کے چار مجموعوں میں تحریف قرآن، تحریف کلمہ طیبہ اور تکفیر خلفاء الرشدین وصحابہ کرامؓ کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور حضرت علیؓ سمیت آپ کے تمام بیٹوں کی طرف ایسی ایسی روایات منسوب کردی گئیں جو ان کی زندگی کے تابناک کردار سے متصادم تھیں۔ حضرت علیؓ کے خطبات میں تبدیلی، ائمہ کی تعلیمات میں رد و بدل، اولاد علیؓ کی طرف سے ایسی ایسی خرافات اور بے بنیاد باتیں منسوب کی گئیں جو ایک طرف عقل و انصاف کے تقاضوں سے بغاوت کرتی تھیں۔ دوسری طرف ائمہ کی تعلیمات کے بالکل برعکس تھیں۔

(از کتاب تعلیمات آل رسولؐ)

أفضل الجهاد كلمة الحق عند سلطان جائر

کلمة الحق

لاہور کی مسجد میں دہشت گردی

9 نمازی شہید — 10 نمازی زخمی

۱۲ مارچ ۲۰۰۱ء نماز عشاء کے دوران تین دہشت گردوں نے کلاشنکوفوں سے اندھا دھند فائرنگ کرکے (۱) امام قاری عنایت اللہ ائیر فورس کے ریٹائرڈ ملازم (۲) محمد انور ۱۲ سالہ (۳) علی قدر ریٹائرڈ صوبیدار (۴) محمد حسین بریگیڈیئر صفدر علی شاہ کے والد (۵) سید قاسم علی شاہ مسجد انتظامیہ کے صدر (۶) ملک لال دین نوجوان طالب علم (۷) محمد ناصر (۸) محمد ارشد اور میانوالی کے ۲۰ سالہ نوجوان (۹) محمد نعیم کو شہید اور ۱۰ افراد کو شدید زخمی کردیا اور دہشت گرد ایک موٹر سائیکل پر سوار ہو کر فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے۔

انتظامیہ کی رائے ہے کہ یہ واقعہ شیخوپورہ میں اہل تشیع کی ایک مجلس میں فائرنگ کا رد عمل ہے لیکن موٹر سائیکل کی ڈبل سواری پر پابندی کے باوجود یہ واقعہ اس بات کی دلیل ہے کہ پولیس کا امن و امان کے قیام میں کوئی رول نہیں ہے بلکہ اعلیٰ عدالت کے ایک جج صاحب کی بات سو فیصد درست ہے کہ "اگر پولیس کا محکمہ ختم کردیا جائے تو جرائم میں اسی فیصد کمی ہو سکتی ہے کیونکہ پولیس کا کام صرف اور صرف پر امن 'نہتے' بے گناہ شہریوں کے گھروں میں چادر اور چار دیواری کا تحفظ پامال کرتے ہوئے داخل ہو کر معصوم لوگوں کو گرفتار کرنا رہ گیا ہے دہشت گردوں 'ڈاکوؤں' چوروں اور مجرموں سے تو پولیس کوسوں دور رہتی ہے کئی ڈاکوؤں اور قاتلوں کا گرفتاری کے بعد بیان ریکارڈ پر آچکا ہے کہ پولیس کی زیادتیوں نے انہیں ڈکیتی اور قتل جیسی سنگین وارداتوں پر مجبور کیا ہے۔

لاہور میں مسجد کے اندر اس طرح کی دہشت گردی نیا واقعہ نہیں ہے بلکہ اس سے قبل لاہور کی متعدد مساجد اور سپاہ صحابہ کے مراکز پر دہشت گردوں نے فائرنگ اور بم دھماکے کر کے سینکڑوں کارکنوں اور جید علماء کرام کو ناحق شہید کیا ہے دہشت گردی کا یہ واقعہ کئی سال کی خاموشی کے بعد پیش آیا ہے جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں ہے کہ لاہور میں دہشت گرد ایک بار پھر متحرک ہو چکے ہیں جو قبل ازیں انتظامیہ کی طرف سے دہشت گردوں کے ہیڈ کوارٹر ٹھوکر نیاز بیگ پر کڑی نگرانی اور جدید اسلحہ کے انبار کی برآمدگی کے بعد وقتی طور پر خاموش ہو گئے تھے چونکہ اس وقت دہشت گردوں کا سرغنہ میجر اشرف شاہ روپوش ہو گیا تھا اور موجودہ ایس ایس پی کلب عباس تک رسائی کی وجہ سے میجر اشرف شاہ نے اس گروہ کو دوبارہ منظم کردیا ہے اس کے ساتھ لاہور سے بیس کے قریب دہشت گرد ایس ایس پی کلب عباس کی وجہ سے رہا ہوئے ہیں۔

دہشت گردی کے حالیہ واقعہ میں میجر اشرف شاہ مذکور کو ذمہ دار اور ایماندار پولیس افسران کے ذریعے شامل تفتیش کرنے سے نہ صرف دہشت گردوں کا پتہ چل سکتا ہے بلکہ ملکی سطح پر دہشت گردی کا نیٹ ورک توڑنے میں کافی مدد مل سکتی ہے۔

صوبائی دارالحکومت کے کینٹ ایریا میں اتنی بڑی واردات سے امن وامان کے تمام حکومتی دعوے کھل کر سامنے آگئے ہیں یوں محسوس ہوتا ہے کہ حکومت دہشت گردوں کے آگے بے بس ہو چکی ہے موٹر سائیکل پر ڈبل سواری کی پابندی صرف پر امن شہریوں کے لئے ہی ہے اس کے برعکس تین دہشت گردوں کا ایک موٹر سائیکل پر واردات کے بعد فرار ہو جانا پولیس اور صوبائی انتظامیہ کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔

مساجد کے اندر پر امن نمازی بھی اگر دہشت گردوں سے محفوظ نہیں ہیں تو پھر عام آدمی کا کیا حال ہوگا؟ پنجاب حکومت کو چیلنج سمجھ کر دہشت گردوں کی گرفتاری کے لئے کوشش کرنی چاہئے۔

حکومت سپاہ صحابہ کو کمزور کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے

سپاہ صحابہ کے خلاف حالیہ ملک گیر آپریشن کے دوران سپاہ صحابہ کے قائد مولانا محمد اعظم طارق سمیت پنجاب سے دو ہزار سندھ میں چھ سو سرحد اور بلوچستان میں پانچ سو سے زائد کارکنان کو بلاوجہ گرفتار کر کے مختلف جیلوں میں بند کردیا گیا ہے۔ پنجاب حکومت اتنی بڑی تعداد میں سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی گرفتاری کی وجہ بتانے کیلئے بھی تیار نہیں ہے لاقانونیت' بے انصافی اور ظلم کا یہ سلسلہ ہر حکومت کے آخری دنوں کی نوید لیکر آتا ہے۔ حکومت کے سربراہ جنرل پرویز مشرف کو

اس اہم مسئلہ کا نوٹس لیتے ہوئے نااہل مشیروں اور ایجنسیوں کی گمراہ کن رپورٹوں پر عملدر آمد کی بجائے بڑی گہرائی اور تدبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کا حل تلا
کرنا چاہئے مولانا محمد اعظم طارق ملک کی سب سے بڑی مذہبی جماعت کے سربراہ ہیں۔ انہیں اور ان کی جماعت کے ہزاروں کارکنوں کو بلاوجہ گرفتار کر کے جیل
میں بند کر دینا کیسا انصاف اور کیسی دیانتداری ہے؟ جنرل پرویز مشرف پاکستان کے ازلی دشمن بھارت کو آئے روز مذاکرات کی دعوت دیتے ہیں تاکہ پاکستان ا
بھارت کے تنازعات کو پرامن طریقے سے حل کر لیا جائے یہی اصول ایک محب وطن جماعت سپاہ صحابہ کے لئے کیوں استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے؟ دھونس'
زیادتی' جیلوں اور پھانسیوں سے مسائل حل نہیں کئے جاسکتے جنرل صاحب خارجی مسائل حل کرنے کے لئے مذاکرات کا کارڈ استعمال کر رہے ہیں یہ کارڈ دا
مسائل حل کرنے کے لئے استعمال کیوں نہیں کیا جاسکتا؟ سپاہ صحابہ نے سابقہ کرپٹ حکمرانوں سے نجات کے بعد فوجی حکمرانوں کو خوش آمدید اس امید پر کہا تھا
یہ لوگ نااہل مشیروں اور ایجنسیوں کی گمراہ کن رپورٹوں پر عمل کرنے کی بجائے حقائق کو مد نظر رکھتے ہوئے فریقین کو ایک میز پر بٹھا کر ان کا جائز موقف سنیں۔
لیکن اگر فوجی حکمران بھی سابقہ حکومتوں کی راہ پر چلنا چاہتے ہیں تو سپاہ صحابہ بھی اپنے موقف سے دست بردار نہیں ہوگی پھر یہ حکومت بچ سکے گی اور نہ یہ حکم
دونوں بڑی سیاسی جماعتیں پیپلز پارٹی اور مسلم لیگ تو حکومت کی خواہشمند ہیں لیکن سپاہ صحابہ تو نہ حکومت کی خواہاں اور نہ ہی وزارت کی طلب گار حکومت۔
نااہل مشیر اور بیورو کریسی کی حکومت مخالف لابی سپاہ صحابہ کو فوجی حکومت کے خلاف سڑکوں پر لانے کے لئے مجبور کر رہی ہے۔

سپاہ صحابہ کے قائد مولانا محمد اعظم طارق بارہا کہہ چکے ہیں دہشت گردی اور دہشت گردوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے فوجی حکمرانوں کو فرقہ واریت۔
مستقل خاتمہ کے لئے ان کے ساتھ مذاکرات کر کے متفقہ لائحہ عمل تیار کر لینا چاہئے نااہل مشیر امن وامان کے قیام میں کبھی بھی مددگار ثابت نہیں ہوسکتے۔

اس کے علاوہ لشکر جھنگوی کے سربراہ ملک محمد اسحق بھی جیل میں موجود ہیں امن وامان کے قیام کے لئے ان کے ساتھ بھی مذاکرات کئے جاسکتے ہیں۔

حکمران سپاہ صحابہ کو کمزور کرنے کے خواب قائدین اور کارکنوں کو جیلوں میں بند کر کے دیکھ رہے ہیں جو اللہ کے فضل سے کبھی شرمندہ تعبیر نہیں ہوسکے گا۔

طالبان کی بت شکنی ہمارے لئے مشعل راہ ہے

افغانستان کی طالبان حکومت نے افغانستان میں موجود قدیم وجدید مجسموں کو تلف کرنے کا اعلان کر کے پوری دنیا کی توجہ اپنی طرف مبذول کروائی امریک
جاپان' یونان اور اقوام متحدہ سمیت دنیا بھر کے اہم ممالک نے طالبان کو بت شکنی ترک کرنے پر آمادہ کرنے کے لئے سرتوڑ کوشش کی اور دھمکیوں انعام واکر
اور بڑی بھاری امداد کی پیشکش بھی کی گئی لیکن طالبان کو اپنے موقف سے ہٹانے میں کامیابی حاصل نہ کر سکے۔

پاکستان کے وزیر داخلہ معین الدین حیدر بھی "یوں گیا اور یوں گیا" کا زعم لے کر گئے لیکن بری طرح ناکام لوٹے دنیا کی نظر میں طالبان سخت گیر موقف
حامل کوئی انہونی مخلوق ہے لیکن حقائق کی نظر میں دیکھا جائے تو طالبان کا طریقہ کار ایک باوقار' مستقل مزاج اور آزاد قوم کی عکاسی کرتا ہے طالبان حکومت۔
بت شکنی کے مسئلہ پر بھاری امداد کی پیشکشوں کو ٹھکرا کر ثابت کر دیا ہے کہ وہ لوگ خدا اور رسول کے راستے سے ہٹ کر کوئی طریقہ اختیار کرنے پر تیار نہ
ہیں۔

طالبان کی بظاہر سخت گیر پالیسی پاکستانی حکمرانوں کے لئے مشعل راہ ہے کہ ایک ایسی قوم جس کے پاس بظاہر ترقی نام کی کوئی چیز موجود نہیں وسائل۔
اعتبار سے ان کا نمبر دنیا میں سب سے پیچھے ہے دنیاوی تعلیم میں ان کا کوئی مقام نہیں سمجھا جاتا لیکن اپنے موقف اور اصولوں کی پاسداری میں وہ بے مثال ثا
ہوئے ہیں۔

پاکستان کے پاس ترقی' تعلیم دنیاوی وسائل حتی کہ ایٹم بم موجود ہے لیکن ہماری حکومتیں پھر بھی امریکہ اور اقوام متحدہ کے سامنے بھیگی بلی بن جاتی ہیں
نے ہمیں قرضوں کے چنگل میں جکڑ رکھا ہے۔ ہم نے اسلحہ کی نمائش میں اپنے تیار کردہ ایٹمی ہتھیاروں پر Not for Sale کے بورڈ کیوں آویزاں کر ر
تھے؟۔

ہمیں طالبان سے سبق سیکھتے ہوئے اپنے قرضوں کی ادائیگی کے لئے اپنے بنائے ہوئے ایٹمی ہتھیار فروخت کرنا ہوں گے ایک باوقار اور آزاد قوم کی ط
طالبان کا یہی سبق ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔

✤ ✤ ✤

CamScanner

غازی حق نواز شہیدؒ اور غازی علم الدین شہیدؒ

غازی علم الدین شہیدؒ کا پیروکار غازی حق نواز شہیدؒ تھا۔ دونوں غازیوں میں چند چیزیں ملتی جلتی ہیں۔ غازی علم الدین نے ختم نبوت کے منکر راجپال کو جوانی کے عالم میں مارا تھا اور غازی حق نواز نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کے بدترین دشمن صادق گنجی کو جوانی میں مارا۔ غازی علم الدین بھی نوجوان اور غازی حق نواز بھی نوجوان، غازی علم الدین شہیدؒ نے پہرے کے ہوتے ہوئے ختم نبوت کے دشمن کو جہنم رسید کیا اور غازی حق نواز شہید نے بھی دشمن صحابہؓ کو لوگوں کی موجودگی میں ہوٹل میں فی النار کیا۔ بہادری میں غازی علم الدین شہید اور غازی حق نواز شہیدؒ برابر ہیں۔

غازی علم الدین شہیدؒ ختم نبوت کے دشمن کو قتل کرنے کے بعد مرنے کی تصدیق کر کے آئے کہ ملعون زندہ تو نہیں اور غازی حق نواز شہید بھی دشمن صحابہؓ کو قتل کرنے کے بعد تصدیق کر کے آئے۔ تصدیق کرنے میں غازی علم الدین اور غازی حق نواز برابر ثابت ہوئے۔ غازی علم الدین شہید کو میانوالی کی اسی جیل میں پھانسی دیکر شہید کیا گیا تھا اور غازی حق نواز کو بھی اسی میانوالی کی جیل میں پھانسی دیکر شہید کیا گیا تو مقام شہادت دونوں غازیوں کا ایک ہی ہے۔

غازی علم الدین شہید کو رات میں پھانسی دی گئی اور غازی حق نواز شہید کو بھی رات میں پھانسی دی گئی۔ غازی علم الدین شہید بھی آخری وقت اپنے موقف پر پکے رہے اور جان اللہ کے حوالے کردی اور غازی حق نواز شہید نے بھی آخری وقت تک اپنے موقف پہ پکے رہتے ہوئے اپنی جان اللہ تعالیٰ کے حوالے کردی۔ اسی کو کہتے ہیں استقامت فی الدین۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین میں کلمہ حق بیان کرنے کے بعد استقامت نصیب فرمائے۔ آمین

منہ چھپا کے جئے نہ سر جھکا کے جئے ستم گروں کی نظروں سے نظریں ملا کے جئے
ایک رات کم جئے تو حیرت کیوں؟ ہم انہی کے ساتھ چلے جو مشعلیں جلا کے جئے

غازی علم الدین شہیدؒ کو انگریز کے دور حکومت میں شہید کیا گیا تھا اور غازی حق نواز شہید کو انگریز کے اشارے پہ چلنے والی حکومت کے دور میں شہید کیا گیا۔ غازی علم الدین شہید کا جنازہ امیر شریعت حضرت سید عطاء اللہ شاہ بخاری مرکزی امیر مجلس ختم نبوت نے پڑھایا اور غازی حق نواز شہید نے بھی یہی کہا کہ میرا جنازہ امیر مجلس ختم نبوت حضرت خواجہ خان محمد دامت برکاتہم پڑھائیں۔

میرے بھائیو! غازی تو چلا گیا ہے لیکن دین کا کام باقی ہے۔ صحابہ کرامؓ پر کتنے ظلم ہوئے، لیکن الحمدللہ! کام تیز ہوا، رکا نہیں۔ ہم بھی صحابہؓ کے سپاہی ہیں ہمیں بھی کام تیز کرنا چاہئے اور انشاء اللہ کریں گے۔ غازی کی شہادت بھی کامیابی ہے کہ آخری وقت میں پوری دنیا کفر کو تڑپایا ہے۔

میرے محترم ساتھیو! غازی ایک گلشن کا پھول تھا جو مرجھا گیا ہے، لیکن اس پھول سے ملاقات انشاء اللہ قیامت میں ضرور ہوگی اور اس پھول کی خوشبو آتی رہے گی ایک شاعر نے کیا خوب کہا تھا۔

اے پھول تو کب کھلے گا میں تجھ سے پیار کروں گا
اگر نہ کھلا تو قیامت تک انتظار کروں گا

اللہ تعالیٰ ہم سب کو مشن جھنگوی شہیدؒ پر چلائے اور اللہ تعالیٰ علماء حق کو دشمن اور شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ اللہ تعالیٰ غازی حق نواز شہیدؒ کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ (آمین)

تحریر۔ مظہر حسن کاظمی مدرس، مدرسہ رحیمیہ حسینیہ کلورکوٹ ضلع بھکر

خلیفہ راشد

داماد علی

امام عدل و حریت

سیدنا عمر فاروق رضؓ

احوال
سیرت و کردار

حافظ محمد اقبال سحر ہڑپہ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے سے اسلامی تاریخ میں ایک نئے دور کا آغاز ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اگرچہ اسلام قبول کرنے سے قبل اسلام کے سخت مخالف تھے لیکن جیسے ہی آپ نے اسلام قبول کیا عالم کفر ورطہ حیرت میں ڈوب گیا۔ مسلمانوں کی یہ حالت تھی کہ اپنے مذہبی فرائض اعلانیہ ادا نہیں کرسکتے تھے۔ یہاں تک کہ کعبہ میں نماز ادا کرنا بھی ناممکن تھا۔ لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام قبول کیا اور تمام مسلمانوں کے ہمراہ اعلانیہ خانہ کعبہ میں نماز ادا کی۔ ابن ہشام عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی زبانی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ

فلمااسلم عمر قاتل قریشا حتی صلی عندالکعبه وصلبنا معه یعنی "جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو قریش سے لڑے، یہاں تک کہ کعبہ میں نماز پڑھی اور انکے ساتھ ہم لوگوں نے بھی نماز پڑھی۔"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان الله جعل الحق علی لسان عمر یعنی "بے شک اللہ تعالی نے عمرؓ کی زبان پر حق جاری کردیا ہے۔"

نیز فرمایا

لوکان بعدی نبی لکان عمر۔

یعنی "میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ ہوتا۔"

نام ونسب اور خاندان

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نام، فاروق لقب اور ابو حفص کنیت۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے والد کا نام خطاب اور والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ نسب عمرؓ بن الخطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح بن عبداللہ بن قرط بن زراع بن عدی بن کعب بن لوی بن فہر بن مالک ہے۔ (اصابہ جلد ۲ ص ۵۱۸) فہر بن مالک بڑے صاحب اقتدار تھے ان ہی کی اولاد ہے جو قریش کے لقب سے مشہور ہے قریش کی نسل میں دس آدمیوں کے نام پر جدا جدا نامور قبیلے بن گئے۔ ان کے نام بالترتیب ہاشم، امیہ، نوفل، عبدالدار، اسد، تیم، مخزوم، عدی، جمح اور سہم ہیں۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ عدی کی اولاد سے ہیں۔ عدی کے دوسرے بھائی مرہ تھے جو کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اجداد میں سے ہیں۔ اس لحاظ سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں سرور کائنات سے جاکر مل جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ کی ولادت

سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ مشہور روایات کے مطابق ہجرت نبوی سے چالیس برس قبل مطابق ۵۸۴ء میں پیدا ہوئے۔ حافظ ابن عساکر تاریخ دمشق میں عمرو بن عاص کی زبانی یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ میں چند احباب کے ہمراہ ایک جلسہ میں بیٹھا ہوا تھا کہ دفعتاً ایک شور اٹھا، دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ خطاب کے گھر بیٹا پیدا ہوا ہے۔ اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی پیدائش کے موقع پر غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔

حضرت عمرؓ کا قبول اسلام

حضرت عمرؓ جب تک اسلام سے بیگانہ رہے، اسلام لانے والوں پہ سختیاں کرتے رہے۔ تاہم یہ سختیاں کسی بھی صحابی رسولؐ کو بددل نہ کرسکیں۔ بالآخر مجبور ہوکر ایک دن ہاتھوں میں تلوار لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف چلے تاکہ (نعوذ باللہ) بانی اسلام کا قصہ پاک کردیں۔ اللہ کی قدرت دیکھئے کہ راستے میں نعیم بن عبداللہ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھا خیر تو ہے؟ بولے کہ (نعوذ باللہ) "محمد ﷺ کا فیصلہ کرنے جاتا ہوں۔" نعیم بن عبداللہ نے کہا کہ پہلے اپنے گھر کی خبر تو لو، تمہاری بہن اور بہنوئی اسلام لاچکے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ واپس ہوئے اور اپنی بہن فاطمہؓ کے گھر پہنچے، وہ قرآن مجید کی تلاوت کررہی تھیں۔ آہٹ سن کر خاموش ہوگئیں اور قرآن کے اجزاء چھپالئے تاہم آواز کانوں میں پڑ چکی تھی۔ حضرت عمرؓ نے کہا کہ "تم دونوں (نعوذ باللہ

مرتد ہوگئے ہو۔" یہ کہہ کر بہنوئی سے دست و گریباں ہوئے، بہن بچانے کے لئے آئی تو اسے بھی لہولہان کردیا۔ بہن نے کہا کہ "اے عمرؓ! جو تیرے دل میں آئے کرو لیکن اسلام اب دل سے نہیں نکل سکتا۔" ان الفاظ میں ایسی تاثیر تھی کہ حضرت عمرؓ کی زندگی کی کایا پلٹ گئی۔ بہن کی طرف محبت سے دیکھا، بدن سے خون بہہ رہا تھا یہ دیکھ کر فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے، مجھے بھی سناؤ۔ فاطمہؓ نے وہ قرآنی اجزاء لاکر سامنے رکھ دیئے۔ حضرت عمرؓ نے پڑھنا شروع کیا۔

سبح للہ مافی السموت الارض وھوالعزیزالحکیم۔

ایک ایک لفظ دل پہ اثر کرتا چلا گیا جب آپؓ اس آیت پہ پہنچے۔

امنوا باللہ ورسولہ

تو بے اختیار پکار اٹھے کہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمد الرسول اللہ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارقمؓ کے مکان پہ تشریف فرما تھے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں پہنچ کر دستک دی، آپ کے ہاتھوں میں تلوار تھی، تازہ حالات سے کوئی واقف نہ تھا، صحابہؓ کو تردد ہوا سیدنا امیر حمزہؓ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں، آنے دو، مخلصانہ آیا ہے تو بہتر ہے ورنہ اسی کی تلوار سے اس کا سر قلم کردوں گا۔

حضرت عمرؓ نے اندر قدم رکھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود آگے بڑھے اور ان کا دامن پکڑ کر فرمایا "اے عمرؓ! کس ارادے سے آئے ہو؟" جواب دیا کہ "ایمان لانے کے لئے"۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بے ساختہ اللہ اکبر پکار اٹھے اور ساتھ ہی تمام صحابہؓ نے مل کر اس زور سے نعرہ تکبیر بلند کیا کہ مکہ کی تمام پہاڑیاں گونج اٹھیں۔ (الفارق، شبلی نعمانی ص ۵۵)

عہد خلافت اور فتوحات

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عہد خلافت دس سال، چھ ماہ اور دس دن پر محیط ہے۔ آپؓ نے ۲۲ لاکھ ۵۱ ہزار مربع میل پر اسلامی حکومت کی۔ آپؓ کے دور خلافت میں ایک ہزار چھتیس (۱۰۳۶) شہر فتح ہوئے۔ مفتوحہ علاقوں میں چار ہزار (۴۰۰۰) مسجدیں آباد ہوئیں۔ مفتوحہ علاقوں میں شام، مصر، فلسطین، ایران، عراق، جزیرہ، خوزستان، عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران (جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آجاتا ہے) شامل ہیں۔ علامہ شبلی نعمانی کہتے ہیں کہ ایشیائے کوچک پر (جس کو اہل عرب روم کہتے ہیں) ۲۰ ہجری میں حملہ ہوا تھا لیکن یہ فتوحات کی فہرست میں شامل نہیں تاہم یہ تمام فتوحات حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فتوحات ہیں۔

ان تمام معرکوں میں جو ساڑھے دس برس کی مدت میں پیش آئے، سب سے زیادہ خطرناک دو موقعے تھے ایک "نہاوند کا معرکہ" جب ایرانیوں نے فارس کے صوبہ جات میں ہر جگہ نقیب دوڑا کر تمام ملک میں آگ لگا دی تھی اور لاکھوں فوج مہیا کرکے مسلمانوں کی طرف بڑھے تھے دوسرے جب قیصر روم نے جزیرہ والوں کی اعانت سے دوبارہ "حمص" پر چڑھائی کی تھی۔ ان دونوں معرکوں میں صرف حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حسن تدبیر تھی، جس نے ایک طرف اٹھتے ہوئے طوفان کو دبا دیا اور دوسری طرف ایک کوہ گراں کے پرخچے اڑا دیئے۔

ملکی انتظام کے لئے الگ الگ شعبوں کا قیام اور خصوصی قوانین کا اجراء

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ملکی انتظام کے لئے ملک کے صوبوں اور ضلعوں کی تقسیم کو وسعت دی۔ انتظامات کے لئے الگ شعبے قائم کئے عہدیداروں کے تقرر و انتخاب کے لئے ضابطے مقرر کئے اور انکی تحقیق و تفتیش کے لئے خفیہ پولیس کا محکمہ قائم کیا نیز افسروں اور گورنروں کے لئے خصوصی قوانین جاری کئے مثلاً

(۱) ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوں۔
(۲) باریک کپڑے نہ پہنیں۔
(۳) میدہ کی روٹی نہ کھائیں۔
(۴) لوگوں کی حاجتوں سے اپنے دروازے بند نہ کریں۔
(۵) بیماروں کی بیمار پرسی کے لئے جایا کریں۔

اگر کوئی افسران باتوں کی خلاف ور کرتا تو اس کو فارغ کردیا جاتا یا پھر اس کے خلا سخت کاروائی کی جاتی چنانچہ ایک شخص نے مصر حاکم اعلیٰ عیاضؓ بن غنم کی شکایت کی کہ "اے کیا حاکموں سے صرف حلف لے لینے سے آپ اللہ کی باز پرس سے نجات مل جائے گی؟ کیا آپ معلوم نہیں کہ عیاضؓ بن غنم باریک کپڑے پہنتا اور دروازے پر دربان مقرر کر رکھا ہے۔" یہ ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محمد بن مس (سفیر) کو حکم دیا کہ عیاضؓ بن غنم جس حالت میں مہلت دیئے بغیر میرے پاس حاضر کرو۔ چنانچہ محمدؓ مسلمہ جب مصر پہنچے تو واقعی عیاضؓ بن غنم بار کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ حکم کے مطابق مہلت د بغیر وہ اسی حالت میں لے آئے۔ حضرت عمرؓ [illegible] دیکھنے کے بعد فرمایا "اپنی قمیص اتار کر کملی کا جبہ پہ لو اور بکریوں کا گلہ و عصا لیکر جنگل کی طرف جا وہاں بکریاں چراؤ اور راستہ سے جو گزرے اس پانی پلاؤ۔" (کتاب الخراج باب فی تمثیل السوا ص ۶۶)

حکومتی طبقہ کے لئے متوسط درجہ کی زندگی کا معیار

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکمرانوں کے لئے عام حالات میں متوسط درجہ کی زندگی کا معیار پیش کیا۔ چنانچہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ "میری اور میرے اہل کی روزی اس قدر ہے جتنی کہ قریش کے متوسط درجہ شخص کی ہوتی ہے جو نہ زیادہ مالدار ہو اور نہ زیادہ مفلس ہو۔" (تاریخ عمر الابن الجوزی الباب الثانی والثلثون ص ۱۰۳)

نئے شہروں کا آباد کرنا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دو میں جو نئے شہر آباد ہوئے ان میں بصرہ، کوفہ، فسطاط، موصل، جیزہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان شہ

سے بصرہ، کوفہ ایک مدت تک اسلامی آثار کے شاہکار رہے۔ عربی نحو کی بنیاد یہیں پڑی، نحو کے اصلی دارالعلوم یہی دو شہر (بصرہ، کوفہ) تھے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان شہروں کا تذکرہ مختصر طور پر بیان کردیا جائے۔

(۱) بصرہ

جہاں اب بصرہ شہر آباد ہے یہ کنکریلی زمین تھی آس پاس پانی اور چارہ کا سامان نہ تھا۔ البتہ دس میل کی مسافت پہ دریائے دجلہ موجود تھا اور اتنی دور سے پانی لانا نہایت مشکل تھا۔ اس لئے حضرت عمرؓ نے حکم دیا کہ دجلہ سے بصرہ تک نہر کاٹ کرلائی جائے۔ چنانچہ نہر کھودی گئی اور گھر گھر پانی کی فراہمی کو یقینی بنایا گیا۔ یہی وہ شہر ہے جہاں علوم عربیہ کی بنیاد پڑی۔ خلیل بصری کی تصنیف "کتاب العین" جو کہ عربی علم لغت پر سب سے پہلی کتاب ہے، یہیں لکھی گئی اور آئمہ مجتہدین میں سے حسن بصری یہیں پیدا ہوئے۔

(۲) کوفہ

کوفہ شہر، بصرہ شہر سے بھی زیادہ مشہور ہوا، یہاں کی زمین ریتلی اور کنکریلی تھی اور اسی مناسبت سے اس کا نام کوفہ رکھا گیا۔ دریائے فرات صرف ڈیڑھ دو میل کی مسافت پہ واقع تھا یہاں بہت سے قبیلے آباد کئے گئے اور مساجد تعمیر کی گئیں۔ علمی حیثیت سے یہ شہر بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ فقہ حنفی کی بنیاد یہیں پڑی، حدیث و فقہ اور علوم عربیہ کے بڑے بڑے آئمہ فن جو یہاں پیدا ہوئے ان میں ابراہیم نخعی، حماد، امام ابو حنیفہ، شعبی وغیرہ شامل ہیں۔

(۳) فسطاط

تیسرا شہر فسطاط بسایا گیا اس نے نہایت جلد ترقی کی۔ سیدنا امیر معاویہؓ کے زمانہ میں چالیس ہزار (۴۰،۰۰۰) اہل عرب کے نام دفتر میں قلمبند تھے۔ مورخ قضاعی کہتے ہیں کہ ایک زمانہ میں یہاں ۳۶۰ مسجدیں اور آٹھ ہزار (۸۰۰۰) سڑکیں تھیں۔ علامہ بشاری کہتے ہیں کہ یہ شہر بغداد کا ناسخ، مغرب کا خزانہ اور اسلام کا فخر ہے۔

(۴) موصل

اگرچہ یہ مقام زمانہ اسلام سے قبل بھی موجود تھا تاہم اس کی حیثیت ایک قلعہ کے سوا کچھ نہ تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں شہر کی حیثیت سے آباد ہوا۔ یاقوت حموی کہتے ہیں کہ "یہ مشہور ہے کہ دنیا کے بڑے شہر تین ہیں نیشاپور جو مشرق کا دروازہ ہے، دمشق جو مغرب کا دروازہ ہے اور موصل جو مشرق و مغرب کی گزرگاہ ہے۔

(۵) جیزہ

یہ ایک چھوٹا سا شہر ہے جو کہ دریائے نیل کے کنارے فسطاط شہر کے مقابل ہے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکندریہ کی فتح کے بعد جب فسطاط میں آئے تو اس غرض سے کہ رومی دریا کی طرف سے نہ چڑھ آئیں۔ تھوڑی سی فوج اس مقام پر متعین کردی۔ فسطاط شہر آباد ہونے کے بعد عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو واپس بلالینا چاہا لیکن ان لوگوں نے یہ حجت پیش کی کہ ہم جہاد کے لئے یہاں آئے تھے اور ایسے عمدہ مقصد کو چھوڑ کر کہیں اور نہیں جاسکتے۔ عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان حالات کی اطلاع امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان لوگوں کو یہیں رہنے کی اجازت دے دی۔ اور ساتھ ہی یہ حکم بھی دیا کہ ان کی حفاظت کے لئے ایک قلعہ تعمیر کیا جائے۔ چنانچہ ۲۱ ہجری میں قلعہ کی بنیاد رکھی گئی اور ۲۲ ہجری میں قلعہ بن کر تیار ہوا۔

ازواج و اولاد

امیرالمومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ جاہلیت اور زمانہ اسلام میں متعدد نکاح کئے پہلا نکاح عثمان بن مظعونؓ کی بہن زینبؓ کے ساتھ ہوا۔ زینبؓ بھی مسلمان ہوئیں اور مکہ میں انتقال کیا۔ حضرت عبداللہ اور حضرت حفصہؓ انہی کے بطن سے ہیں۔ دوسری بیوی قریبہ بنت ابی امیۃ المخزومی تھیں جو ام المومنین حضرت ام سلمہؓ کی بہن تھیں لیکن اسلام نہیں لائیں، اس لئے حضرت عمرؓ نے انکو طلاق دیدی۔ تیسری بیوی ملیکہ بنت جرول الخزاعی تھیں، ان کو ام کلثوم بھی کہا جاتا ہے۔ یہ بھی اسلام نہیں لائیں اور اسی وجہ سے ۶ ہجری میں ان کو بھی طلاق دیدی۔ عبیداللہؓ انہی کے بطن سے ہیں۔ زینب اور قریبہ قریش کے خاندان سے جبکہ ملیکہ، کزاعہ کے قبیلہ سے تھیں۔ سات ہجری میں عاصم بن ثابت جو ایک معزز انصاری تھے، ان کی بیٹی جمیلہ سے نکاح کیا۔ جمیلہ کا پہلا نام عاصیہ تھا۔ اسلام قبول کیا تو حضور اکرم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نام بدل کر جمیلہ رکھا دیا لیکن ان کو بھی کسی وجہ سے طلاق دیدی۔ سترہ (۱۷) ہجری میں سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم رضی اللہ عنہا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نکاح میں آئیں۔

یہ آپؓ کے لئے ایک اعزاز بھی ہے اور اتحاد و یگانگت کی واضح مثال بھی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اور بیویاں بھی تھیں یعنی ام حکیم بنت الحارث بن ہشام المخزومی، عاتکہ بنت زید، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد کثرت سے ہوئی جن میں سے حضرت حفصہؓ اس لئے زیادہ ممتاز ہیں کہ وہ ازواج مطہرات میں داخل ہیں۔ بیٹوں کے نام یہ ہیں۔ عبداللہؓ، عبیداللہ، عاصمؓ، ابو شحمہ، عبدالرحمٰن، زیدؓ، مجیرؓ۔ ان میں سے حضرت عبداللہؓ، عبیداللہؓ اور عاصمؓ زیادہ نامور ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ حضرت عاصمؓ ہی کے نواسے تھے۔

حضرت عمرؓ کی شہادت

ستائیس (۲۷) ذوالحج ۲۳ ہجری کو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز فجر پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لائے جیسے ہی آپؓ نے نماز شروع کی، ایک مجوسی غلام ابولولو فیروز نے خنجر سے آپؓ پر چھ وار کئے جن میں سے ایک ناف کے نیچے لگا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا ہاتھ پکڑ کر اپنی جگہ پہ کھڑا کردیا اور خود زخموں

باقی صفحہ 36 نمبر 27

عمرؓ مرادِ رسولﷺ

معروف احمد میمن ٹھیڑی شریف

نحمده و نصلی علی رسول الکریم۔ امابعد

نگاہ انتخاب حق کا حاصل وہ عمر آیا
حبیب کبریا کی آرزوؤں کا ثمر آیا
صدائے اللہ اکبر عرب میں جس گھڑی گونجی
فضائیں نغمہ پیرا تھیں عمر آیا عمر آیا

یوں تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر ستارہ ہر صحابی اپنی عظمت رکھتا ہے اگر ابوبکر صدیقؓ کو دیکھا جائے ان کی بڑی عظمت ہے' اگر عمرؓ کو دیکھا جائے تو ان کی اپنی عظمت ہے اگر محمدؐ کے عثمانؓ کو دیکھا جائے تو ان کی اپنی عظمت اگر علی المرتضیٰؓ کو دیکھا جائے تو ان کی بڑی عظمت ہے اگر حضرت محمد ﷺ کے ایک ایک صحابی کی طرف نظر اٹھا کے دیکھا جائے تو ان کی اپنی عظمت ہے۔

میں تذکرہ کرنا چاہتا ہوں اس شخصیت کا جس کو خلیفہ ثانی کہتے ہیں ...... میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ستارے کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں جس صحابی نے دعا مانگی کہ اللہ مجھے شہادت دے اور شہادت بھی ، ۔ منورہ میں اور شہادت بھی مسجد نبوی میں دے ار۔ اللہ سے دعا مانگی کہ اے اللہ شہادت بھی آقا سردار دوجہاں کے مصلے پر اور پھر اللہ نے اس کی دعا قبول کی وہ عظیم اسلام کا جرنیل یکم محرم الحرام کو مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں اور پھر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے پر ایک ایرانی کے حملے میں زخمی ہوئے اور پھر شہادت کے اس عظیم مرتبے پر فائز ہوگئے۔ اس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ستارے کو حضرت عمر فاروقؓ کہتے ہیں یہ عمرؓ ہے کہ جس کو اللہ کے آخری رسول یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے مانگا کہ اے اللہ اگر اسلام کو عزت دینی ہے تو عمر بن خطاب عطا کر میں نے نظر اٹھا کے دیکھا تو آقا کے قدموں میں صدیق اکبرؓ بیٹھے ہیں آقا کے قدموں میں علی المرتضیٰؓ بیٹھے ہیں لیکن پھر بھی عمرؓ کو مانگا جارہا ہے ایسی کیا خصوصیت ہے عمر میں کہ عمر مانگا جارہا ہے۔ حضرت عمرؓ دار ارقم میں آئے آقا نے کہا عمرؓ کب تک ستاؤ گے عمرؓ نے کہا آقا ستانے نہیں آیا کلمہ پڑھنے آیا ہوں لہٰذا میرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہوگئی اور عمرؓ کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئے نماز کا وقت آیا حضرت عمرؓ نے کہا آقا نماز کہاں پڑھنی ہے آقا نے کہا دار ارقم میں۔ حضرت عمرؓ نے کہا آقا کعبے میں کیوں نہیں آقا نے کہا وہاں تمہاری برادری پڑھنے نہیں دیتی اور پھر مسلمان بھی کم ہیں اب عمرؓ نے کہا میں مسلمان نہیں تھا پھر بھی نماز دار ارقم میں پڑھتے تھے اور آج میں مسلمان ہوا ہوں پھر نماز دار ارقم میں آقا کوئی تبدیلی تو نہیں آئی لہٰذا حضرت عمرؓ نے مکہ کے چوک میں جاکر کہا کہ میں مسلمان ہوچکا ہوں اور سنو کل ہم نماز کعبۃ اللہ میں پڑھیں گے تبھی تو کسی شاعر نے حضرت عمر کی عظمت یوں بیان کی ہے۔

نمرود قیصر و کسریٰ مسلط تھا زمانے پر
عمر نے توڑ ڈالا سامنے جب اس کا سر آیا

یہ وہ عمر فاروقؓ ہیں جس کو فاتح خیبر ابوالحسن حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنی بیٹی نکاح میں دی۔ حضرت عمرؓ کی عظمت اس بات سے بھی ظاہر ہے کہ آقا محمدؐ نے کہا کہ میرے بعد کوئی نبی آنا ہوتا تو عمر کا سر اس لائق تھا کہ اس کی سر پہ نبوت کا تاج رکھا جاتا ایک دفعہ آپ آرہے تھے حضور کی محفل میں کہ آپ نے دیکھا کہ حضور ہنس رہے ہیں حضرت عمر نے پوچھا آقا آپ کیوں ہنس رہے ہیں آقا نے جواب دیا کہ عمر تمہاری دہشت سے شیطان بھاگ رہا ہے اور آج اگر کوئی آدمی رات کو سوتے وقت اپنے سینے پر تشہد والی انگلی سے حضرت عمر کا نام لکھے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو شیطان کی وجہ سے احتلام نہیں ہوگا یہ عظمت عمر آج بھی چودہ سو سال گزر چکے پھر بھی زندہ ہے اور پھر کسی شاعر نے کیا خوب کہا۔

تمہاری عظمت تابندہ سے رخشندگی لیکر
مسلمانو سیکڑوں صدیوں کے سائے میں گزر آیا
تیرے سائے سے ابلیس واہرمن بھی گریزاں ہے
گیا دوزخ مقابل تیرے جو بھی تیرے سر آیا

چنانچہ مفکر اسلام مولانا سید ابوالحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کی شہادت کا پورا واقعہ یہ ہے کہ وہ نماز فجر کی امامت کے لئے کھڑے ہوئے تکبیر تحریمہ کی آواز لوگوں نے سنی اور اس کے بعد یہ آواز سنائی دی کتے نے مجھے مار دیا ابولولو نے خنجر سے جو وار کیا وہ آپ کے شانہ پر اور آپ کے کمر پر پڑا کہا جاتا ہے کہ اس نے چھ وار کئے۔ یہ عجمی کافر زادہ اپنا دو دھاری خنجر لیکر بھاگا اور جو بھی ملتا گیا اس پر وار کرتا گیا جس سے تیرہ افراد گھائل ہوئے اور جب حضرت عبدالرحمن بن عوف نے اس کو دیکھا تو اسپر ھنس (ایک لمبی پوشاک جس میں ٹوپی سلی ہوتی ہے) ڈال دی جس سے وہ الجھ گیا اور سمجھا کہ اب پکڑا گیا تو اس نے اپنا گلا کاٹ لیا ادھر حضرت عمرؓ گر پڑے اور کہہ رہے تھے کان امراللہ قدرو مقدورا۔

حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا کہ کس نے ان پر حملہ کیا کہا گیا مغیرہ بن شعبہ کے غلام نے فرمایا الحمدللہ میرا قاتل کوئی ایسا شخص نہیں ہے جس نے کبھی ایک سجدہ بھی کیا ہو قیامت میں مجھ سے اس سجدہ کا حوالہ دے کر بحث کرے یہ عربوں کا کام نہیں۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے فرزند عبداللہ بن عمر کو بلا کر کہا کہ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمر آپ سے اجازت طلب کرتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے اور میرا حوالہ امیرالمومنین کہہ کر نہ دینا کیونکہ اب میں مسلمانوں کا امیر نہیں ہوں حضرت عبداللہؓ نے ام المومنین کی خدمت میں جاکر عرض کی تو سیدہ عائشہؓ نے کہا کہ اس جگہ کو میں اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھیں لیکن آج عمرؓ کو اپنے اوپر ترجیح دونگی حضرت عبداللہؓ واپس آئے لوگوں نے حضرت عمرؓ کو خبر دی حضرت عمر فاروقؓ ان کی جانب متوجہ ہوئے اور دریافت کیا کیا خبر لائے ہو انہوں نے کہا امیرالمومنین آپ جو چاہتے تھے وہی ہوا انہوں نے اجازت دے دی ہے فرمایا الحمدللہ

باقی صفحہ 26 نمبر 28

فاروق اعظمؓ کون تھے؟

محمد عمر فاروق جھکوی وہاڑی

جن کو محبوب خدا نے غلبہ دین اور سطوت (ا)سلام کیلئے دربار ربوبیت سے طلب کیا۔

(ج)ن کو پروردگار عالم نے دینی ترقی کے لئے چن کر (ب)ھیجا۔

(ج)ن کے اسلام لانے سے پہلے جبرائیل امین نے ان (ک)ی تشریف آوری کا مژدہ پیغمبر کو سنا دیا۔

(ج)ن کی تشریف آوری پر حضور ﷺ نے مرحبا کی آواز بلند کی۔

(ج)ن کے ایمان سے جملہ صحابہ کرامؓ کے ایمان کو تقویت پہنچی۔

جن کی آمد سے مسلمانوں کو خدا کے گھر میں خدا کی (ع)بادت کرنا نصیب ہوئی۔

جن کے ایمان کی خوشی میں زمین نے اظہار مسرت کیا۔

جن کے ایمان کی خوشی میں فلک نیلی فام رقص میں آیا۔

جن کو کعبہ میں جاتے وقت سب صحابہ کرام سے آگے جانے کا شرف حاصل ہوا۔

جن کے کعبہ میں داخل ہونے کے بعد حضرت مسلم کے تکبیر کہنے سے بت منہ کے بل گر گئے۔

جن کو فاروق کا لقب دربار رسالت سے عطا ہوا۔

جنہوں نے کفر کو چیلنج کر کے بیت اللہ کے اندر مشرکین کے روبرو نماز کو ادا کیا۔

جنہوں نے جنگ بدر کے قیدیوں کے متعلق انکے قتل کا مشورہ دیا

غزوہ تبوک کے موقع پر جنہوں نے اپنے مال کا نصف حصہ پیش کر کے صاحب نبوت کی خوشنودی حاصل کی۔

خاتم النبیینؐ نے جن کے حق میں لوکان بعدی نبی لکان عمر فرمایا۔

جن کے لشکر کو دیکھ کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جند اللہ کا لقب عطا فرمایا۔

جن کی یا ساریہ الجبل والی آواز نے نہاوند میں غافل فوج کو جگا دیا۔

جن کے مکتوب کی برکت سے دریائے نیل جاری اور مشرکانہ رسم کا خاتمہ ہو گیا۔

جن کی رائے کے مطابق آیت واتخذو من مقام ابراہیم مصلی نازل ہوئی۔ جن کی غیرت کی حمایت میں بے پردہ عورتوں کو پردہ ملا۔

جن کی دعا پر حرمت شراب کا حکم نازل ہوا۔

منافق پر جنازہ نہ پڑھنے کے سلسلے میں جن کی رائے کی تائید وحی الٰہی نے کی۔

افک سیدہ عائشہ صدیقہ کے سلسلے میں سبحانک ھذا بہتان عظیم کہنے پر قرآن نے موافقت فرمائی۔

جنکے مقبوضات اسلام کا رقبہ (225103) مربع میل تک پہنچ گیا۔

جنہوں نے حسبکم کتاب اللہ کہہ کر مراد نبوت پوری فرمائی۔

جن کے جواب نے من یھدہ اللہ فلا مضل لنا کی ترجمانی کی۔

جن کی غیرت چاردانگ عالم میں مشہور ہوئی

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد جن کا بلا اختلاف خلافت کے لئے انتخاب ہوا بلکہ افضل الخلق بعد الرسول نے جن کا انتخاب فرمایا۔

جو اپنے دور خلافت میں اگر ایک طرف ایران پر فوجیں بھیج رہے ہیں قیصر و کسریٰ کے سفیروں سے تبادلہ خیال کر رہے ہیں۔ ایران و مصر کے فاتحین کے نام فرامین جاری کر رہے ہیں۔ حضرت خالد اور امیر معاویہ سے باز پرس کر رہے ہیں تو دوسری طرف بدن پر پیوند لگا ہوا کرتا پہنے ہوئے ہیں سر پر پھٹا ہوا عمامہ اور پاؤں میں بوسیدہ جوتا۔

جو کسی وقت منبر پر چڑھ کر خدائی احکام سنا رہے ہیں تو کسی وقت مشکیزہ کندھوں پر رکھ کر محتاجوں' بے کسوں اور بیواؤں کو پانی پلا رہے ہیں۔

جو دن کو خلافت کے امور سرانجام دیتے ہیں تو رات کو مدینہ کی گلیوں میں پہرہ دیتے نظر آتے ہیں۔

جو غنی اتنا ہیں کہ شاہوں کے تاج آپ کے قدموں پر نثار ہیں لیکن سادہ اس قدر ہیں کہ بادشاہوں کے سفیر آپ کی سادگی کی وجہ سے پہچاننے میں بھول جاتے ہیں۔ جنہوں نے تحفظ مال کیلئے بیت المال کا خزانہ قائم کیا۔ جن کے حسن تدبر کی برکت سے عدالتیں قائم ہوئیں۔ قاضی مقرر ہوئے۔

جن کی سیاسی قابلیت کے نتیجے میں فوجی دفاتر قائم ہوئے اور جن کے مشورے سے دفتر مال قائم ہوا پیمائش کا طریقہ جاری ہوا۔

جنہوں نے شوکت اسلام اور رعب حکومت کے پیش نظر فوجی چھاؤنیاں مقرر فرمائیں۔

جنہوں نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ تک آرام کے لئے چوکیاں اور سرائیں بنوائیں۔

جنہوں نے تحفظ قرآنی کی غرض سے تمام تراویح کی جماعت کا تمام صحابہ کرام کو فیصلہ سنا کر قیامت تک کے لئے امت مسلمہ پر احسان فرمایا۔

جن کی بابرکت چادر سے محلہ کا محلہ آگ کی زد سے بچ گیا۔

جن کے قدم کی حرکت سے مدینہ منورہ قیامت تک کے لئے زلزلے سے محفوظ ہو گئی۔

جو امیر المومنین ہونے کے باوجود زید بن ثابت کے سامنے مدعا علیہ بن کر پیش ہوئے۔

جنکی عدالت کی چرچا دنیا کے گوشے گوشے میں پھیل گیا۔

جنکو داماد علی رضی اللہ عنہ کرم اللہ وجہ ہونے کا شرف حاصل ہوا۔

جنکی جلال بھری نگاہ کو دیکھ کر والیان مرعوب ہو جاتے تھے۔

جن کی شکل کو دیکھ کر عیسائی عالم پہچان جاتے تھے۔

جنہوں نے فیصلہ رسول اپیل کرنے پر منافق کو قتل کر دیا۔

جن کے متعلق عیسائی یہ کہنے پر مجبور ہو گئے اگر میں دوسرا عمر ہوتا تو دنیا میں کفر کا نام نشان تک ہوتا۔

جنہوں نے توحیدی عقیدے پر ثابت قدم ہو۔ ثبوت دیا کہ حجر اسود سے کہہ دیا تجھے ہم نافع اور نہیں سمجھتے بلکہ تجھے بوسے حضور کے بوسے د۔

باقی صفحہ 16 نمبر (

مراد رسول ﷺ

سیدنا فاروق اعظمؓ کے اقوال زریں

قاضی محمد اسرائیل گرنگی کے عطر بار قلم سے

خلافت کے لئے چار خصلتیں

مناسب نہیں کہ اس امر خلافت کا والی سوائے اس آدمی کے جس میں یہ چار خصلتیں ہوں کوئی اور ہو۔

(۱) نرمی کا برتاؤ کرے بلا کمزوری کے
(۲) سختی ہو بلا سخت دلی کے
(۳) مال کا روکنا ہو بغیر بخل کرنے کے
(۴) اور سخاوت ہو بغیر فضول خرچی کے

اگر ان میں سے ایک عادت بھی جاتی رہی تو تینوں عادتیں بگڑ جائیں گی۔ (حیاۃ الصحابہ ص ۵۱ حصہ چہارم)

اذان

گھر میں مؤذن ہوتا تو مجھے کوئی پرواہ نہ تھی کہ سوائے ایک بار فریضہ حج ادا کرنے کے پھر یا حج یا عمرے کے لئے بیت اللہ کا سفر کروں۔ (تذکرہ الواعظین ص ۵۲)

تین چیزیں

مجھے دنیا میں تین چیزیں پسند ہیں (۱) نیک باتوں کا حکم دینا (۲) بری باتوں سے روکنا (۳) حدود الٰہی کو نگاہ رکھنا۔ (علم الیقین ص ۱۳۷)

علم دین اور تجارت

جو شخص علم دین سے بے بہرہ ہو وہ ہمارے بازار میں تجارت نہ کرنے پائے۔ (علم الیقین ص ۱۹۳)

شہر تباہ

جس شہر میں زنا کی کثرت ہوگی اور سود کھایا جائے گا وہ ضرور تباہ و برباد ہوگا۔ (تذکرۃ الواعظین ص ۱۹۴)

نیک عورت نعمت

ایمان توحید کے بعد کسی بندہ مومن کے لئے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت نہیں کہ اس کی بیوی نیک اور پاکدامن ہو (علم الیقین ص ۲۱۲)

اللہ کا خوف

خدا کی قسم اگر میرے لئے زمین بھر کر سونا ہوتا تو میں اللہ کے عذاب کے بدلے میں اسے دے دیتا اس سے قبل کہ میں اس عذاب کو دیکھوں۔ (حیات الصحابہ ص ۱۳۶ حصہ چہارم)

آج کا کام

عمل میں قوت اس بات سے پیدا ہوتی ہے کہ آج کا کام کل پر نہ ڈالا جائے جب تم کاموں کو ٹالنے لگو گے تو بہت سے کام جمع ہو جائیں گے پھر تم یہ نہ جان سکو گے کون سے کام کو پہلے کروں۔ (کنز العمال ص ۲۰۸ ج ۸)

کفار کے ہاتھ سے مسلمان کو چھڑوانا

اللہ سے ڈرو

پس اے اللہ کے بندو اللہ سے ڈرو اور اپنے نفسوں کے خلاف میری اعانت کرو کہ ان نفوس کو میری سزا سے روکو اور میرے نفس کے خلاف مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرکے میری اعانت کرو اور تمہارے امر سے مجھے جس چیز کا اللہ پاک نے والی بنایا ہے اس کے بارے میں مجھے نصیحت کرنے سے درگزر نہ کرو۔ (کنز العمال ص ۱۴۷)

دل نرم اور سخت

اللہ کی قسم میرا دل اللہ کے معاملہ میں نرم ہوا یہاں تک کہ وہ پانی کے جھاگ سے زیادہ نرم ہوا اور میرا دل اللہ کے بارے میں سخت ہوا یہاں تک کہ وہ پتھر سے زیادہ سخت ہوا۔ (حیاۃ الصحابہ ص ۵۵ حصہ چہارم)

سفر میں امیر

جب تم میں سے تین آدمی سفر میں ہوں تو اپنے میں سے ایک کو امیر بنا دو یہ وہ امیر ہے کہ اس کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے۔ (کنز العمال جلد ۳ ص ۳۴۴)

دنیا کی مثال

خدا کی قسم دنیا آخرت کے مقابلے میں خرگوش کی ایک دوڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ (کنز العمال جلد ۳ ص ۴۰۵)

تکبیر اولیٰ کا ثواب

جو شخص خدا کی راہ میں کسی ننگے کو کپڑے پہنائے خواہ وہ کپڑے پھٹے پرانے ہی کیوں نہ ہوں اور کپڑے پانیوالا ان کپڑوں سے نماز پڑھے اور طلب علم میں مشغول ہو تو اس کپڑے دینے والے کو اللہ تعالیٰ بارہ ہزار ریشمی حلے عطا فرمائے گا۔ جو ستر قسم کے ہونگے ان میں سے اس کا جسم نورانی جھلکے گا اگر اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا کرے کہ میں اپنے نئے پرانے تمام کپڑے راہ خدا میں دنیا بھر کے یتیموں اور مسکینوں کو دیدوں اور میرے پاس کچھ زر اور نقد نہ رہے پھر اس تمام خیرات کا مجھے کچھ ثواب نہ ملے تو اس کا مجھے اتنا رنج نہ ہوگا جتنا کہ نماز جماعت میں امام کے ساتھ تکبیر اولیٰ کے فوت ہو جانے کا ہوگا۔ (علم الیقین ص ۲۲)

اگر میں ایک مسلمان آدمی کو کفار کے ہاتھوں سے چھڑالوں یہ بات مجھے تمام جزیرۃ العرب سے زیادہ محبوب ہے۔ کنز العمال ج ۲ ص ۳۱۲)

برا ساتھی

برے میل جول سے تنہائی میں راحت ہے۔ (حیاۃ الصحابہ حصہ ہفتم ص ۲۹۸)

تنہائی

تنہائی سے اپنا حصہ اختیار کرو۔ (فتح الباری جلد ۱۱ ص ۲۶۲)

صبر

اگر صبر آخرت میں فخر و بلندی کی چیز ہوتی

باقی صفحہ 26 نمبر 30

استقامت صحابہ رضؓ کے چند ایمان افروز واقعات

خالد محمود طاہر گجرات

قارئین کرام! حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت دین کی تبلیغ اور سربلندی کے لئے گراں قدر خدمات سر انجام دیں۔ اللہ کی رضا اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کے حصول کے لئے انہوں نے صبروتحمل بردباری قربانی و ایثار، عزیمت و استقلال کے ایسے شاندار مظاہرے کئے جو رہتی دنیا تک زندہ و تابندہ رہیں گے۔

صحابہ کرام ؓ کا سرور کونین ؐ کی ذات اقدس اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین مبین پر کامل یقین اور پختہ ایمان تھا۔ یہی وجہ ہے کہ جب وہ کفر کے اندھیروں سے نکل کر ایمان کے اجالوں میں آئے، گمراہیوں سے نکل کر صراط مستقیم پر چلے تو انہوں نے راہ خدا اور پناہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا۔ دین کی ترقی و ترویج کے لئے جانثاری و وفاداری کے معرکوں میں ان حضرات کی بے شمار مثالیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں۔ میں چند واقعات ان حضرات کے آپ کے سامنے رکھتا ہوں تاکہ ان واقعات کو پڑھ کر ہمارے قلوب صحابہ کرام ؓ کی عظمت سے لبریز ہو جائیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان پرور کردار کی یاد تازہ ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن حذیفہ ؓ کی شاندار استقامت

صحابہ کرام ؓ عزم و ہمت کا پیکر تھے۔ زمین ہل سکتی تھی لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہل سکتے تھے۔ ان کی جرات و استقامت کا یہ عالم تھا کہ موت کو سامنے دیکھ کر بھی پائے ثبات میں لغزش نہ آتی تھی۔ انہی عظیم المرتبت صحابہ ؓ کی صف میں حضرت عبداللہ بن حذیفہ ؓ بھی شامل تھے۔ حضرت عبداللہ ؓ اور ان کا قافلہ روم کے بادشاہ کے ہاتھ آ گیا۔ بادشاہ بڑے جاہ و جلال والا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ حضرت عبداللہ کو ایک درخت سے لٹکا دیا جائے اور آپ پر تیروں کی اسطرح بارش کی جائے کہ کوئی تیر ان کے جسم کو نہ لگے بلکہ چھوئے بغیر قریب سے گزر جائے۔ مقصد یہ تھا کہ انہیں خوف و ہراس میں مبتلا کر دیا جائے تاکہ اسلام چھوڑ کر عیسائیت قبول کر لیں اور اس کے علاوہ طرح طرح کے حربے آزمائے گئے۔ کبھی بند کمرے میں ننگا کر کے ننگی لڑکی کے ساتھ سور کا گوشت اور شراب رکھ دی تاکہ بھوک لگے تو سور کا گوشت کھائیں اور پیاس لگے تو شراب پئیں اور پی کر زنا کریں اور نشے کی حالت میں ایمان کو چھوڑ دیں۔ چنانچہ ہر طرح کے حربے آزمانے کے باوجود حضرت عبداللہ کے چہرے پر خوف و ہراس یا پریشانی کا کوئی نام و نشان نہ پا کر بادشاہ کو طیش آ گیا۔ اس نے حکم دیا کہ ایک بڑے کڑاہ میں تیل ڈال کر گرم کیا جائے اور جب تیل گرم ہو جائے تو اس کھولتے ہوئے کڑاہ میں عبداللہ کے دو ساتھیوں کو پہلے ڈالا جائے چنانچہ حضرت عبداللہ بن حذیفہ ؓ کے دو ساتھیوں کو ان کے سامنے کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا گیا۔ حضرت عبداللہ ؓ یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔ اسکے بعد بادشاہ نے حکم دیا کہ حضرت عبداللہ کو تھوڑی مہلت دے دی جائے۔ اور پھر اس کے قریب لایا جائے۔ اگر یہ عیسائیت کو قبول کر لیں تو آزاد کر دیا جائے۔ ورنہ اس کو بھی اپنے دونوں ساتھیوں کے ساتھ اس تیل میں ڈال دیا جائے۔ حضرت کو کڑاہے کے قریب لایا گیا۔ حضرت عبداللہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ درباری اہلکار سمجھے کہ حضرت عبداللہ ؓ کو موت نے ڈرا دیا ہے اور ابھی یہ بادشاہ سے معافی کے خواہشمند ہونگے اور عیسائیت کے قبول کرنے کا اعلان کریں گے۔ اہل کاروں نے بادشاہ کو بتایا کہ حضرت عبداللہ رو رہے ہیں۔ پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ ؓ کو بلایا اور پوچھا! آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ حضرت عبداللہ بن حذیفہ ؓ نے کمال اطمینان اور یکسوئی سے فرمایا یا بادشاہ سلامت آپ غلط سمجھے ہیں موت کو سامنے دیکھ کر نہیں رویا بلکہ میں اس لیے رو رہا ہوں کہ اس کڑاہے میں پھینکنے کے فوراً بعد میری موت واقع ہو جائے گی۔ میں چاہتا کہ میرے جسم پر جتنے بال ہیں اتنی میری جانیں ہوتیں اور میں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین پر قربان کرتا جاتا اور ہر ایک جان قربان کرتا دیتا۔ بادشاہ آپ کے جذبہ استقامت سے بہت متاثر ہوا اور کہنے لگا کہ اگر تم میرے سر کا بوسہ لے لو تو میں تمہیں اور تمہارے قافلہ والوں کو چھوڑ دوں گا حضرت عبداللہ ؓ کے نے سوچا کہ اس طرح کرنے سے میرے ساتھیوں کی جان بخشی ہو جائے گی تو اچھا ہے شرح صدر ہونے پر آپ ؓ نے بادشاہ کو بوسہ دیا اور بادشاہ نے قافلہ والوں کو آزاد کر دیا۔ حضرت عبداللہ ؓ حضرت عمر ؓ کے سامنے پیش ہوئے اور سارا واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر فاروق بہت خوش ہوئے اور فوراً اٹھے اور آپ ؓ کے سر کا بوسہ لیا اور تمام صحابہ کرام ؓ سے کہا کہ وہ حضرت عبداللہ کے سر کا بوسہ لیں چنانچہ صحابہ کرام ؓ فرط محبت سے آپ کے سر کا بوسہ لینے لگے۔

بلال حبشی ؓ کا جذبہ استقامت

حضرت بلال حبشی ؓ امیہ بن خلف کے غلام تھے وہ آپ ؓ پر تشدد کرتا سیدنا بلال ؓ کو گرم ریت پر لٹا دیا جاتا اور آپ ؓ کی پشت پر بھاری پتھر رکھ دیا جاتا۔ لیکن بلال ؓ اس ظلم و ستم کے باوجود بلند آواز سے احد احد کے نعرے بلند کرتے۔ صحابہ کرام ؓ فرماتے ہیں کہ جس گرم اور تپتی ریت پر کڑی دھوپ میں بلال ؓ کو لٹایا جاتا تھا اگر وہاں جانور کا گوشت رکھ دیا جاتا تو وہ بھی گل سڑ جاتا۔ حضرت بلال حبشی ؓ کو گائے کے چمڑے میں بند کر کے دھوپ میں رکھ دیا جاتا تھا لیکن اس کے باوجود بلال ؓ نے کمال استقامت کا مظاہرہ کیا۔ مشرکین کو بے بس کر دیا وہ مارتے مارتے تھک جاتے تھے بلال ؓ کھاتے کھاتے نہیں تھکتے تھے۔ مشرکین مکہ نے آپ کو آخری

وارننگ یہ دی کہ لات و عزیٰ کی مخالفت چھوڑ دو ورنہ جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔ لیکن بلال ؓ توحید کے گیت گاتا رہا۔ اور جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت کے ترانے گاتا رہا۔ دشمن نے آپکو لوہے کی زرہ میں بند کرکے دھوپ میں بٹھا دیا۔ لیکن پیکر کے پائے ثبات میں لغزش نہ آئی۔ حضرت بلال ؓ کے گلے میں رسی ڈال کر بچوں کو دے جاتی وہ سیدنا بلال کو مکہ کی گلیوں اور بازاروں میں لئے پھرتے چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے آپ پر یہ ظلم و تشدد اور یہ بربریت دیکھی تو آپ کو خرید کر آزاد کر دیا اور پھر سفر و حضر میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے مؤذن بنے

حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا کا درس

استقامت

دین مبین کو پھیلانے اور پرچم اسلام کو بلند کرنے میں صرف مومن مردوں کا ہی نہیں بلکہ مومن عورتوں کا بھی بڑا حصہ ہے۔ ابو جہل کی کنیز سمیہ ؓ نے اسلام قبول کیا تو ابو جہل کے تن بدن میں آگ لگ گئی ایک آزاد آدمی کا قبول کرنا موت کو دعوت دینے کے مترادف تھا چہ جائیکہ ایک کنیز دین اسلام قبول کرتی۔ ابو جہل نے حکم دیا کہ دو طاقتور اونٹ منگوائے جائیں۔ اسکے بعد اونٹ منگوا کر اس کنیز کو زمین پر لٹا دیا گیا۔ اسکے ایک پاؤں کو رسی سے باندھ کر اس کا دوسرا سرا اونٹ سے باندھ دیا گیا۔ اور اسی طرح دوسرے پاؤں سے رسی باندھ کر اس کا دوسرا سرا اونٹ سے باندھ دیا گیا۔ دونوں اونٹ مخالف سمت الٹے منہ کھڑے کر دیئے گئے۔ ابو جہل نے فرعونیت سے کنیز کو کہا کہ اس دین سے باز آجا جو تو نے قبول کیا ہے۔ ورنہ اپنا حشر دیکھنے کے لئے تیار ہو جا تمھارے جسم کو چیر کر دو ٹکڑے کر دئیے جائیں گے۔ اے کنیز تیری عظمت پر قربان ہو جاؤں کہ تو نے مسلمانوں کو ایسا درس استقامت دیا کہ دنیا قیامت تک تجھے یاد رکھے گی۔ اس کنیز نے ابو جہل کے جواب میں شاندار جملہ کہا کہ میرے جسم کے دو ٹکڑے نہیں ہزاروں ٹکڑے بھی کر دیئے جائیں پھر بھی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر لایا ہوا ایمان چھوڑ نہیں سکتی۔ چنانچہ ابو جہل کے حکم پر دونوں مخالف سمتوں میں اونٹ چلا دیئے گئے اسطرح حضرت سمیہ رضی اللہ عنہا نے جام شہادت نوش کیا۔ یہ اسلام کی عظیم شہیدہ تھی۔ محترم قارئین! اسلام ہم تک آسانی سے نہیں پہنچا اسکے لیے بڑی بڑی قربانی دی گئی۔ آیئے ہم عہد کریں کہ انشاء اللہ ہم بھی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر ہر طرح کی قربانی دینے سے دریغ نہیں کریں اور مشن جھنگوی کے عام کرنے میں جو مصائب اور رکاوٹیں آئیں گی۔ ان کو بخوشی قبول کرتے ہوئے اپنی جان نچھاور کر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سیاہ کار کو بھی صحابہ کرام ؓ کے جذبات میں سے کچھ حصہ عطا فرمائے اور تمام قارئین کو بھی۔ آمین ثم آمین!

بقیہ 29

وجہ سے دیتے ہیں۔

جنکے بہشتی محل کو خواب میں خود حضور علیہ السلام نے مشاہدہ فرمایا۔

جنکو حضور نے زندگی میں بہشتی ہونے کی بشارت عطا فرمائی۔

سپاہ صحابہ کے کارکنوں کیلئے عظیم تحفہ

اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام

اصحاب رسول ؐ کا مختصر تعارف

انتہائی خوبصورت دیدہ زیب طباعت، عمدہ کاغذ

شہداء کے تعارف پر مشتمل تحریریں

معلومات کا خزانہ

یادداشت بک

عنقریب منظر عام پر آرہی ہے

مرتبہ: عثمان فاروق ضیاء

ناشر ادارہ اشاعت المعارف ریلوے روڈ فیصل آباد

امین الامت، یکے از عشرہ مبشرہ

سیدنا ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

مولانا محمد تقی عثمانی کے سفر نامہ جہان دیدہ سے ماخوذ

مرسلہ حافظ غلام محی الدین

حضرت ابو عبیدہ ابن جراح آنحضرت کے ان جلیل القدر صحابہ کرام میں سے ہیں جن کی ذات گرامی اس دور کے تمام اعلیٰ فضائل و مناقب کا مجموعہ تھی آپ سابقین اولین میں سے ہیں اور اس وقت اسلام لے آئے تھے۔ جب مسلمانوں کی تعداد انگلیوں پر گنی جا سکتی تھی آپ ان دس خوش نصیب صحابہ کرام میں سے ہیں جن کو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے اور جن کو خود حضور نے جنتی ہونے کی بشارت دی تھی۔ آپ کا شماران صحابہ کرام میں بھی ہے جنہیں دو مرتبہ ہجرت کی سعادت حاصل ہوئی پہلی بار آپ کے حبشہ کی طرف ہجرت فرمائی دوسری بار مدینہ منورہ کی طرف .... آنحضرت ﷺ کے ساتھ آپ غزوات میں ہمیشہ نہ صرف شامل رہے بلکہ موقع پر اپنی جانبازی عشق رسول اور اطاعت و اتباع کے انمٹ نقش قائم فرمائے۔

غزوہ بدر میں آپ کے والد کفار مکہ کے ساتھ مسلمانوں سے لڑنے کیلئے آئے تھے۔ اور جنگ کے دوران اپنے بیٹے حضرت ابو عبیدہ کو نہ صرف تلاش کرتے تھے بلکہ اس کی فکر میں رہتے تھے کہ کس طرح ان سے آمنا سامنا ہو جائے حضرت ابو عبیدہ اپنے والد کے کفر سے بیزار تھے لیکن یہ پسند نہیں کرتے تھے کہ ان پر ہاتھ سے تلوار اٹھانی پڑے اس لے جب کبھی وہ سامنے آکر مقابلہ کرنا چاہتے تھے تو یہ کترا جاتے۔ لیکن باپ نے ان کا پیچھا نہ چھوڑا اور بالا کی ضد انہیں مقابلہ کرنا پڑا اور جب مقابلہ سر پر آ ہی گیا۔ اللہ سے جو رشتہ قائم تھا اس کی راہ میں حائل ہونے ولا ہر رشتہ ٹوٹ چکا تھا۔ غزوہ احد کے موقع پر جب کفار کے ناگہانی حملے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خود کے دو حلقے آپ کے رخسار مبارک میں اندر گھس گئے تو حضرت ابو عبیدہ نے انہیں دانتوں سے پکڑ کر نکالا۔ یہاں تک کہ اس کشمکش میں حضرت ابو عبیدہ کے دانت گر جانے سے چہرے کی خوشنمائی میں فرق آ جانا چاہیے تھا۔ لیکن دیکھنے والوں کا بیان ہے کہ ان کے دانتوں کے گرنے سے حضرت ابو عبیدہ کے حسن میں کمی کی بجائے اور اضافہ ہو گیا تھا۔ لوگ کہتے تھے کہ کوئی شخص جس کے سامنے دانت گرے ہوئے ہوں۔ حضرت ابو عبید سے زیادہ حسین نہیں دیکھا گیا۔

جب یمن کے لوگ مسلمان ہوئے اور انہوں نے اپنے درمیان کوئی معلم بھیجنے کی درخواست کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو عبیدہ ابن جراح کے دونوں ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ ھذا امین ھذا الامتہ یہ اس امت کے امین ہیں اور حضور ﷺ کا یہ ارشاد تو صحیحین میں مروی ہے کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ ہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے جب پوچھا گیا کہ حضور ﷺ کو صحابہ کرام میں سے سب سے زیادہ محبوب کون تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ پوچھا گیا ان کے بعد فرمایا عمر رضی اللہ عنہ ان کے بعد کون اس کے جواب میں حضرت عائشہ نے فرمایا ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ۔ (جامع الترمذی ابواب المناقب حدیث نمبر ۲۲۵۷ و سنن ابن ماجہ مقدمہ حدیث نمبر ۱۰۲) حضرت حسن بصری (مرسلا روایت فرماتے ہیں کہ آنحضرت نے صحابہ سے خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ تم میں سے ہر شخص ایسا ہے کہ میں چاہوں تو اس کے اخلاق میں کسی نہ کسی بات کو میں قابل اعتراض قرار دے سکتا ہوں۔ سوائے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کے۔ (مستدرک حاکم ص ۲۶۶ ج ۳ و الاصابہ ملاحظہ ص ۲۴۳ ج ۲)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جب سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کرام کا اجتماع ہوا اور خلافت کی بات چلی تو صدیق اکبر نے دو نام پیش فرمائے ایک حضرت عمر بن خطاب اور دوسرے ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ کا لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں کسی پر اتفاق ہونے کا سوال ہی نہ تھا۔ مسلمان آپ ہی پر متفق ہوئے لیکن اس موقع پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف سے آپ کا نام پیش ہوا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرام کی نگاہ میں آپ کا مقام کیا تھا۔۔ حضرت صدیق اکبر نے اپنے عہد خلافت میں شام کی مہمات حضرت ابو عبیدہ ہی کے سپرد فرمائی تھیں۔ چنانچہ اردن اور شام کا بیشتر علاقہ آپ ہی کے ہاتھوں پر فتح ہوا بیچ میں جب غزوہ یرموک کے موقع پر حضرت صدیق اکبر نے خالد بن ولید کو عراق سے شام بھیجا تو اس وقت خالد رضی اللہ عنہ کو شام کی مہمات کا امیر بنا دیا تھا لیکن حضرت عمر نے اپنے عہد خلافت ہی کے آغاز میں حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو معزول کر کے آپ کو امیر بنا دیا اور پھر سارا شام آپ کی سرکردگی میں فتح ہوا اور حضرت خالد رضی اللہ عنہ آپ کی ماتحتی میں شریک جہاد رہے اور آپ نے عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے شام کے گورنر کے فرائض سر انجام دیئے۔ (البدایہ والنھایہ ص ۹۴ ج ۷)

شام کا خطہ اپنی زرخیزی آب و ہوا اور قدرتی مناظر کے لحاظ سے عرب کے صحرا نشینوں کیلئے ایک جنت سے کم نہ تھا۔ دوسری طرف یہاں اس وقت کے لحاظ سے انتہائی تمدن تہذیب یعنی رومی تہذیب کا دور دورہ تھا لیکن ان صحابہ کرام نے سرکار دو عالم کے فیض صحبت سے جوانمٹ رنگ

اپنے قلب و دماغ پر چڑھا لیا تھا وہ اس میں اس قدر پختہ تھے کہ شام کی رنگینیاں ان کے زہد و قناعت' دنیا بیزاری اور آخرت کی ہمہ وقتی فکر پر ذرہ برابر اثر انداز نہ ہو سکیں۔ اس بات کا اندازہ حضرت ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ کے ایک واقعہ سے ہوگا۔ جب ابو عبیدہ ؓ شام کے گورنر تھے تو اس زمانے میں حضرت عمر شام کے دورے پر تشریف لائے ایک دن حضرت عمر نے ان سے کہا کہ مجھے اپنے گھر لے چلئے حضرت عمر ؓ کو یہ فکر دامن گیر رہتی تھی کہ کہیں ان کے گورنر بیرونی تہذیبوں سے متاثر ہو کر زیادہ عیش و عشرت میں نہ پڑ گئے ہوں اس لئے شاید ابو عبیدہ ؓ کا گھر دیکھنے کے پیچھے یہی فکر کا کار فرما تھی حضرت ابو عبیدہ ؓ نے جواب دیا آپ میرے گھر میں کیا کریں گے۔ وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو۔ لیکن جب حضرت عمر ؓ نے اصرار فرمایا تو حضرت عمر ؓ کو اپنے گھر لے گئے حضرت عمر ؓ گھر میں داخل ہوئے تو وہاں کوئی سامان نظر نہ آیا۔ گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا حضرت عمر نے حیران ہو کر پوچھا آپ کا سامان کہاں ہے یہاں تو بس ایک گدہ ایک پیالہ اور ایک مشکیزہ نظر آ رہا ہے آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے یہ سن کر کچھ ٹکڑے اٹھا لائے' عمرؓ نے دیکھا تو رو پڑے حضرت عبیدہ ؓ نے فرمایا امیرالمومنین میں نے تو پہلے ہی آپ سے کہا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے بات دراصل یہ ہے کہ انسان کیلئے اتنا اثاثہ کافی ہے جو اسے اپنی خواب گاہ (قبر) تک پہنچا دے حضرت عمرؓ نے فرمایا اے ابوعبیدہ دنیا نے ہم سب کو بدل دیا مگر تجھے نہ بدل سکی۔

اللہ اکبر! ابو عبیدہ ؓ جس کے نام سے قیصر روم کی عظیم طاقت لرزہ براندم تھی جس کے ہاتھوں روم کے عظیم قلعے فتح ہو رہے تھے اور جس کے قدموں پر روزانہ رومی مال و دولت کے خزانے ڈھیر ہوتے تھے۔ وہ روٹی کے سوکھے ٹکڑوں پر زندگی بسر کر رہا تھا دنیا کی حقیقت کو اچھی طرح سمجھ کر اتنا ذلیل و رسوا کسی نے کیا تو وہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہی جانثار تھے حضرت ابو عبیدہ ان خوش نصیب حضرات میں سے تھے کہ جو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے اپنے جنت میں جانے کی بشارت سن چکے تھے اور حضور کی کسی خبر پر بھی ادنیٰ تردد ان کے یہاں کوئی سوال نہ تھا اس کے باوجود خشیت الٰہی کا یہ عالم تھا کہ بعض اوقات فرماتے تھے۔ فبذ بحنی اهلی فياكلو لحمی وحسو مرقی کاش کہ میں ایک مینڈھا ہوتا میرے گھر والے مجھے ذبح کرتے میرا گوشت کھاتے میرا شوربا پیتے۔

حضرت عمر آپ کے اتنے قدر دان تھے کہ ایک مرتبہ اپنے بعد خلیفہ کی تقرری کا سوال آیا تو آپ نے فرمایا اگر ابو عبیدہ کی زندگی میں میرا وقت آ گیا تو مجھے کسی سے مشورے کی بھی ضرورت نہیں میں ان کو اپنے خلیفہ بنانے کیلئے نامزد کر جاؤں گا۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اس نامزدگی کے بارے میں مجھ سے پوچھا تو میں عرض کر سکوں گا کہ میں نے رسول ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ہر امت کا ایک امین ہوتا ہے اور اس امت کا امین ابو عبیدہ ؓ ہیں۔ (مسند احمد ص ۱۸ ج ۱' مستدرک حاکم ۲۶۸' ج ۳)

جب اردن اور شام میں وہ تاریخی طاعون پھیلا جس میں ہزاروں افراد لقمہ اجل بنے تو حضرت عمرؓ نے حضرت عبیدہ ؓ کو ایک خط لکھا جس کے الفاظ یہ ہیں۔ سلام علیک اما بعد فانا قد عرضت لی الیک حاجه ارید ان اشافهک بها فعزمت علیک ازا نظرت فی کتابی هذا ان لا تضعرمن یدک حتی لقبل انی سلام کے بعد مجھے ایک ضرورت پیش آ گئی ہے جس کے بارے میں آپ سے زبانی بات کرنا چاہتا ہوں لہٰذا پوری تاکید کے ساتھ آپ سے کہتا ہوں کہ جونہی آپ میرا یہ خط دیکھیں تو اسے اپنے ہاتھ پر رکھتے ہی فوراً میری طرف روانہ ہو جائیں حضرت ابو عبیدہ اطاعت امیر کے ساری زندگی پابند رہے لیکن اس خط کو دیکھتے ہی سمجھ گئے کہ حضرت عمر ؓ کو شدید ضرورت (جس کیلئے مجھے مدینہ منورہ بلایا ہے) صرف یہ ہے کہ مجھے اس طاعون زدہ علاقہ سے نکالنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ یہ خط پڑھ کر انہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا۔ عرفت حاجته المومنین انه یردی ان یستبقی من لیس بباق میں امیرالمومنین کی ضرورت سمجھ گیا وہ ایک شخص کو باقی رکھنا چاہتے ہیں جو باقی رہنے والا نہیں۔ یہ کہہ کر حضرت عمر ؓ کو یہ جواب لکھا یا امیر المومنین انی قدعرفت حاجتک الی و انی فی جند من المسلمین اجدبنفسی رغبته عنهم فلست ارید فراقسم حتی بغض الله فی و فبهم امره وقیضیا فضنی من عزیمتک یا امیر المومنین و دعنی فی جندی امیرالمومنین آپ نے مجھے جس ضرورت کیلئے بلایا ہے وہ مجھے معلوم ہے لیکن میں مسلمانوں کے لشکر کے درمیان بیٹھا ہوں جس کیلئے میں اپنے دل میں اغراض کا کوئی جذبہ نہیں پایا لہٰذا میں ان لوگوں کو چھوڑ کر اس وقت آنا نہیں چاہتا جب تک اللہ تعالیٰ میرے اور ان کے بارے میں اپنی تقدیر کا حتمی فیصلہ نہیں فرما دیتا۔ لہٰذا امیرالمومنین مجھے اپنے اس تاکید حکم سے معاف فرما دیجئے اور اپنے لشکر ہی میں رہنے دیجئے حضرت عمر ؓ نے یہ ان کا خط پڑھا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے جو لوگ پاس بیٹھے تھے وہ جانتے تھے کہ یہ خط شام سے آیا ہے حضرت عمر ؓ کو آبدیدہ دیکھ کر انہوں نے پوچھا کیا ابو عبیدہ ؓ کی وفات ہو گئی حضرت عمر ؓ نے فرمایا ہوئی تو نہیں لیکن ایسا لگتا ہے کہ ہونے والی ہے اس کے بعد حضرت عمر ؓ نے دوسرا خط لکھا سلام علیک اما بعد فانک انذلت الناس ارضا عمیقه فارفعهم الی ارض مرتفعه نزهه سلام کے بعد آپ نے لوگوں کو ایسی زمین میں رکھا ہوا ہے جو نشیب میں ہیں اب انہیں بلند جگہ پر لے جایئے جسکی ہوا صاف ستھری ہو حضرت ابو موسیٰ اشعری ؓ فرماتے ہیں کہ جب خط ابو عبیدہ ؓ کے پاس پہنچا تو انہوں نے مجھے بلا کر کہا کہ امیرالمومنین کا یہ خط آیا ہے اب آپ ایسی جگہ تلاش کیجئے جہاں لشکر ٹھہرایا جا سکے میں جگہ کی تلاش میں نکلنے کیلئے پہلے گھر پہنچا تو دیکھا کہ میری اہلیہ طاعون میں مبتلا ہو چکی ہے میں نے واپس آ کر ابو عبیدہ ؓ کو بتایا اس پر انہوں نے خود تلاش میں جانے کا ارادہ کیا اور اپنے اونٹ پر کجاوہ کسوایا ابھی آپ نے اس کی رکاب میں پاؤں رکھا ہی تھا کہ آپ پر بھی طاعون کا حملہ ہو گیا اور آپ نے طاعون کے مرض میں وفات پائی۔

قاتلان حسین کی شناخت

مناظر اسلام حضرت العلامہ مولانا احمد یار خان رحمتہ اللہ علیہ
چکڑالہ ضلع میانوالی

یکم اکتوبر ۱۹۵۵ء کو بمقام میرپور (آزاد کشمیر) "قاتلان حسینؓ" کے موضوع پر اہل سنت والجماعت اور اہل تشیع کے مابین ایک مناظرہ ہونا طے پایا تھا۔ اہل سنت والجماعت کی طرف سے جناب ڈاکٹر محمد یعقوب اور اہل تشیع کی طرف سے جناب احمد علی شاہ مناظرہ کے منتظم و مہتمم تھے۔ شیعہ نے اس مناظرہ کے لئے اپنے معروف مناظر مولوی محمد اسماعیل گوجروی کو دعوت دی تھی جبکہ اہل سنت والجماعت کی طرف سے مجھے مدعو کیا گیا تھا۔

حسب عادت جب شیعہ مناظر مولوی محمد اسماعیل دعوت و وعدہ کے باوجود وقت مقررہ اور مقام مقررہ پر بغیر کسی جواز کے تشریف نہ لائے و منتظمین اور حاضرین بے حد مایوس ہوئے۔ شیعہ منتظمین نے وقت مقررہ را اپنے کسی دوسرے مناظر کو بھی نہ بلا کر اپنی شکست تسلیم کر لی۔ شیعہ نے بغیر مناظرہ کے شکست اس لئے قبول کر لی تھی کہ ان کے لئے ایسی شکست میدان مناظرہ کی یقینی شکست سے بدرجہا بہتر تھی۔

میں نے اس مناظرہ کے لئے جو دلائل مرتب کئے تھے وہ مختصر طور پر ایک کتابچہ کی صورت میں شائع کر رہا ہوں۔ اہل تشیع کی اس شکست کی یادگار کے طور پر میں اس کتابچے کا نام "شکست اعدائے حسین رضی اللہ عنہ" رکھا ہے۔ مجھے امید ہے کہ ہر مکتب فکر کے لوگ اس سے کماحقہ مستفید اور مستفیض ہوں گے۔

بنیادی سوال

موضوع مناظرہ یہ ہے کہ قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کون تھے؟

موضوع پر بحث کے لئے مندرجہ ذیل دو امور کی تفصیل میں جانا ضروری ہے۔

۱۔ مدعیان کا دعوی۔

۲۔ غیر جانبدار گواہوں کی شہادت۔

لیکن یہ ایک معروف حقیقت ہے کہ کربلا ایک لق و دق صحرا تھا جس کے گرد کسی آبادی کا وجود نہ تھا۔ موقع پر یا تو مقتولین کا گروہ تھا یا قاتلان کا۔ ایسے حالات میں غیر جانبدار گواہوں کا میسر آنا ممکن نہیں مزید پیش رفت کے لئے لامحالہ ہمیں مدعیان کے دعوی کی طرف ہی رجوع کرنا ہوگا۔

تو انہیں امام۔ معصوم (پاک از گناہ صغیرہ و کبیرہ) مفترض الطاعۃ اور مامور من اللہ مانتے ہیں۔ علاوہ ازیں ان کے لئے جھوٹا دعوی دائر کرنے کی کوئی وجہ بھی تو موجود نہیں اس لئے غیر جانبدار گواہوں کی عدم موجودگی میں ہمیں قاتلان حسین رضی اللہ عنہ کی شناخت مدعیان کے دعوی کی روشنی میں ہی کرنی ہوگی۔

ان حالات میں جو گواہی بھی لائی جائے گی وہ شہادت سماعی (سنی ہوئی) ہوگی نہ کہ چشم دید۔ اور ایسی گواہی میں اس بات کو ملحوظ رکھنا ہوگا کہ گواہ کہ سماع قاتلوں کے گروہ کے کس شخص سے ہے یا مقتولین میں سے اور اس سے بھی اہم بات یہ کہ مطلوبہ شہادت مدعیان کے دعوی سے بھی مطابقت رکھتی ہے یا نہیں یعنی کوئی روایت یا خبر جو کسی راوی سے منسوب ہو کر کسی کتاب میں نقل ہوئی ہو تو اسے مدعیان کے دعوی کی کسوٹی پر پرکھنا ہوگا کیونکہ غیر جانبدار گواہوں کی عدم موجودگی میں مدعیان کا دعوی ہی وہ کسوٹی ہے جس کی مطابقت میں دی گئی گواہی مقبول اور اس کے خلاف دی گئی .....گواہی مردود قرار پائے گی۔

دعوی کے خلاف لائی گئی گواہی کا ایک اور پہلو یہ بھی قابل غور ہے کہ جو گواہ مدعیان کے دعوی کے خلاف گواہی دے گا وہ دراصل "معصومین" کو جھوٹا بنانے کی جسارت کر رہا ہوگا جو کہ ظاہر ہے ناقابل قبول اور ناقابل برداشت ہے۔

اس صورت میں یہ سوال کہ "قاتلان حسینؓ کون تھے؟" یہ صورت اختیار کر گیا کہ "مدعیان کا دعوی کن لوگوں پر ہے" اب اس امر کی تحقیق ہر مسلمان پر فرض ہے' تاکہ وہ حقیقی مجرم کو ہی مجرم گردانے اور بے علمی کی بناء پر بہتان طرازی کا مرتکب ہو کر اس قرآنی وعید میں داخل نہ ہو۔

ترجمہ:- جس نے برائی کا کسب کیا یا گناہ کا پھر کسی غافل (بے قصور) کے ذمہ لگایا پس اس نے بہت بڑا بہتان اور واضح گناہ اپنے ذمے لیا۔

مدعیان کے بیانات اور قاتلان حسین کی شناخت

گروہ مقتولین کے مشہور ترین ممبران جو قافلہ حسینؓ میں شامل تھے اور جن کے بیانات معتبر شیعہ کتب میں تفصیلاً درج ہیں وہ حضرت حسینؓ حضرت زین العابدینؒ، حضرت زینب بنت حضرت علیؓ، حضرت فاطمہ بنت حسینؓ، حضرت ام کلثوم بنت حضرت علیؓ ہیں۔

ذیل میں ان مدعیان کے بیانات کتب شیعہ کے حوالوں کے ساتھ مختصراً درج کئے جاتے ہیں تاکہ ہر مکتبہ فکر کے لوگوں پر عیاں ہو جائے کہ ان کا متفقہ دعویٰ کن لوگوں پر ہے۔ اس کے علاوہ انہی شیعہ کتب سے حضرت علیؓ، حضرت حسنؓ۔ حضرت محمد باقر رحمتہ اللہ علیہ کے بیانات بھی مختصراً نقل کر دیئے گئے ہیں تاکہ قاتلان حسینؓ کی شناخت کی کاروائی کسی پہلو سے تشنہ تکمیل نہ رہے اور کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش نہ رہے۔

مدعی اول۔ حضرت حسینؓ کا بیان

کوفہ کی جانب سفر کے دوران جب حضرت حسینؓ زبالہ کے مقام پر پہنچے تو انہیں حضرت مسلمؓ بن عقیل کی شہادت کی خبر ملی۔ اس پر انہوں نے بیساختہ فرمایا۔

قد خذ لنا شیعتنا۔

ترجمہ:۔ ہمارے شیعوں نے ہم کو ذلیل کردیا۔

(خلاصتہ المصائب صفحہ ۴۹)

ذیل میں حضرت حسینؓ کے عین معرکہ کربلا میں قاتلان حسینؓ کے سامنے دیئے گئے تین اہم خطبے درج کئے جاتے ہیں۔

O... "تم پر اور تمہارے ارادہ پر لعنت ہو۔ اے بیوفایان' جفاکار' غدارو' تم پر وائے ہو۔ تم نے ہنگامہ اضطراب و اضطرار میں اپنی مدد کے لئے ہم کو بلایا۔ اور جب میں تمہارا کہنا مان کر تمہاری نصرت اور ہدایت کے لئے آیا تو تم نے شمشیر کینہ مجھ پر کھینچی۔ اپنے دشمنوں کی تم نے یاوری اور مددگاری کی اور اپنے دوستوں سے دستبردار ہوئے"۔

(جلاء العیون مترجم جلد دوم صفحہ ۱۸۲' ۱۸۳ مطبوعہ لاہور)۔

O... اے شیث بن ربعی اے حجاز بن الجبر اے قیس بن الاشعث اے زید بن الحرث کیا تم نے مجھے نہیں لکھا تھا کہ پھل پک گئے ۔ زمین سرسبز ہو گئی نہریں ابل پڑیں اگر آپ آئیں گے تو اپنی فوج جرار کے پاس آئیں گے جلد آیئے۔"

(خلاصتہ المصائب صفحہ ۱۴۸)

دسویں محرم کا مشہور خطبہ

ترجمہ:۔ "افسوس ہو تم پر اے اہل کوفہ کیا تم بھول گئے اپنے خطوں کو۔ اور وہ وعدے جو تم نے کئے تھے اور خدا تعالیٰ کو ان پر گواہ ٹھہرایا تھا تم پر افسوس ہو تم نے لکھا تھا کہ اہل بیت آئیں۔ ہم ان کی مدد اور پیروی میں جانیں تک قربان کر دیں گے۔"

پھر جب وہ (ہم) آئے تو تم ان کو ابن زیاد کے حوالے کئے دیتے ہو اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم لوگ اپنے نبی کے برے اخلاف ہو کہ ان کی اولاد کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو خداوند تعالیٰ تم کو قیامت کے دن سیراب نہ کرے (یعنی پانی نہ دے)"۔

(ذبح عظیم بحوالہ ناسخ التواریخ صفحہ ۳۳۵)

لیجئے مجرموں کی شناخت ہو گئی مگر شیعہ حضرات اب شاید یہ دعویٰ کر بیٹھیں کہ حضرت حسینؓ کے مدمقابل تمام لوگ تو کوفی نہ تھے اور اگر کوفی تھے تو تمام کے تمام تو شیعہ نہ تھے تو اس کے جواب میں انہی کی کتابوں سے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

O... خلاصتہ المصائب صفحہ ۲۰۱ پر رقم ہے۔

ترجمہ:۔ "(حضرت حسینؓ کی فوج میں) نہ کوئی شامی تھا نہ حجازی بلکہ تمام کوفی تھے۔"

O... شیعہ مجتہد قاضی نور اللہ شوستری اپنی کتاب مجالس المومنین مجلس اول صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں۔

ترجمہ:۔ اہل کوفہ کے شیعہ ہونے پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں ان کا سنی ہونا خلاف اصل اور محتاج دلیل ہے۔ اگرچہ ابو حنیفہ کوفی تھا۔

مندرجہ بالا خطبوں اور اقتباسات سے درج ذیل امور ثابت ہو گئے۔

O... حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے مدمقابل فوج تمام کی تمام کوفی دستوں پر مشتمل تھی۔

O... تمام کے تمام کوفی شیعہ تھے۔

O... کوفی شیعان نے حضرت حسینؓ کو خطوط لکھے تھے جن پر انہوں نے خدا کو گواہ رکھ کر وعدہ کیا تھا کہ وہ اہل بیت کی مدد کریں گے اور اس مقصد کے لئے اپنی جانوں کی بازی لگانے سے بھی گریز نہیں کریں گے۔

O... جب حضرت حسینؓ ان کی دعوت پر تشریف لے گئے شیعان کوفہ نہ صرف اپنے وعدوں سے پھر گئے بلکہ مقابل بن کر سامنے آ گئے۔

O... شیعان کوفہ نے ہی اہل بیت پر دریائے فرات کا پانی بند کیا۔

O... اور آخرکار حضرت حسینؓ اور دیگر اہل بیت کے قتل کے مرتکب ہوئے۔

لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا اگر تھوڑا سا غور و فکر سے کام لیا جائے تو اس کا جواب بھی مل جائے گا۔ حضرت حسینؓ کے خطبوں میں اس کا اشارہ موجود ہے کہ کوفی شیعہ اہل بیت کے لئے اپنے دلوں میں کوئی بغض' کینہ یا عداوت رکھتے تھے جس کی وجہ سے انہوں نے اہل بیت کی محبت کا ڈرامہ کھیلا اور اس کی آڑ میں انہوں نے حضرت حسینؓ کو کوفہ بلا کر ان کو اور دیگر اہل بیت کو ذلیل و رسوا کر کے شہید یا بعد ازاں کمال عیاری سے اپنے جرم کو دوسروں کے سر تھوپ اور اسے بطور ہتھیار استعمال کر کے ملت اسلامیہ کی اندرونی شکست و ریخت کی بنیاد رکھی۔

اس بغض کی نشاندہی بھی مشکل امر نہیں تفصیل تو آئے گی مگر یہاں اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ جس دن سے سعدؓ بن ابی وقاص نے خلیفہ دوم حضرت عمرؓ فاروق کی جانب سے ایران کو فتح کیا ایرانی اپنے دلوں کے اندر کینہ و انتقام کا جذبہ پالتے رہے اور فرقہ رافضی کی بنیاد پڑ جانے سے ان کو اظہار کے لئے پلیٹ فارم میسر آگیا کوئی رافضی جو کہ مجوسی تہذیب کی شکست سے سخت دل برداشتہ تھے مسلمانوں سے علی الاعلان مقابلے کی سکت تو نہ رکھتے

تے مگر یہودیوں کے ساتھ خفیہ گٹھ جوڑ کر کے اور اہل بیت کی ظاہری محبت کا دم بھر کے مسلمانوں سے اپنا انتقام لینے کی تمنا دل میں لئے ہوئے تھے سانحہ کربلا صدیوں پر محیط اس انتقام کی ابتدائی کڑیوں میں سے ایک کڑی تھی اور اس گھناؤنی سازش کے شکار۔

شہیدان وفا کے حوصلے تھے داد کے قابل
وہاں پر شکر کرتے تھے جہاں پر صبر مشکل تھا

مدعی دوئم۔ حضرت زین العابدین کا بیان

مدعی اول جو کہ سانحہ کربلا کے سب سے اہم اور سب سے مظلوم کردار تھے کا بیان آپ نے ملاحظہ کیا۔ اب اہل تشیع کے دوسرے امام کا بیان ملاحظہ فرمائیں جو کہ کربلا کے واقعات کے عینی شاہد بھی تھے اور گروہ متولین کے مردوں میں سے بچ جانے والے اہم ترین فرد بھی یہاں یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیئے کہ مدعی اول اور دوئم اہل تشیع کے امام ہیں اور بقول ان کے معصوم، یعنی پاک از گناہ صغیرہ و کبیرہ ہیں۔ اس لئے ان کے بیانات اول تا آخر حقیقت پر ہی مشتمل ہوں گے۔ مدعی اول کے بیان کے اہم نکات ذہن میں رکھتے ہوئے مدعی دوئم کے بیان کے اہم اقتباسات ملاحظہ فرمائیں۔

O... حضرت حسینؓ کے قتل کے بعد جب شیعوں نے حضرت زین العابدین سے اپنی اطاعت اور جان نثاری کا اظہار کیا تو انہوں نے ان کو یوں دھتکارا۔

"ہیہات۔ ہیہات اے غدار و امکارو! تمہاری مرادیں پوری نہ ہوں۔ کیا تم چاہتے ہو کہ مجھے بھی فریب دو جیسے تم نے میرے باپ دادا کو اس سے قبل فریب دیا۔ ہرگز نہیں۔ قسم ہے گردش والے آسمانوں کے رب کی اب تک میرے والد کی شہادت کا زخم مندمل نہیں ہوا"۔

(احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۷)

O... نیز احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۸ پر دوسری روایت ہے

ترجمہ:۔ "جب علی بن حسینؓ (زین العابدین) عورتوں کے ہمراہ کربلا سے چلے اور وہ مرض کی حالت میں تھے دیکھا کہ اہل کوفہ کی عورتیں گریبان چاک کئے ہوئے ہیں رو رہی ہیں اور مرد بھی ان کے ساتھ رو رہے ہیں تو امام زین العابدین نے کمزور آواز سے کیونکہ بیماری نے ان کو کمزور کر دیا تھا فرمایا یہ لوگ ہم پر رو رہے ہیں مگر ان کے سوا ہم کو قتل کس نے کیا؟۔"

O...اب احتجاج طبرسی صفحہ ۱۵۹ بھی ملاحظہ کریجیے

ترجمہ:۔ (حضرت زین العابدین نے اہل کوفہ سے کہا) اے لوگو! میں تم کو خدا کی قسم دیتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ تم نے میرے باپ کو خطوط لکھے اور اس کو دھوکہ دیا اور اس سے عہد و پیمان کیا اور اس سے بیعت بھی کی اور تم نے میرے باپ کو قتل کیا اور ذلیل کیا پس خرابی ہو تمہارے لئے جو کچھ تم نے اپنی جانوں کے لئے آگے بھیجا ہے اور بری رائے اپنی کہ کس آنکھ سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو گے؟

جب وہ فرمائیں گے کہ تم نے میری اولاد کو قتل کیا ہے اور میری بے حرمتی کی ہے اور تم میری امت سے نہیں۔

"پس لوگوں کے رونے کی آواز بلند ہوئی اور بعض لوگ بعض لوگوں کو پکارتے تھے کہ ہلاک ہو گئے ستم جس کا تم کو علم ہے۔"

مدعی دوئم کے بیان سے نہ صرف مدعی اول کے بیان کی تصدیق ہو گئی بلکہ مدعی دوئم نے کوفی شیعوں کے خلاف مندرجہ ذیل مزید الزامات عائد کئے۔

O... کوفی رافضی قاتل اور ذلیل کنندۂ امام ہیں۔

O... کوفی رافضیوں نے اہل بیت کی بے حرمتی کی۔

O... کوفی شیعوں کا ماتم کرنا صریح منافقت تھی۔

O... کوفی رافضیوں نے مدعی کے باپ کے علاوہ مدعی کی دادا کو بھی فریب دیا تھا۔

O... کوفی رافضی امت رسول ﷺ سے خارج ہیں

یہاں ضمنی طور پر یہ بات بھی ثابت ہو گئی ہے کہ کوفی رافضی سب سے پہلے ماتمی تھے اور ان کے امام "معصوم" نے ان کے رونے کو مگرمچھ کے آنسوؤں سے تعبیر کیا تھا اب یہ تو شیعہ حضرات خود ہی بتا سکتے ہیں کہ ان کا موجودہ زمانے میں رائج ماتم کس قبیل سے ہے کیوں شیعہ حضرات!

کہیں فریب مسلسل تو اس کا نام نہیں؟

مدعیہ سوئم۔ حضرت زینب بنت حضرت علیؓ کا بیان

جب کربلا سے روانہ ہو کر اسیران اہل بیت حسینؓ کوفہ میں داخل ہوئے تو کوفہ کی عورتوں اور مردوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا۔ ہمشیرہ حضرت حسینؓ نے ان رونے پیٹنے والوں کو مخاطب کر کے جو تقریر فرمائی وہ احتجاج طبرسی (مطبوعہ ایران) صفحہ ۱۵۸ پر یوں درج ہے۔

ترجمہ:۔ "پھر فرمایا بعد حمد خدا و صلوٰۃ و سلام رسول خدا ﷺ کے اے اہل کوفہ! اے اہل جبر و غدر اور ذلیل کنندہ مزید فرمایا۔ خبردار برا ہے وہ فعل جو تمہارے نفسوں نے تمہارے لئے آگے بھیجا ہے یہ کہ خدا کا غضب تم پر ہوا اور تم ہمیشہ عذاب میں رہو گے کس وجہ سے روتے ہو پس روؤ تم رونے کے لائق ہو پس زیادہ روؤ اور کم ہنسو۔"

پھر یہ شعر پڑھے۔

ترجمہ:۔ "کیا کہو گے جب رسول خدا تم سے پوچھیں گے کہ تم نے کیا کیا ہے اور تم آخری امت تھے میرے اہل بیت اور اولاد کے ساتھ میرے بعد بعض ان سے قید ہوئے اور بعض ان سے خون آلودہ کئے گئے۔"

اور جلاء العیون (اردو) صفحہ ۵۰۳ پر باقر مجلسی رافضی نے حضرت زینبؓ کے خطبے کو یوں رقم کیا ہے۔

"اما بعد۔ اے اہل کوفہ، اے اہل غدر، مکر و حیلہ! تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو اور خود تم نے ہم کو قتل کیا ہے ابھی تمہارے ظلم سے ہمارا رونا بند نہیں ہوا اور تمہارے ستم سے ہماری فریاد و نالہ ساکن نہیں ہوا"۔

مزید دو سطر بعد اسی صفحہ پر ہے۔

"تم نے اپنے لئے آخرت کا توشہ و ذخیرہ بہت خراب بھیجا ہے اور اپنے آپ کو ابدالاباد تک جہنم کا سزاوار بنایا ہے تم ہم پر گریہ و نالہ کرتے ہو حالانکہ تم نے خود ہی ہم کو قتل کیا ہے"۔

CS CamScanner

مزید کچھ سطور کے بعد اسی صفحہ پر۔

"اے اہل کوفہ! تمہارے یہ ہاتھ قطع کئے جائیں تم پرواۓ ہو تم نے کس جگر گوشہ رسول خدا کو قتل کیا ہے اور کس پردہ گان اہل بیت کو بے پردہ کیا ہے۔ کس قدر فرزندان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تم نے خونریزی کی اور حرمت کو ضائع کیا"۔

شیعہ حضرات کے لئے بد دعاؤں اور گریہ کے ہجوم میں حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی وہی بیان دیا ہے جو دو مدعیان پہلے دے چکے ہیں اب آج کل کے شیعہ حضرات کے ماتمی جلوسوں کو ذہن میں رکھ کر آپ خود انصاف سے فیصلہ کریں۔ کیا یہ لوگ وہی مگرمچھ کے آنسو بہا کر ہر سال کوفی رافضیوں کی سنت تازہ نہیں کرتے؟ بہرحال حضرت زینبؓ کی زبانی بھی شیعہ حضرات مکار' غدار دھوکہ باز اور ابدالا باد تک جہنم کے سزاوار ثابت ہوئے مبارک ہوں رافضی حضرات کو یہ خطابات اور انعامات۔

یہ اس کی دین ہے جسے پروردگار دے!!!

مدعیہ چہارم
حضرت فاطمہ بنت امام حسینؓ

اسیران کربلا جب کوفہ لائے گئے تو ان میں سے ہر ایک نے شیعان کوفہ کے فریب کا پول سر عام کھولا۔ اور ان کے مگرمچھ کے آنسوؤں سے ذرہ برابر متاثر نہ ہوئے۔ حضرت فاطمہؓ کا کوفی رافضیوں سے خطاب ہوا احتجاج طبری کے صفحہ ۱۵۷ پر یوں رقم ہے۔

ترجمہ:۔ امابعد۔ "اے اہل کوفہ' اے اہل مکر' غدر حیلہ و تکبر تم نے ہماری تکذیب کی اور ہم کو کافر سمجھا اور ہم کو قتل کرنا حلال جانا اور ہمارے مال کو ...نا مانند اور اولاد ترک و کابل کے۔ جیسا کہ تم نے ...مارے جد امجد (حضرت علیؓ) کو قتل کیا تھا کل کے ...ن اور تمہاری تلواروں سے ہم اہل بیت کا خون ...ک رہا ہے سابقہ کینہ کی وجہ سے اس سے تمہاری ...نکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور دل خوش ہوئے تم نے ...ات کی خدا پر اور مکر کیا اور اللہ تعالیٰ بہتر تدبیر ...نے والا ہے۔"

حضرت فاطمہ کا بیان بھی گزشتہ بیانات کی تصدیق کرتا ہے بیان سے ظاہر ہے کہ شیعان کوفہ نے آل رسول اور اس وقت کے کافر قبائل میں کوئی تفریق نہ کی انہوں نے اہل بیت کی ساتھ بعینہ وہی سلوک کیا جو اس وقت کافروں کے ساتھ روا رکھا جاتا تھا یعنی۔

O۔ آل رسولؐ کی تکذیب کی۔
O۔ آل رسولؐ کو کافر سمجھا۔
O۔ ان کے قتل کو حلال جان کران کا خون بہایا۔
O۔ ان کے مال لوٹا۔
O۔ اور یہ تمام کاروائی کار ثواب سمجھ کر سرانجام دی۔
O۔ یہ تمام کاروائی کسی سابقہ کینہ کی وجہ سے عمل میں لائی۔
O۔ اس کاروائی کو کامیابی سے پایہ تکمیل تک پہنچانے سے شیعان کوفہ کو ولی سرور حاصل ہوا۔

اس خطبے سے دو اور باتیں بھی معلوم ہوئیں پہلی یہ کہ شیعان کوفہ نے حضرت علیؓ کو بھی انہی وجوہات کی بناء پر قتل کیا تھا دوسری یہ کہ شیعان کوفہ کا بعد از قتل حسینؓ رونا پیٹنا کسی وقتی مصلحت کی بناء پر تھا اور بعد کی تاریخ شاہد ہے کہ شیعان کوفہ نے رونے پیٹنے کا کھیل اس لئے کھیلا تھا کہ اولاد علیؓ کو اپنے بھیانک جرم سے لاتعلقی کا یقین دلایا جائے اور یہ جرم کسی اور کے سر تھوپا جائے۔ اس ظاہری محبت کا جھانسا دے کر بچے کھچے افراد کو اسی طرح پھانسا جائے جس طرح حضرت علیؓ کے قتل کے بعد انہوں نے ان کے کنبے کو پھانس لیا۔ لعنت ہو ایسی محبت پر۔

ہوئے تم دوست جس کے دشمن اس کا آسماں کیوں ہو

مدعیہ پنجم۔ حضرت ام کلثومؓ کا بیان

جب اولاد علیؓ کا لٹا پٹا قافلہ کوفہ میں داخل ہوا تو کوفی عورتوں نے رونا پیٹنا شروع کر دیا ساتھ ساتھ انہوں نے اسیران کربلا کے بچوں میں کھجوریں تقسیم کرنا شروع کر دیں ان حالات میں حضرت ام کلثوم کا روعمل نہ صرف اولاد علیؓ کی عظمت کا آئینہ دار ہے بلکہ کوفیوں کے قاتلان حسین ہونے کا ثبوت بھی۔ یہ تمام واقعہ جلاء العیون صفحہ ۵۰۷ پر یوں درج ہے۔

ترجمہ:۔ "حضرت ام کلثوم نے کہا۔ "اے اہل کوفہ اہل بیت پر تصدق حرام ہے۔"

اور خرمے بچوں کے ہاتھوں سے لے کر زمین پر پھینک دیں زنان کوفہ مقربان ذوالجلال کے حال پر گریہ کرتی تھیں۔ ام کلثوم نے جب ان کی صدائے گریہ سنی تو محمل سے آواز دی اور فرمایا۔

"اے زنان کوفہ! تمہارے مردوں نے ہمارے مردوں کو قتل کیا اور ہم اہل بیت کو اسیر کیا ہے پھر تم کیوں روتی ہو؟"

حضرت ام کلثوم کا بیان بھی پچھلے تمام بیانات کی تصدیق کرتا ہے اور مجھے امید ہے کہ اب آپ کے ذہنوں میں قاتلان حسینؓ کے متعلق کوئی شک و شبہ باقی نہ رہا ہوگا۔ تاہم رافضی حضرات پر فرد جرم عائد کرنے سے پہلے ان کے اجتماعی کردار کے متعلق ان کے پہلے دو آئمہ (حضرت علیؓ اور حضرت حسنؓ) اور پانچویں امام (حضرت محمد باقر) سے کیوں نہ پوچھ لیا جائے ان بزرگوں کی گراں قدر آراء کے بعد ہم خود رافضی حضرات کو اقرار جرم کی دعوت دیں گے۔

حضرت علیؓ کی رائے

معتبر رافضی کتب میں خود حضرت علیؓ کی زبانی رافضیوں کی بے وفائی' بدسلوکی اور غداری کے متعلق بے حساب مواد موجود ہے یہاں نہج البلاغہ از قسم اول صفحہ ۷۷ سے اقتباس پیش کرتا ہوں۔

حضرت علی نے فرمایا۔

"اے مردوں کے مشکل نامردو! لڑکوں کی سی سمجھ رکھنے والو! عورتوں کی سی عقل والو! مجھے آرزو ہے کہ کاش میں نے تم کو نہ دیکھا ہوتا اور نہ پہچانا ہوتا یہ پہچاننا ایسا ہے کہ واللہ اس سے پشیمانی حاصل ہوئی اور رنج لاحق ہوا خدا تم کو غارت کرے تحقیق تم لوگوں نے میرا دل پیپ سے بھر دیا اور میرا سینہ غصہ سے لبریز کر دیا تم لوگوں نے مجھے غم کے گھونٹ سانس لے لے کر پلائے۔ اور نافرمانی کر کے اور ساتھ نہ دے کر میری رائے کو خراب کر دیا۔

یہاں تک کہ قریش کے لوگ کہتے ہیں کہ ابن ابی طالب بہادر تو ہے لیکن اس کو لڑائی کے فن کا علم نہیں"۔

ایک اور اقتباس جلاء العیون باب ۳ فصل ۲ صفحہ ۲۲۹ سے نقل کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

"بخدا مجھے منظور ہے کہ حق تعالیٰ مجھے تم میں سے اٹھا لے۔ خداوندا تو جانتا ہے کہ میں ان سے تنگ آگیا ہوں اور یہ مجھ سے تنگ آگئے ہیں میں ان سے ملول ہوں اور یہ مجھ سے ملول ہیں خداوندا مجھے ان سے راحت عطا کر اور اس شخص کے ہاتھ مبتلا کر کہ یہ مجھے یاد کریں"۔

اور نہج البلاغہ صفحہ ۱۸۹ پر درج ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ

"اللہ کی قسم میں آرزو کرتا ہوں کہ معاویہ۔ مجھ سے دس آدمی (رافضی) تم میں سے لے لیں اور اپنا ایک آدمی مجھے دے دیں۔"

یعنی حضرت علیؓ اپنے دس رافضی کے ایمان اور وفاداری کو حضرت معاویہؓ کے ایک آدمی کے برابر سمجھتے تھے یقیناً حضرت علیؓ نے یہ نسبت ابتدائے اسلام کے اس دور سے لی ہوگی جب ایک مسلمان دس کافروں پر بھاری ہوتا تھا۔

اور جلاء العیون صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے کہ عبدالرحمن ابن ملجم نے حضرت علیؓ کی بیعت کی تھی اور بعد از بیعت جناب امیرؓ کو شہید کیا۔ یہ حضرت علیؓ کا پکا مرید تھا مگر رافضی نے اس کو خارجی مشہور کردیا۔

حضرت حسنؓ کی رائے

احتجاج طبری مطبوعہ ایران صفحہ ۱۵۰ پر حضرت حسنؓ کی روداد یوں رقم ہے۔

زید بن وہب جہنی سے روایت ہے کہ "جب حضرت حسنؓ بن علیؓ کو مدائن میں نیزہ مارا گیا تو میں ان کے پاس گیا اس وقت ان کو زخم کی بہت تکلیف تھی میں نے کہا اے فرزند رسول ﷺ آپ کی کیا رائے ہے لوگ (معاویہؓ) بن ابی سفیان سے بیعت کر لینے پر) بہت متحیر ہو رہے ہیں حضرت حسنؓ نے کہا اللہ کی قسم میں معاویہؓ کو اپنے لئے ان لوگوں سے زیادہ بہتر سمجھتا ہوں جو اپنے کو میرا شیعہ کہتے ہیں۔

ترجمہ:۔ حضرت حسنؓ نے کہا بخدا میں معاویہؓ کو ان لوگوں سے اپنے لئے اچھا سمجھتا ہوں جو میرے رافضی ہونے کے مدعی ہیں اور میرے قتل کے درپے بھی اور جنہوں نے میرا مال و اسباب بھی لوٹ لیا۔

"بخدا میں معاویہؓ سے کوئی معاہدہ کرلوں جس سے میری جان اور متعلقین کی حفاظت ہو جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ رافضی مجھے قتل کردیں اور میرے متعلقین ضائع ہو جائیں"........"واللہ اگر معاویہؓ سے لڑتا تو رافضی میری گردن پکڑ کر مجھے معاویہؓ کے حوالے کر دیتے واللہ عزت کے ساتھ معاویہؓ سے صلح کرنا اس سے بہتر ہے کہ وہ مجھے گرفتار کر کے قتل کریں یا احسان رکھ کر آزاد کریں یہ احسان ان کا بنی ہاشم پر قیامت تک رہے گا اور معاویہؓ برابر اس احسان کا اظہار ہمارے زندہ اور مردہ پر کرتے رہیں گے۔"

اس بیان کے آئینے میں کربلا کے واقعات کا تجزیہ کر کے قاتلان حسینؓ کی شناخت خود کرلیجئے۔

کھول کر آنکھیں میرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

اور جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ صفحہ ۳۱۲ پر درج حضرت حسنؓ کی پیشن گوئی تو علامہ اقبال کے اس شعر کی تاریخی تشریح معلوم ہوتی ہے آپ نے اپنے رافضیوں سے فرمایا" مجھے فریب دیا ایسے جس طرح اپنے پہلے امام (حضرت علیؓ) کو تم نے فریب دیا۔ اور نہیں معلوم میرے بعد کس امام سے تم مقاتلہ کرو گے۔"

حضرت محمد باقر کا بیان

حضرت محمد باقر رافضیوں کے پانچویں امام ہیں واقعہ کربلا کے وقت ان کی عمر کوئی تین یا چار سال ہوگی ذیل میں ان کا بیان جلاء العیون کے صفحہ ۳۲۶ سے نقل کیا جاتا ہے بیان کردہ واقعات انہوں نے یقیناً اپنے والد محترم حضرت زین العابدینؒ اور گھر کے دیگر بزرگوں سے سنے ہوں گے اس لئے رافضی حضرات کسی صورت میں بھی اس بیان کو غلط یا جھوٹ ثابت نہیں کر سکتے۔

حضرت نے رافضیوں کے متعلق بات کرتے ہوئے فرمایا۔

"امیرالمومنینؓ سے بیعت کی پھر ان سے بیعت شکنی کی اور ان پر شمشیر کھینچی اور امیرالمومنینؓ ہمیشہ ان سے بمقام مجادلہ اور محاربہ تھے اور ان سے آزار و مشقت پاتے تھے یہاں تک کہ ان کو شہید کیا اور پھر ان کے فرزند امام حسنؓ کی بیعت کی اور بیعت کے بعد ان سے بدعہدی کی اور مکر کیا اور چاہا کہ ان کو دشمن کے حوالے کردیں۔ اور اہل عراق ان کے سامنے کھڑے ہو گئے اور ان کے پہلو میں خنجر مارا اور ان کا خیمہ لوٹ لیا۔ یہاں تک کہ آپ کی لونڈیوں کے پاؤں سے خلخال (پازیب) اتار لیں اور آپ کو پریشان کردیا۔ حتیٰ کہ آپ نے معاویہؓ سے صلح کرلی اور اپنی اور اپنے اہل بیت کی جانوں کی حفاظت کر لی اہل بیت ان کے بہت تھوڑے تھے پھر بیس ہزار اہل عراق نے امام حسینؓ کے ہاتھ پر بیعت کی اور جن لوگوں نے ان کی بیعت کی تھی انہوں نے ان پر تلوار چلائی اور ابھی آنحضرت کی بیعت ان کی گردنوں میں تھی کہ آپؓ کو شہید کردیا"۔

حضرت محمد باقر کے بیان سے پہلے پانچ مدعیان کے بیانات کی تائید و تصدیق کے علاوہ مندرجہ ذیل امور کی بھی مزید وضاحت ہوگئی۔

۱۔ اہل بیت کے ساتھ محبت کے پردے میں شیعہ اہل بیت کے بدترین دشمن ہیں۔

۲۔ رافضی مذہب میں ابتدا سے ہی آئمہ کو پریشان اور قتل کرنے کا دستور رائج رہا ہے۔

اقرار جرم

کتب رافضی سے منقول مدعیان کے بیانات اور دیگر اقتباسات سے یہ بات تو پایہ ثبوت کو پہنچی کہ قاتلان حسینؓ کوئی رافضی تھے انہوں نے ہی اہل بیت پر دریائے فرات کا پانی بند کیا اور طرح طرح کی اذیتیں دے کر اہل بیت کو شہید کیا اور بعد ازاں رو پیٹ کر۔

دھوئے گئے وہ ایسے کہ بس پاک ہو گئے

یہاں فطری طور پر یہ سوال ذہن میں ابھرتا ہے کہ مدعا علیہم اپنے سنگین جرم کا اقرار بھی کرتے

ہیں یا نہیں کیونکہ اگر ایسا ہے تو پھر سرے سے کسی گواہ کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔

در حقیقت مدعا علیہم اپنے سنگین جرم کا اقرار کر چکے ہیں اور جھوٹی توبہ کا ڈرامہ بھی کھیل چکے ہیں رافضیوں کے مجتہد اعظم قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین مجلس ہشتم صفحہ ۲۴۱/۲۴۰ ج ۲ شیعان کوفہ کی زبانی اقرار جرم یوں رقم کرتے ہیں۔

ترجمہ:۔ اب ہم اپنی بد اعمالیوں پر نادم ہوتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ توبہ کریں شاید اللہ تعالی ہماری توبہ قبول فرما کر ہم پر رحم کرے۔

اس جماعت سے جتنے لوگ کربلا (بمقابلہ حضرت حسینؓ) گئے تھے سب اسی طرح معذرت کرنے لگے سلیمان بن صرد نے کہا میرے خیال میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ ہم لوگ خود کو تیغ بکف میدان میں لائیں جیسے بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں نے باہم ایک دوسرے کو قتل کیا تھا جیسے اللہ تعالی فرماتا ہے ؟تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا" یہ کہہ کر تمام استغفار کے لئے زانو کے بل گر پڑے۔

سلیمان بن صرد وہی شخص ہے جس کے مکان پر شیعان کوفہ حضرت حسینؓ کو مدعو کرنے کے لئے پہلے پہل اکٹھے ہوئے تھے اسی شخص نے سب سے پہلے حضرت حسینؓ کو دعوت نامہ بھیجا تھا بعد ازاں یہی شخص امیر بن کر حضرت حسینؓ کی قبر پر توبہ اور عذر کرنے کے لئے گیا لیکن رافضیوں کی بعد کی تاریخ گواہ ہے کہ

میری توبہ بھی کوئی توبہ ہے
جب بہار آئی تو توڑ ڈالی ہے

تو رافضی مجرمان نے اقرار جرم کر لیا اور توبہ کی کاروائی کا بھی آغاز کر دیا مگر آج کے رافضی اہل سنت والجماعت کو مجرم قرار دے کر اپنے آباؤ اجداد کے جرم کو چھپاتے پھرتے ہیں اور ان کی کوشش یہی ہوتی ہے کہ اتنا جھوٹ بولا جائے کہ وہ سچ دکھائی دینے لگے۔

اقرار جرم کے بعد رافضی کتب سے ایک اور حوالہ یہاں بے محل نہ ہوگا رافضی کتب میں مذکور ہے کہ آئمہ کا قاتل حرام زادہ ہوتا ہے۔ جلاء العیون صفحہ ۴۱۳ اور احتجاج طبرسی صفحہ ۳۸ پر درج ہے۔

احادیث کثیرہ میں آئمہ اطہار علیہم السلام سے منقول ہے کہ پیغمبروں کو اور ان کے اولیا کو اور ان کی ذریت کو قتل نہیں کرتا مگر ولدالزنا اور ان کے قتل کا ارادہ نہیں کرتا مگر فرزند زنا۔ (فلعنۃ اللہ علیہ اجمعین الی یوم الدین)۔

ہے تجھ میں مکر جانے کی جرات تو مکر جا

یزید اور قتل حسینؓ

رافضی حضرات نے اپنے جرم پر پردہ ڈالنے کے لئے ہر دور میں عوام الناس کو یہ باور کرانے کی انتہائی کوشش کی ہے کہ قتل حسینؓ کا اصلی مجرم یزید ہے لیکن مستند اور معتبر رافضی کتابوں سے یزید کے متعلق جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ان سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ یزید نے نہ تو حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم دیا تھا نہ ہی کوئی ایسی سازش تیار کی تھی اور نہ ہی وہ قتل حسینؓ پر راضی تھا ذیل میں کتب رافضی سے اقتباسات نقل کئے جاتے ہیں جو کہ اس سانحہ میں حضرت معاویہؓ کی وصیت کے پس منظر میں یزید کے طرز عمل کی عکاسی کرتے ہیں۔

۱۔ حضرت معاویہؓ نے رحلت کے وقت یزید کو جو وصیتیں کیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

(الف) حضرت معاویہؓ نے اپنے مرض وفات میں فرمایا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک کرتہ دیا تھا وہ میں رکھ چھوڑا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے ناخن ترشوائے تھے۔ وہ تراشہ میں نے ایک شیشی میں رکھا ہے جب میں مر جاؤں تو مجھے وہی کرتا پہنانا اور ناخن کے تراشے کو پیس کر میری آنکھوں میں اور میرے منہ میں ڈال دینا امید ہے اللہ اس کی برکت سے میرے اوپر رحم کرے گا۔ (تاریخ طبری صفحہ ۱۶۲)۔

(ب) لیکن امام حسینؓ پس ان کی نسبت و قرابت تجھے جناب رسالت ماب صلی اللہ علیہ وسلم سے معلوم ہے وہ حضور ﷺ کے بدن کے ٹکڑے ہیں۔ انہی کے گوشت و خون سے انہوں نے پرورش پائی ہے مجھے علم ہے کہ عراق والے ان کو اپنی طرف بلائیں گے اور ان کی مدد نہ کریں گے اگر تو ان پر قابو پالے تو ان کے حقوق اور عزت کو پہچاننا اور ان کا مرتبہ اور قرابت جو حضور ﷺ سے ہے اس کو یاد رکھنا ان کے افعال کا ان سے مواخذہ نہ کرنا اور اس مدت میں جو روابط میں نے ان سے مضبوط کئے ہیں ان کو نہ توڑنا خبردار ان کو کوئی تکلیف نہ دینا۔

(جلاء العیون صفحہ ۴۲۱)

(ج) اے بیٹا ہوس نہ کرنا اور نیک کردار رہنا تاکہ جب اللہ تعالی کے سامنے حاضر ہو تو تیری گردن حسین بن علیؓ کا خون نہ ہو ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور ہمیشہ ہمیشہ عذاب میں مبتلا رہے گا۔

(ناسخ التواریخ)

۲۔ یزید نے مدینہ کے حاکم مروان بن حکم کو جو حضرت علیؓ اور ان کی اولاد کا دشمن تھا برخواست کیا اور ولید بن عتبہ بن ابی سفیان جو ان کا خیر خواہ تھا اور ان کے خلاف کاروائی نہیں کرنا چاہتا تھا مدینہ کا حاکم مقرر کیا۔

(جلاء العیون صفحہ ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵)

۳۔ جب حضرت حسینؓ نے عراق کے سفر کی تیاریاں شروع کیں تو آپ کے عزیز و اقارب بے حد پریشان ہو گئے انہوں نے آپ کو روکنے کے لئے کوششیں کیں اور التجا کی کہ کوفیوں پر اعتبار نہ کریں ابن عباسؓ نے یہ خبر سنی تو کہا

"میں خدا کا واسطہ دے کر آپ کی منت کرتا ہوں کہ آپ اپنا ارادہ ترک کر دیں اور اگر ضروری ہی جانا ہے تو عورتوں اور بچوں کو ساتھ مت لے جائیے کوفی یقیناً آپ کو دھوکہ دیں گے"

عبداللہ بن جعفر طیارؓ نے بھی آپ کو روکنے کی کوشش کی مگر حضرت حسینؓ اپنے ارادے پر قائم رہے عبداللہ بن جعفرؓ نے اپنی زوجہ زینب بنت علیؓ کو بھی روکنے کی کوشش کی مگر جب وہ نہ رکیں تو انہیں طلاق دے دی۔

۴۔ گو کہ آپ (حضرت حسینؓ) نے اعلانیہ بیعت سے انکار کر دیا تھا مگر میدان کربلا سے خود یزید کے پاس جانے کے لئے تیار تھے (یعنی انہیں کوفیوں کی بہ نسبت یزید سے بہتر سلوک کی توقع تھی)۔

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۰۲)

۵۔ یزید نے جب حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر سنی تو "اناللہ وانا الیہ راجعون" پڑھا۔

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۰۳)

CamScanner

۶۔ "یزید کچھ دیر دم بخود کھڑا رہا۔ پھر سر اٹھا کر کہا میں اس پر راضی نہ تھا کہ بلا قتل حسینؓ میری اطاعت کی جاتی لیکن میں اگر ان کے ساتھ ہوتا تو حسینؓ کو ضرور معاف کر دیتا"۔ (ناسخ التواریخ صفحہ ۳۶۹)

۷۔ ابن زیاد ملعون نے حسینؓ کے معاملہ میں جلدی کی میں (یزید) ان کے قتل پر راضی نہ تھا۔

(جلاء العیون صفحہ ۵۲۷)

ترجمہ:۔ کسی نے آکر یزید سے کہا تیری آنکھیں روشن ہوں حسینؓ کا سر آگیا ہے یزید نے بنظر غضب اس کی طرف دیکھا اور کہا تیری آنکھیں روشن نہ ہوں۔ (نجح الاخزان مطبوعہ ایران صفحہ ۳۲۱)

۹۔ اور شمر نے جب حضرت حسینؓ کا سر یزید کے پاس پہنچا کر انعام طلب کیا تو یزید نے غضبناک ہو کر اسے وہاں سے نکال دیا۔

ترجمہ:۔ "پس یزید نے غضبناک ہو کر شمر کی طرف دیکھا اور کہا اللہ تعالیٰ تیری رکاب آگ سے بھرے تمہارے لئے ہلاکت ہو جب تجھے علم تھا کہ یہ تمام مخلوق سے افضل ہے تو تو نے اسے کیوں قتل کیا نکل جا میرے سامنے سے میرے پاس تیرے لئے کوئی انعام نہیں۔ (خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۰۴)

۱۰۔ امام حسینؓ کا سر سونے کے طشت میں رکھا اور کہا اے حسینؓ تم پر اللہ کی رحمت ہو تمہارے چہرے کی جگہ کتنی اچھی ہے۔ (خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۴)۔

۱۱۔ تباہ حال قافلہ جب دمشق پہنچا تو یہ دیکھ کر یزید رو پڑا اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا جس سے آنسو پونچھتا جاتا تھا اس نے سب کو اپنی زوجہ ہند بنت عامر کے پاس بھیج دیا جب اہل بیت حسینؓ محل میں پہنچے تو گریہ وزاری بلند ہوئی جس کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔ (خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۹۳)۔

۱۲۔ حضرت علیؓ (زین العابدینؓ) کی عزت کی صبح و شام ان کو شریک طعام کرتا تھا جب وہ دسترخوان پر نہ آتے یزید کھانا نہ کھاتا نہ آرام کرتا۔

(جلاء العیون اور طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۶۸)

۱۳۔ حضرت زین العابدینؓ کے استفسار پر یزید نے یوں جواب دیا۔

ترجمہ:۔ "یزید نے کہا ابن مرجانہ (ابن زیاد) پر خدا لعنت کرے میں اس کو تیرے باپ کے قتل کا حکم نہیں دیا تھا اور اگر میں خود معرکہ کربلا میں ہوتا تو میں کبھی اسے قتل نہ کرتا۔ (احتجاج طبری صفحہ ۱۶۲)

۱۴۔ قیام دمشق کے دوران اور وہاں سے رخصت کے وقت یزید نے آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت فیاضانہ سلوک کیا۔

حضرت زین العابدین سے پھر کہا "ابن مرجانہ پر خدا کی لعنت ہو واللہ اگر میں حسینؓ کے ساتھ ہوتا اور وہ میرے سامنے اپنی شرط پیش کرتے تو میں اسے ضرور منظور کر لیتا۔ میں ان کی جان ہر ممکن طریقے سے بچاتا اگرچہ ایسا کرنے میں خود میرے کسی بیٹے کی جان چلی جاتی لیکن خدا کو وہی منظور تھا جو ہو چکا دیکھو مجھ سے برابر خط و کتابت کرتے رہنا اور جو ضرورت پیش آئے خبر کر دینا"

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۹۲ اور ۴۰۵ جلاء العیون صفحہ ۵۲۲)

۱۵۔ یزید نے نعمان بن بشیر جو کہ خیر خواہ اہل بیت حسینؓ تھا۔ کو پانچسو سوار دے کر اہل بیت حسینؓ کے ساتھ مدینہ روانہ کیا نعمان نے راستہ بھر ان لوگوں سے بہت اچھا برتاؤ کیا۔

شیعہ کتب سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کے قتل کے لئے کسی قسم کے احکامات نہیں جاری کئے تھے بلکہ یزید کو تو حضرت حسینؓ کی شہادت کا بے حد رنج ہوا تھا۔ یزید نے اہل بیت حسینؓ کی دل جوئی کی بھی بے حد کوشش کی تھی۔

شیعہ کتب سے نقل کئے گئے اقتباسات کو ذہن میں رکھ کر ذیل میں کئے گئے سوالات کے جوابات آپ خود ہی دیجئے۔

۱۔ اس بات میں تو کسی مکتبہ فکر کے لوگوں کو شک و شبہ نہیں کہ حضرت معاویہؓ کی وصیت سیاسی بصیرت کا شاہکار ہے اہل عراق کے بارے میں ان کی پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی حضرت حسینؓ سے رویے کے بارے میں ان کی وصیت ابھی یزید کے ذہن میں تازہ ہی ہوگی کہ حالات و واقعات تیزی سے کربلا کی دہلیز تک جا پہنچے یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ اس وقت تمام مواصلاتی سلسلے اونٹ اور گھوڑے کے مرہون منت تھے اور دمشق و کربلا کا درمیانی فاصلہ تقریباً ساڑھے چار سو میل ہے اس لئے یزید کو میدان جنگ سے پل پل کی خبریں ملنے والی بات قطعاً غلط ہے ہاں اگر اس زمانے میں آج کل کے مواصلاتی سلسلے میسر ہوتے اور یزید میدان جنگ کے فیصلوں پر دمشق سے فوری طور پر اثر انداز ہو سکتا تو اس صورت میں ہم یہ سوال کرتے کہ کیا وہ حضرت حسینؓ اور ان کے اہل بیت سے متعلق اپنے باپ کی وصیت پر عمل کرتا یا نہیں؟۔

۲۔ یزید نے مدینہ منورہ میں جو حاکم مقرر کیا تھا وہ خیر خواہ آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا اسی طرح حاکم کوفہ ابن زیاد اور اس کے ساتھی یعنی ابن سعد اور شمر سبھی آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار تھے یہاں ان کی تھوڑی سی جھلک پیش کی جاتی ہے۔

(ا) ابن زیاد

۱۔ بقول ملا باقر مجلسی ابن زید حضرت علیؓ کا خاص عامل تھا۔

۲۔ نہج البلاغہ صفحہ ۴۰۷ پر حضرت علیؓ کے ایک خط سے بھی پتہ چلتا ہے کہ وہ شیعہ تھا۔

۳۔ آنحضرت ﷺ اس کے پھوپھا تھے حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ سے بھی اس کی رشتہ داری تھی۔

۴۔ سانحہ کربلا کے بعد اس نے حضرت حسینؓ کے قاتل سنان بن انس کو قتل کرا دیا تھا۔

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۸۰)

۵۔ حضرت مسلم بن عقیلؓ کے بیٹوں کے سر جب اس کے سامنے پیش کئے گئے تو وہ تین مرتبہ تعظیماً اٹھا بیٹھا اور پھر قاتل سے یہ کہکر اگر وہ انہیں زندہ لاتا تو بہت انعام پاتا اسے قتل کرا دیا۔

(خلاصۃ المصائب صفحہ ۴۲۷)

(ب) ابن سعد

حضور ﷺ کا ماموں زاد بھائی تھا کربلا میں رات کے وقت حضرت حسینؓ کے پاس جا کر دیر تک بیٹھا کرتا تھا اس نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی تھی کہ فریقین میں صلح ہو جائے۔

(جلاء العیون صفحہ ۴۶۰)

CamScanner

(ت) شمر

حضرت علیؓ کا سالا اور برادران حسینؓ، جعفر، عباس، اور عثمان کا ماموں تھا۔ جنگ صفین میں حضرت علیؓ کی طرف سے حضرت معاویہؓ کے خلاف بے جگری سے لڑا۔ (جلاء العیون صفحہ ۴۶۱)

کیا کوفہ میں ان لوگوں کی موجودگی سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ کرنے زیادہ صحیح نہ ہوں گے؟۔

(۱) شیعان کوفہ ان لوگوں کو حضرت علیؓ کی طرح بے بس کرکے ان کی ذاتی رائے پر اثر انداز ہو گئے۔

(۲) شیعان کوفہ نے جنگ جمل کی طرح کربلا میں بھی صلح کی بات کو سبوتاژ کرکے سانحہ کربلا کو جنم دیا۔

(۳) ہاشمی اور اموی دونوں قبیلے قریش کے مشہور سردار عبد مناف کی اولاد تھے وہ عموماً آپس میں ہی رشتے ناطے کرتے تھے اور دوسرے قبائل سے احتراز برتتے تھے۔ تاریخ گواہ ہے کہ سانحہ کربلا کے بعد ہاشمی اور اموی قرابت داریوں میں قطعاً کوئی فرق نہیں آیا سانحہ کربلا کے بعد آل رسول ﷺ کی بہت سی شہزادیاں اموی امیرزادیاں ہاشمی شہزادوں کے عقد میں آئیں اس کے علاوہ دو اور رشتے جو کربلا سے پہلے کے تھے یہاں ان کا ذکر خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

(ا) یزید، عبداللہ بن جعفرؓ بن ابی طالب کا داماد تھا اور حضرت زینب اس کی سوتیلی ساس تھیں۔

(ب) اسی طرح حضرت حسینؓ یزید کے بہنوئی تھے یعنی یزید کی پھوپھی زاد بہن لیلیٰ بنت میمونہ حضرت حسینؓ کے نکاح میں تھی حضرت علی اکبر جو کربلا میں شہید ہوئے یزید کے بھانجے تھے۔

اگر آل رسول یزید کو سانحہ کربلا کا ذمہ دار سمجھتے تو کیا خانگی تعلقات کی یہ نوعیت برقرار رہ سکتی تھی؟۔

(۴)(ا) حضرت زین العابدین نے یزید کو ہمیشہ ہمدرد جانا اور یزید کی بیعت پر قائم رہے کبھی کسی باغیانہ تحریک کا ساتھ نہ دیا اہل مدینہ کی بغاوت کی خبر انہوں نے ہی سب سے پہلے یزید کو دی تھی۔

(ب) حضرت زین العابدین یزید سے نہایت انکساری سے بات کیا کرتے تھے ایک دفعہ انہوں نے کہا۔

ترجمہ:۔ تحقیق میں تیری ہر بات کو مانتا ہوں۔ تو چاہے اور سوال کرے میں تیرا ماتحت غلام ہوں چاہے مجھ سے خدمت لے اور چاہے فروخت کر ڈال۔ (فروع کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۰۰)

(ت) حضرت علیؓ کے ایک اور فرزند محمد بن حنفیہ سے باغیوں کے ایک سردار ابن مطیع نے ایک دفعہ کہا کہ یزید فاسق، فاجر اور شرابی ہے آپ اس کی بیعت توڑ دیں تو آپ نے فرمایا "خدا سے ڈرو کیا تم نے اسے یہ سب کچھ کرتے دیکھا ہے؟ میں تم سے زیادہ عرصہ اس کے پاس رہا ہوں مگر میں نے ان میں سے کوئی بات اس میں نہیں دیکھی"۔ (البدایہ ۸ صفحہ ۲۳۳)

سوچنے کی بات یہ ہے کہ اگر یزید سانحہ کربلا کا واقعی ذمہ دار ہوتا تو کیا ہر دو بزرگوں کا یزید کے بارے میں طرز عمل یہی ہوتا؟

اولاد علیؓ کے مردوں میں سے کربلا میں صرف حضرت زین العابدین ہی زندہ نہیں بچے تھے جیسا کہ عام طور پر خیال کیا جاتا ہے حقیقت یہ ہے کہ حضرت علیؓ کے دیگر بیٹے حضرت جعفر اور حضرت عباس کے علاوہ حضرت زین العابدین کے دو بیٹے (بشمول حضرت محمد باقر) حضرت حسنؓ کے بیٹے اور حضرت حسینؓ کے داماد، حضرت حسنؓ مثنی اور متعدد دیگر مرد زندہ بچے تھے اگر سانحہ کربلا واقعی اسی طرح وقوع پذیر ہوا ہے جیسا کہ شیعہ حضرات کا دعوی ہے تو پھر قانونی اور اخلاقی تقاضا تو یہ ہے کہ شیعہ حضرات ثبوت کے طور پر انہی بزرگ ہستیوں کی چشم دید شہادت پیش کریں۔ لیکن معتبر شیعہ کتابیں اس بارے میں ان کی مدد کرنے سے قاصر ہیں اور غیر مستند روایتوں کو بنیاد بنا کر نفرتوں کی اتنی بڑی دیوار کھڑی کر دینا کہاں کا انصاف ہے؟

بقیہ 28

میرے لئے اس خواب گاہ سے بڑھ کر کوئی بات قابل اہمیت نہ تھی مگر دیکھو جب میری روح قبض ہو جائے میری نعش میری چارپائی پر لے جانا اور دروازے پر ٹھہر جانا اور پھر اجازت مانگنا اگر وہ واپس کر دیں تو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میری حاکمانہ حیثیت کی وجہ سے اجازت دے دی ہو بہرحال جب نعش لے جائی گئی تو سب مسلمان اس درجہ متاثر اور غمزدہ تھے کہ جیسے اس سے پہلے کوئی مصیبت نہ پڑی ہو حضرت عائشہؓ نے دوبارہ اجازت دی اور حضرت عمرؓ اپنی آخری آرام گاہ میں پہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے ان کو اعزاز بخشا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دائمی آرام گاہ پائی۔

فاضل شیعہ صاحب قلم جسٹس امیر علی حضرت عمرؓ کی وفات پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں حضرت عمرؓ کی وفات ایک سخت ترین نقصان اور عالم اسلام کے لئے ایک بہت بڑا حادثہ تھا۔ حضرت عمرؓ پر حملہ ۲۹ ذی الحجہ ۲۳ھ کو ہوا تین دن کے بعد انتقال ہوا اور یکم محرم ہفتہ کے دن مدفون ہوئے۔ وفات کے وقت آپ کی عمر ۶۳ سال تھی۔

بقیہ 30

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں اور آپ کی ازواج مطہرات اس کی زیادہ مستحق تھیں۔ (کنز العمال ج ۸ ص ۲۹۸)

زیادہ کھانا

پیٹ بھر کر کھانے اور پینے سے پرہیز کرو اس لئے کہ پیٹ بھرنا جسم کو فاسد اور بیماری پیدا کر دیتا ہے۔ نماز میں کاہلی لاتا ہے اور کم کھانے پینے میں درمیانی عادت اختیار کرو ایسا کرنے سے جسم کی اصلاح ہے اور فضول خرچی سے دوری۔ کنز العمال ج ۸ ص ۴۷)

عالم اور موٹاپا

اور اللہ پاک ایسے عالم سے جو موٹا ہونے کی فکر میں رہتا ہو بغض رکھتا ہے اور آدمی ہرگز ہلاک نہیں ہوتا جب تک کہ اپنی خواہش کو اپنے دین پر ترجیح نہ دے۔ (کنز العمال ص ۴۷ ج ۸)

دارالسرور اور دارالغرور

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم دارالسرور کو تشریف لے گئے اور ہمیں دارالغرور میں چھوڑ گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کیونکر زندگی ہوگی۔ (علم الیقین ص ۲۴۲)

ماتم اور عزاداری

تحریر:۔ حافظ سعد شیخ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ حقیقت ہر خاص و عام پر عیاں ہے کہ حضرات حسنین رضی اللہ عنہم جگر گوشہ بتول ؓ نواسہ رسول ﷺ اور اصحاب رسول ﷺ اور تمام مسلمین کی آنکھوں کے نور ہیں ان حضرات کے مکارم و محاسن فضائل و مناقب بکثرت ہیں یہ حضرات جہاں علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) کے فرزند ارجمند ہیں وہاں انہیں رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہونے کا شرف بھی حاصل ہے یہ بھی ان ہستیوں میں سے ہیں کہ جن کے بارے میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا۔

"میرے صحابہ ستاروں کی طرح (تاباں) ہیں پس تم جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت یافتہ ہو گے"۔

ایک مرتبہ رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حضرت سیدنا حسن (رضی اللہ عنہ) کے متعلق ارشاد فرمایا۔

"میرا یہ بیٹا سید ہے اور سردار ہے امید ہے اللہ اس کے ذریعے مسلمانوں کے دو بڑے لشکروں میں صلح کرائے گا"۔

یہ مجھ سے ہے' میں اس سے ہوں' اللہ اسے دوست رکھے جو حسین (رضی اللہ عنہ) کو دوست رکھے"۔ (اور یہ ارشاد سیدنا حسین ؓ کے متعلق فرمایا)۔

اور خلفائے راشدین ؓ میں پہلے خلیفہ راشد حضرت صدیق اکبر (رضی اللہ عنہ) حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) سے محبت و الفت کے عالم میں فرمایا کرتے تھے۔

"خدا کی قسم! تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا ہم شکل ہے علی (رضی اللہ عنہ) کا نہیں ہے"۔

لیکن ستم بالائے ستم یہ کہ ایک بھائی کو تو خوب مشہور کیا جائے اور اس کی مظلومیت رنگ آمیزی کے ساتھ بیان کی جائے اور ایک طرف وہ بھائی ہے جس نے اتحاد امت کا نہ صرف درس دیا بلکہ عمل کر دکھایا جس نے عظیم قربانی دے کر رسول اکرم (صلی اللہ علیہ وسلم) کا سر فخر سے بلند کر دیا اور جس کی وجہ سے آل علی (رضی اللہ عنہ) "سید" کہلائے اس بلند پایہ شخصیت کو موضوع تعریف و توصیف کبھی نہیں بنایا جاتا حالانکہ ان دونوں بھائیوں کا اسوہ بھی قابل عمل و قابل ستائش حیثیت رکھتا ہے۔

حضرت حسن (رضی اللہ عنہ) کی تعریف و توصیف کے چرچے اسی لئے نہیں کئے جاتے کہ انہوں نے خال المومنین امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) سے صلح کر کے قیامت تک آنے والے لوگوں کو نمونہ دے دیا درس دے دیا کہ اپنے سے جو بڑا ہو اس سے اس طرح صلح کی جاتی ہے۔

حضرت حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت بھی کسی واضح رس سے کم نہیں مگر یہی وہ واقعہ ہے کہ جسے "حادثہ کربلا" سے موسوم کیا جاتا ہے اور بعض مورخین نے بھی اس واقعہ کو نہایت عرق ریزی اور رنگ آمیزی کے ساتھ خلط ملط کر کے بیان کیا ہے۔

چنانچہ اسی سانحہ کی بنا پر رافضی لوگوں نے اپنی پریشانی و پشیمانی کو کم کرنے کے لئے نوحہ کرنا' ماتم کرنا' گریہ و زاری کرنا' سینہ کوبی کرنا' منہ پر طمانچے مارنا' سر پر خاک ڈالنا' مرثیہ خوانی کرنا' اس ماہ میں شادی بیاہ کو منحوس جاننا سیاہ لباس پہننا' عورتوں کا بال کھول دینا' زیب و زینت کی تمام چیزوں کو ترک کر دینا چوڑیاں توڑ ڈالنا' سر پر سبز رنگ کی ٹوپی رکھنا' بچوں کے گلے میں سبز رنگ کی تھیلیاں لٹکا دینا کہ یہ حسین (رضی اللہ عنہ) کے فقیر ہیں رنگ برنگے تعزیے بنا کر انہیں سجدے کرنا بوسے دینا منتیں مرادیں مانگنا علم اٹھانا' ضریح روضہ حسین (رضی اللہ عنہ) کی شکل بنانا اور ذوالجناح (فوجی گھوڑا) بنا کر عقیدت میں بوسے دینا اور تابوت علی اصغر کے پالنے کے ساتھ جلوس لے کر چلنا اپنا وطیرہ خاص بنا لیا ہے اور یہی غم منانے اور ظاہر کرنے کی وہ مختلف صورتیں ہیں جن پر روافض بااصرار عامل ہیں۔

ماتم حسین (رضی اللہ عنہ) کی ابتدا

"سانحہ کربلا" اور اس سے متعلقہ رسومات کا آنحضور ﷺ سے تین سو سال بعد تک کوئی نام و نشان نہیں ملتا البتہ اس بات پر تمام مورخین کا اتفاق ہے کہ سانحہ کربلا کے تین سو برس گزر جانے کے بعد ۳۵۲ ھ میں ایرانی نسل اور شیعہ مذہب کے امیر الامراء "معزالدولہ دیلمی" نے جو وزیر اعظم کے منصب پر فائز تھا اپنے حکم سے "ماتم حسین" کی ابتدا بغداد میں اس وقت کی تھی جب طوائف الملوکی کے سبب سے "دیلمی سلطنت" کمزور ہو چکی تھی مورخ شہیر' علامہ ابن کثیر رحمہ اللہ ۳۵۲ ھ کے احوال و کوائف کے ضمن میں لکھتے ہیں۔

۳۵۲ ھ اس سال ماہ محرم کی دسویں تاریخ کو معزالدولہ نے یہ حکم دیا کہ بازار سارے بند رہیں عورتیں ماتمی لباس کمبل کا پہن کر چہرے اپنے کھولیں' بال سر کے بکھیر کے نکلیں اور منہ اپنا پیٹتی ہوئی حسین (رضی اللہ عنہ) بن علی (رضی اللہ عنہ) کا

بازاروں میں ماتم کرتی پھریں"۔ (البدایہ والنھایہ جلد ۱۱ ص ۲۲۳)

علامہ جلال الدین سیوطی (رحمہ اللہ علیہ) نے مطیع باللہ القاسم (خلافت ۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ تا ۱۵ ذی تعدہ ۳۶۳ھ) کے احوال میں معزالدولہ رافضی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔

"۳۴۱ھ میں ایک قوم جو تناسخ کی قائل تھی ظاہر ہوئی ان میں سے ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرے اندر حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کی روح حلول کر آئی ہے اور اس کی بیوی نے دعوی کیا کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی روح میرے اندر حلول کر آئی ہے اور اسی جماعت کے ایک شخص نے دعوی کیا کہ میں بذات خود جبرئیل ہوں جب یہ خبر ندارت اثر خلیفہ تک پہنچی تو تینوں کو تعزیر و تشہیر کا حکم دیا گیا اس قوم نے مکر و کید سے کام لے کر اپنے کو اہل بیت کی طرف منسوب کیا و معزالدولہ نے سفارش کر کے تینوں کو بری کرا دیا اور بڑے بڑے مناصب و مراتب پر ان کو پہنچا دیا' اس شرارت کے باعث علامہ سیوطی رحمتہ اللہ علیہ معزالدولہ کی نسبت فرماتے ہیں۔ "ھذا من افعالہ الملعونہ" (تاریخ الخلفاء ص ۲۷۴)

علامہ سیوطی رحمہ اللہ آگے چل کر اسی کتاب کے صفحہ ۲۷۴ پر لکھتے ہیں کہ "شیعوں نے ۳۵۱ھ میں بغداد کی مسجدوں پہ یہ عبارت لکھ دی "لعنۃ معاویۃ والعنہ من غصب فاطمۃ حقھا من فدک و من منع الحسن ان یدفن مع جدہ و لعنۃ من نفی اباذر" رات کے وقت کسی نے اس عبارت کو مٹا دیا' لیکن معزالدولہ نے پھر سے اس کی رغبت دلائی اور دوبارہ وزیر مہلبی کے مشورے سے یہ عبارت لکھ دی گئی" لعن اللہ الظالمین لال رسول اللہ "مگر حضرت معاویہ (رضی اللہ عنہ) پر لعن طعن خوب ظاہر کیا"۔

اس کے بعد ص ۲۷۵ پر علامہ سیوطی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں۔

"۳۵۲ھ میں معزالدولہ نے لوگوں پر واجب و لازم کر دیا کہ عاشورہ کے دن تمام شہر کی دکانیں اور بازار بند کر دیئے جائیں' خرید و فروخت بالکل نہ کریں' نانبائی' مزدور اور باورچی تنور نہ لگائیں اور دال روٹی وغیرہ نہ پکائیں' بازاروں میں گنبد نصب کیا کہ اس کے پر ٹاٹ چڑھا ہوا تھا اور عورتوں کو بال کھولنے کا حکم دیا اور حکم دیا کہ عورتیں اپنے منہ پر طمانچے مارتی' سینہ زنی کرتی' مرثیہ نوحہ پڑھتی ہوئی گلیوں بازاروں میں گشت لگائیں اور امام حسین (رضی اللہ عنہ) پر ماتم کریں یہ پہلا دن ہے کہ بغداد میں ماتم کی رسم ادا کی گئی اور یہ بدعت سالوں جاری رہی بعد میں بیٹے نے اس کو خوب رواج دیا"۔

مورخ علامہ ابن اثیر رحمہ اللہ نے بھی قدرے تغیر کے ساتھ یہی بیان کیا ہے کہ "معزالدولہ نے دس محرم کو عام حکم دیا کہ دکانیں شہر کی بند کر دی جائیں' بازاروں میں خرید و فروخت کا کام روک دیا جائے' لوگ نوحے پڑھیں' کمبل کا ماتمی لباس پہنیں' عورتیں بال سر کے بکھیریں' گریبان چاک کئے منہ پر دو ہتڑ مارتی ہوئی "ماتم حسین (رضی اللہ عنہ) میں شہر بھر کا چکر لگائیں" (ابن اثیر کامل جلد ۲ ص ۱۹۷)

مورخ ابن خلدون بھی "ماتم حسین" کی ابتدا کے بارے میں یہی کچھ لکھتے ہیں کہ "۳۵۱ھ میں معزالدولہ نے یہ عام حکم صادر کیا کہ آئندہ سال ۳۵۲ھ میں دسویں محرم کو بغرض اظہار "غم حسین" شہر کی سب دکانیں بند کر دی جائیں' کسی چیز کی بیع و شراء نہ کی جائے' باشندگان شہر و دیہات ماتمی لباس پہنیں' اعلانیہ نوحہ و بین کریں' عورتیں کھلے بالوں اور چہرے اپنے سیاہ کئے ہوئے نکلیں اس طرح پر کہ "ماتم حسین" میں کپڑوں کو اپنے پھاڑ ڈالا ہو اور رخساروں کو طمانچوں سے سرخ کر لیا ہو۔ (جلد ششم اردو ترجمہ ص ۲۷۳)

برادران اسلام! آپ نے سطور بالا میں تاریخی کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ کئے اور یہ حقیقت آپ پر عیاں ہو گئی کہ "ماتم حسین" کی ابتداء "حادثہ کربلا" کے تقریباً تین سو برس بعد ہوئی اور اس کا بانی ایرانی نسل کا ایک رافضی جو مطیع اللہ (خلافت ۱۲ جمادی الثانی ۳۳۴ھ سے ۱۵ ذی تعدہ ۳۶۳ھ) کا با اختیار وزیراعظم تھا تمام معاملات حکومت اس کے سپرد تھے اس کا نام "احمد بن بویہ" تھا لیکن عباسی خلیفہ مطیع اللہ نے اس کو معزالدولہ کا لقب دیا اس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے "معزالدولہ بختیار" نے اپنے باپ کی جانشینی حاصل کی اور اپنے باپ کے نقش قدم پر چلا الغرض اس سے پہلے نہ کسی اسلامی ملک میں رسم ماتم کا وجود تھا اور نہ ہی کسی قریشی' ہاشمی' علوی' یا عربی النسل یا حضرت سیدنا حسین (رضی اللہ عنہ) کے کسی قریبی عزیز اور رشتہ دار نے یہ غیر اسلامی رسم رواج دی اور نہ ہی کبھی یوم غم اور یوم سیاہ منایا یہ سب بعد کی خرافات ہیں۔

رافضی کے نزدیک ماتم حسین کی ابتداء

ہو سکتا ہے کہ رافضی لوگ ہماری اس تصریح پر یقین نہ کریں لہٰذا ان کی تسکین کی خاطر ہم انہی کے ہم مذہب مورخین کی تصریحات پیش کرتے ہیں۔

رافضی مورخین نے بھی "ماتم حسین" کی ابتداء ۳۵۲ھ ہی میں ہونا بیان کی ہے چنانچہ جسٹس امیر علی نے اپنی تالیف "تاریخ عرب" میں اس حقیقت پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے۔

معزالدولہ نے جو مسلکاً رافضی تھا' حادثہ کربلا کی یادگار کے طور سے دسویں محرم "ماتم حسین" کا دن مقرر کر دیا تھا"۔

ایک اور رافضی مولف نے بھی یہی تصریح کی ہے۔

معزالدولہ پہلا حاکم مذہب رافضی کا تھا جس نے یوم عاشوراء کو بازار بند کروائے نانبائیوں کو کھانا پکانے کی ممانعت کرادی اور حکم دیا کہ عورتیں سر کھولیں' راستوں میں نکلیں' اور "ماتم حسین" کریں"۔ (تلخیص مرقع کربلا ص ۷۸)

اسی زمانے کا حال ایک اور رافضی مصنف لکھتا ہے کہ

"سلطنت بغداد کے ضعف پر دیلمی خاندان بویہ کو عروج ہوا تو ۳۵۲ھ میں معزالدولہ دیلمی کے حکم سے بغداد میں حسین مظلوم کا اعلانیہ ماتم منایا گیا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اس طرح بہ تغیر نوعیت آزادانہ مجلس عزا قائم ہوئی' یہ رسم بغداد میں کئی برس جاری رہی"۔ (مجاہد اعظم ص ۳۳۲)

تعزیہ

ماتم کے متعلق تو کافی تصریح ہو چکی ہے اب اپنے مضمون کے دوسرے مضمون کی طرف چلتے ہیں تعزیہ کے متعلق "تلقی صبر کی تلقین کرنے کے ہیں جو عموماً کسی کی وفات حسرت ناک پر میت کے ورثاء سے کی جاتی ہے شریعت اسلامیہ کی رو سے تعزیت کرنا سوگ منانا تین دن تک جائز ہے رونا بھی ایک فطرتی عمل ہے مگر بین کرنا چیخنا چلانا' پیٹنا' کپڑے پھاڑنا گریبان چاک کرنا' بال نوچنا' سینہ کوبی کرنا' منہ پر طمانچے مارنا' اجتماع کے ساتھ جزع و فزع کرنا بروئے شریعت اسلامیہ ناجائز اور حرام افعال ہیں یہی افعال منحوس محرم کے تعزیئے میں شامل ہیں۔

تعزیہ داری کی ابتداء

یہ تعزیہ کب ایجاد ہوا....؟ اور اسے کس نے ایجاد کیا....؟ اور یہ کیا بلا ہے....؟

تعزیہ کیا ہے؟

وکیل رافضی مولوی خیرات احمد نے اپنی مشہور کتاب "نورالایمان" میں "اعمال محرم" کے عنوان سے ص ۳۳۲ سے لے کر ص ۳۸۴ تک تعزیہ اور اس کے متعلقات پر مفصل بحث کی ہے جس میں یہ بھی تحریر ہے کہ۔

"تعزیہ امام حسینؓ کے روضے پاک کی نقل ہے"

رہی یہ بات کہ یہ تعزیہ کس مقصد کی خاطر بنایا گیا....؟ تو اس سلسلہ میں ایک رافضی پرچہ ماہنامہ "المعرفت" بابت ماہ محرم ۱۳۸۹ھ میں ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں اس مسئلہ کی جانب رہنمائی کی گئی ہے ملاحظہ فرمایئے۔

سب سے پہلا تعزیہ صاحب قرآن امیر تیمور نے رکھا تھا اور اس کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ تیمور کو حضرت حسینؓ سے بے حد عقیدت تھی اور وہ ہر سال کربلائے معلی روضہ اطہر کی زیارت کو جاتا تھا ایک سال جنگ و جدال میں وہ اس قدر مصروف رہا کہ زیارت نہ کرسکا' چنانچہ اس نے روضہ اقدس کی شبیہ منگوائی اور اس کو تعزیہ کی صورت میں بنوا لیا اور اس کی زیارت سے تسکین حاصل کرلی"۔

آگے چل کر تعزیہ داری کی ابتداء کے متعلق لکھا ہے۔

"بہر حال جہاں تک عزاداری کا تعلق ہے اس کی ابتداء ایران میں "عہد صفوی" (نویں صدی ہجری) سے ہوئی"۔

اب یہ دیکھتے ہیں کہ اس کا موجد کون ہے؟ ملاحظہ کیجئے ایڈیٹر صاحب ماہنامہ "الاصلاح" فرماتے ہیں۔

"ہماری قوم کی سلطنت گیا' ملی' ہماری ساری شانیں مٹ گئیں ایک تعزیہ باقی ہے جو ہمارے جد امجد تاجدار اسلام حضرت امیر تیمور صاحب قرآن رضی اللہ عنہ کی نشانی باقی ہے"۔

یہ الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ تعزیہ کے موجد رافضیوں کے جد امجد امیر تیمور ہیں یہ امیر تیمور کون تھا؟ جس کے نام کے ساتھ رافضیت کی اس قدر عقیدت کہ رضی اللہ عنہ کے الفاظ لگاتے ہیں ا تمام حوالہ جات سے حاصل یہ کہ مروجہ ماتم حسین کا موجد معزالدولہ دیلمی اور عزاداری کا موجد امیر تیمور ہے۔

تعزیہ کی قسمیں

مروجہ تعزیہ کی آٹھ صورتیں ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) تعزیہ (۲) ضریح (۳) مہندی (۴) ذوالجناح (۵) تابوت (۶) براق (۷) تخت (۸) علم۔

تعزیہ کی ان مروجہ اقسام کی بالاختصار معلومات ملاحظہ فرمایئے۔

(۱) تعزیہ

دراصل لکڑی کی کھپچوں اور رنگین کاغذوں کی مدد سے تیار کیا جاتا ہے اس کی رافضی روضہ حسین رضی اللہ عنہ سے ملتی ہے اس میں ایسے ہی گنبد و مینار ہوتے ہیں جیسے کہ روضہ حسین رضی اللہ عنہ میں ہیں اور اس کے اندر کاغذ کی دو قبریں بھی بنائی جاتی ہیں ا

(نوٹ۔ اس روضہ حسین رضی اللہ عنہ کے سامنے سجدے کیئے جاتے ہیں منتیں مانی جاتی ہیں نذریں چڑھائی جاتی ہیں اور وہ تمام مشرکانہ افعال کیئے جاتے ہیں جنہیں ابلیس لعین ان کے دل میں ڈال دے۔

(۲) ضریح

روضہ حسینؓ کے اس حصے کا نام جس میں دو قبریں بنی ہوتی ہیں تعزیہ اور ضریح میں معمولی سا فرق ہے تعزیہ پورے روضے کی شبیہ کا نام ہے اور ضریح صرف ایک خاص حصے کو کہا جاتا ہے لہٰذا تعزیئے کی طرح ضریح کا بھی انتہائی احترام کیا جاتا ہے۔

(۳) مہندی

اس کی شکل کشتی کی طرح ہوتی ہے اور اسے ۷ محرم کو جلوس کی صورت میں اٹھایا جاتا ہے کہا یہ جاتا ہے کہ یہ حضرت قاسم کی شادی کی یادگار ہے۔

(۴) ذوالجناح

یہ ایک مخصوص گھوڑا ہوتا ہے کہا جاتا ہے کہ اس پر بیٹھ کر حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے لڑائی فرمائی تھی اس میں ایک صحت مند قد آور گھوڑے کو خوب مسلح کیا جاتا ہے اس گھوڑے کی جھول پر سرخ رنگ کے دھبے ہوتے ہیں یہ اس گھوڑے کی یادگار ہے جو حضرت حسین کی شہادت کے بعد میدان کربلا سے تنہا واپس ہوا تھا رافضی اس گھوڑے کو چومتے ہیں اس کو آنکھوں سے لگاتے ہیں۔

(۵) تابوت

یہ ایک پالنے کی تصویر ہے کہتے ہیں کہ اس میں علی اصغر لیٹے تھے جو حضرت حسینؓ کے چھوٹے صاحبزادے تھے اور شیر خواری کی ہی حالت میں کوفہ کے غدار تیراندازوں کے تیروں سے شہید ہوئے تھے اس پالنے میں بھی سرخ رنگ کے نشانات نمایاں ہوتے ہیں رافضی اس کے ساتھ بھی جلوس نکالتے ہیں گریہ و بکا کرتے ہیں باقاعدہ مرادیں مانگتے ہیں۔

(٦) براق

اس کی صورت بھی گھوڑے جیسی ہوتی ہے اس کے دھڑ میں ایک انسانی چہرہ لگا دیا جاتا ہے یہ شاید اس بنا پر کیا جاتا ہے کہ اس گھوڑے پر بیٹھ کر

حضرت حسینؓ تشریف لے گئے تھے۔

(۷) علم

یہ حضرت عباس کی یاد میں نکالا جاتا ہے جو حضرت حسینؓ کے لشکر میں جرنل تھے اور شہید ہو گئے تھے۔

(۸) تخت

یہ ساتویں محرم کو حضرت قاسم کی شادی کی یاد تازہ کرنے کے لئے اپنے گھروں میں بطور یادگار رکھا جاتا ہے۔ (ملخص از ماہنامہ المعرفت حیدر آباد' محرم ۱۳۸۹ھ)

تعزیئے کی یہ قسمیں رافضی کے ہاں واجب الاحترام خیال کی جاتی ہیں دراصل ان رسومات کی ادائیگی کی آڑ میں خواہشات نفسانی کی تکمیل کی جاتی ہے جو رافضیوں کا وطیرہ خاص ہے اس کا اندازہ ایک رافضی مولف کی اس تحریر سے لگایا جا سکتا ہے۔

"ایک افسوس ناک بات یہ بھی ہے کہ تعزیوں کی زیارت کے بہانے مرد اور عورتیں راتوں کو جابجا پڑے پھرتے ہیں' جوان مرد اور عورت ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں' بدن سے بدن' کندھے سے کندھے' رگڑے جاتے ہیں نامحرموں کی نظر عورتوں پر پڑتی ہے آپس میں تاک جھانک کا موقع ملتا ہے' خصوصاً تعزیہ کے پاس جہاں روشنی زیادہ ہوتی ہے آنکھ ناک اور بدن کی خوبصورتی اچھی طرح نظر آتی ہے' بعض غیرت دار مرد اپنی عورتوں کو خود ہی ساتھ لئے پھرتے ہیں"۔ (مجاہد اعظم)

برادران اسلام! ذرا غور فرمایئے کہ ایک رافضی مولف بھی اپنی ان نازیبا حرکات پر اظہار افسوس کر رہا ہے آپ ہی انصاف کیجئے کہ مروجہ تعزیہ داری کی آڑ میں کس قدر خرافات مسلسل جنم لے رہی ہیں اور اگر ان کا سد باب نہ کیا گیا تو ملت ابن سبا کی بھڑکائی ہوئی آگ کے شعلے نہ صرف ہم تک پہنچ سکتے ہیں بلکہ غایت الامر تو یوں محسوس ہو رہا ہے کہ "اسلام کی نشاۃ ثانیہ" کی راہ میں بھی رکاوٹ بن سکتے ہیں۔ (نعوذ باللہ)

محترم قارئین! آیئے اب ہم ماتم اور تعزیہ داری کی مروجہ رسوم کے ہر دو اطراف (یعنی رافضی نظریہ اور نبوی نظریہ) کے نظریات کا مطالعہ کرتے ہیں۔

ماتم اور عزاداری "رافضی نظریہ"

ماتم اور تعزیہ داری رافضیوں کی مذہبی تبلیغ و ترویج کا ذریعہ ہے اسی لئے رافضیت نے ہر زمانے میں ان کی اہمیت و عظمت کی طرف زبردست مساعی کی ہے بطور حجت اس وقت علما و زعمائے رافضیت کے کچھ اقوال و نظریات پیش خدمت ہیں ایران کے رافضی انقلاب کے بانی امام خمینی کہتے ہیں۔

"امام حسین علیہ السلام نے اپنی شہادت سے اسلام کو نجات بخشی اور اسلام کی عظمتوں کو پامال ہونے سے بچالیا' لہٰذا امام حسینؓ کی مجلس عزا منعقد کرنا اسلام کی بقا کا ذریعہ ہے' جو لوگ سیدالشہداء کی مجالس کی مخالفت کرتے ہیں وہ اسلام کی حقیقت سے بالکل نا آشنا ہیں' عزاداری سیدالشہداء ہی نے آج تک اسلام کا تحفظ کیا ہے"۔ (کلام امام اردو ناشر ماہنامہ جہاد قم ص ۱۰۸)

"ہماری اسلامی تحریک کی کامیابی عزاداری سیدالشہداء کی مرہون منت ہے' عزاداری کی مخالفت کرنے والے نادان ہی نہیں بلکہ سازشی بھی ہو سکتے ہیں اور غیروں کے آلہ کار بھی"۔ (ایضاً ص ۱۰۹)

"جس شہید نے اسلام کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دیا ہے اس کے غم میں ماتم کرنا انسانیت کے تقاضوں کے عین مطابق ہے"۔ (ایضاً ص ۱۱۱)

"امام حسین علیہ السلام پر گریہ کرنا اور مجالس عزا برپا کرنا احیائے اسلام کا بہترین وسیلہ ہے اگر امام حسین علیہ السلام نہ ہوتے تو معاویہ و یزید اور ان کے پیروکار اسلام کا نام و نشان تک باقی نہ رہنے دیتے ہمیں چاہیے کہ یزیدی کردار نہ اپنائیں اور حسینی بن کر اسلام کا بول بالا کر دیں" (ایضاً ص ۱۱۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام کی عزاداری ہمارے مذہب کی بنیاد ہے اور غم حسین میں گریہ کرنا ہمارے مذہب کی علامت ہے ہم چاہتے ہیں کہ عزاداری کے ذریعہ اپنے دین کا تحفظ کریں"۔ (ایضاً ص ۱۱۳)

امام خمینی کے برپا کئے ہوئے نام نہاد اسلامی انقلاب کی حقیقت اب طشت از بام ہو رہی ہے اس انقلاب کی نوعیت کو سمجھنا اب کوئی مشکل نہیں رہا کیونکہ خمینی انقلاب کا منشاء صرف رافضی مذہب کا معاشرتی و سیاسی تحفظ ہے اور بس یہی وجہ ہے کہ اس انقلاب کے بعد ہزاروں ایرانی سنیوں کو قتل کیا گیا اور ملک پاکستان میں بھی روز افزوں بڑھتی ہوئی دہشت گردی اور قتل و غارت گری کی اصل وجہ "انقلاب ایران" ہے۔

ایک اور رافضی مجتہد فرماتے ہیں۔

"یہ بات بہت واضح اور ظاہر ہے کہ امام حسین علیہ السلام کی عزاداری میں انجمنوں کا محرم یا محرم کے علاوہ سڑکوں پر نکلنا جیسا کہ عام طور پر مسلمانوں میں رائج ہے یہ سیدالشہداء کی سوگواری کی علامت ہے اور جائز ہے' اس کی صحت ہر مسلمان کے لئے روشن ہے یہ طریقہ مقصد حسینی کے نشر کا بہت بہترین اور آسان ترین ذریعہ ہے البتہ ان رسومات میں کسی قسم کے محرمات کا ارتکاب نہ ہونا چاہیے یعنی غنا اور آلات لہو و لعب محرم کے مخصوص باجے جیسے طبل وغیرہ جائز ہیں جیسا کہ آج کل نجف اشرف میں رائج ہیں"۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ عزائے امام حسین میں سینہ اور رخساروں پر ماتم کرنا جائز ہے' چاہے وہ جلد کی سرخی اور سیاہی کی حد تک پہنچ جائے اور علی الاقوام زنجیری ماتم اس حد تک کرنا جائز ہے بلکہ اگر خون نکلنے کی نوبت آ جائے جب بھی صحیح ہے" (الواعظ' ذبح عظیم نمبر' نومبر ۱۹۸۱ء ص ۳)

برادران اسلام! مذکورہ بالا بیانات کی روشنی میں تعزیہ داری کی حقیقی روح کو سمجھ لینا بہت آسان ہے یعنی بقول رافضی تعزیہ میں طبل باجے قمع لگانا' زنجیری ماتم کرنا' منہ پیٹنا' سینہ زنی کرنا' بلا کراہت سب جائز ہے اب آیئے دوسری طرف۔

ماتم اور عزاداری "اسلامی نظریہ"

رونے کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) آنکھوں سے صرف اشکوں کا بہنا۔

(۲) آواز کے ساتھ اشکبار ہونا۔

(۳) بین کر کے اشک بہانا۔

ان میں سے رونے کی پہلی صورت بالاجماع امت جائز ہے کسی کی مرگ پر یا کسی دوسری مصیبت پر اگر انسان اشکبار ہو جائے یا آنکھیں پر نم ہو جائیں تو اس پر شرعاً مواخذہ نہیں ہے اور رونے کی آخرالذکر دوسری اور تیسری قسمیں شرعاً ممنوع ہیں صحاح ستہ کی کسی کتاب کو اٹھا لیجئے اور اس کی "کتاب الجنائز" دیکھیے کہ باآواز بلند اشکبار ہونے بین اور نوحہ کرنے کی کتنی سخت ممانعت ہے بالفرض اگر کہیں رونا ثابت بھی ہے تو وہ رافضیوں کے لئے قطعاً مفید نہیں اس لئے کہ رافضیوں کا مقصد تو "ماتم حسین" کا جواز تلاش کرنا ہے جو رونے پیٹنے' چیخنے چلانے' منہ نوچنے' سر پر خاک ڈالنے اور سینہ کوبی و زنجیر زنی پر مشتمل ہے ان روایات صحیحہ سے ماسوائے آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کے جواز کے کچھ ثابت ہی نہیں ہوتا اور وہ بھی صرف عین حادثہ یا مصیبت کے وقت نا کہ سالوں اور صدیوں بعد۔

بے شک فرزند ارجمند حضرت ابراہیم ؓ کی وفات حسرت ناک پر آنحضرت ﷺ کا گریہ کرنا ثابت ہے صحیح بخاری میں آنحضور ﷺ کے الفاظ مقدسہ موجود ہیں۔

انا بفراقک یا ابراہیم لمحزونون۔

"یعنی اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے رنجیدہ ہیں"۔

معلوم ہوا کہ رونا ممنوع نہیں بلکہ رحمت ہے چنانچہ حضرت ابن مسعود ؓ فرماتے ہیں کہ۔

"ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اس قدر روتے کبھی نہیں دیکھا ہے جتنا آپ حضرت حمزہ ؓ کی شہادت پر روئے"۔

اور بھی بہت سی روایت رونے کے جواز پر لکھی گئی ہیں جن میں صرف اشکبار ہونے کا تذکرہ ہے آہ و بکا' چیخنا چلانا' رونا پیٹنا' بین کرنا' ماتم کرنا یہ سب خرافات ہیں صرف یہی نہیں بلکہ انتہائی سخت ملامت کی گئی ہے اور دردناک عذاب کی پیشن گوئی کی گئی ہے اس لئے آنحضرت ﷺ کی چند احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے جو منہ اور سینہ پیٹے اور گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی طرح بین کرے۔(مشکوۃ)

(۲) حضرت ابو سعید خدری ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوحہ کرنے والی اور نوحہ سننے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ابوداؤد)

(۳) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے سنا' آپ فرماتے تھے جو میت مرے اس پر رونے والا یوں نوحہ کرتا ہے' ہائے پہاڑ جیسے (مرنے والے!) ہائے سردار اور اس جیسے الفاظ کہے تو اللہ تعالیٰ اس پر دو فرشتے مسلط کر دیتے ہیں جو اسے ڈستے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا ہی تھا؟ (ترمذی)

(۴) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ جاہلیت کی چار باتوں کو میری امت نہ چھوڑے گی۔ (۱) اپنی قوم پر فخر کرنا (۲) دوسروں کے نسب میں عیب لگانا (۳) ستاروں کے ذریعے بارش مانگنا (۴) اور نوحہ کرنا اگر نوحہ کرنے والی توبہ کرنے سے پہلے مرگئی تو قیامت میں گندھک کی شلوار اور تارکول کا کرتہ اس کو پہنایا جائے گا۔ (مشکوۃ)

(۵) حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ ﷺ فرماتے تھے' جس پر نوحہ کیا جائے اس کو اس نوحہ کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے۔ (بخاری شریف)

(۶) دوسری روایت میں ارشاد پاک ہے لیکن میت کو عذاب دیا جاتا ہے اس کی وجہ سے' اور آپ نے اپنی زبان کی طرف اشارہ فرمایا' (یعنی زبان سے ماتم کرنا) یا وہ رحم کیا جاتا ہے (صبر کی وجہ سے) اور بلاشبہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب ہوتا ہے۔ (مشکوۃ)

(۷) حضرت زینب بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات پر جب عورتیں رونے لگیں اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انہیں کوڑے سے روکنے لگے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیچھے ہٹایا اور عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمانے لگے۔

تم شیطان جیسی چیخ و پکار سے بچو' پھر فرمایا جب تک غم آنکھ اور دل سے ہو اللہ کی طرف سے ہے۔ اور رحمت ہے' اور جب ہاتھ اور زبان سے (اس غم کا اظہار ہونے لگے) تو شیطان کی طرف سے ہے۔ (مشکوۃ)

(۸) ایک اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ جو اپنے بال غم میں منڈوائے' نوحہ کرے اور کپڑے پھاڑے میں اس سے بیزار ہوں۔ (بخاری)

(۹) ایک جگہ یہ روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مرثیہ خوانی کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ابن ماجہ)

(۱۰) ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ جس نے زیارت کی ایسی قبر کی جس میں نعش یعنی مردہ نہ ہو وہ ملعون ہے' (اور تعزیہ ایسی ہی قبر کی طرح ہے) (کتاب السراج' بروایت خطیب)

برادران اسلام! یہ حقیقت ہے کہ مذہب رافضی کی تعلیمات میں تعزیہ داری اور سینہ کوبی' اور مروجہ ماتم کی کوئی اجازت نہیں ہے خود ان کے آئمہ معصومین کے اقوال و آراء ان جاہلانہ مراسم کے خلاف ہیں' لیکن یہ رافضیت کی بدقسمتی ہی کہی جا سکتی ہے کہ جن آئمہ معصومین کو انہوں نے در پردہ نبی تسلیم کیا جن کی اطاعت و فرمانبرداری خدا کی فرمانبرداری قرار دی جنہیں تمام انبیاء و رسل سے افضل ثابت کیا جن کی امامت کے انکار کو کفر کہا آج انہی آئمہ معصومین کی ہدایات سے سرکشی کی جا رہی ہے۔ ان ہی کی تعلیمات کا انکار کیا جا رہا ہے ان ہی کی اطاعت سے عداوت و نفرت روا رکھی جا رہی ہے۔

ہو سکتا ہے رافضی اپنے آئمہ معصومین کی تعلیمات سے ناواقف ہوں لہٰذا ان کی تشنگی کی دوری کی خاطر ہم ان ہی کی معتبر اور مستند کتب کے حوالے سے نوحہ اور ماتم کی حرمت پر آئمہ کرام کے چند اقوال پیش کر رہے ہیں۔

(۱) ماتم کرنے والے کی سزا

حضور اکرم ﷺ نے شب معراج کا قصہ اہل بیت کو سناتے ہوئے فرمایا۔

(۱) "میں نے ایک عورت دیکھی جو سر کے بل لٹکی ہوئی تھی اور اس کا مغز ابلتا تھا' اور ایک عورت کتے کی شکل میں دیکھی کہ فرشتے اس کی جائے پاخانہ میں آگ داخل کر رہے تھے جو اس کے منہ سے نکل رہی تھی اور فرشتے اس کے سر اور بدن کو آگ کے گرزوں سے مار رہے تھے' حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا اے میری آنکھوں کے حبیب ابا! مجھے بتلایئے کہ جو کتے کی شکل میں تھی اور فرشتے آگ اس کی دبر میں داخل کر رہے تھے کون تھی؟ فرمایا وہ گانے والی' بین کرنے والی' اور حسد کرنے والی تھی" (حیات القلوب جلد ۲ ص ۲۹۲ فارسی)

(۲) حضور ﷺ کی وصیت

امام محمد باقر رحمتہ اللہ کی روایت ہے۔

(۲) "حضور علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا جب میں فوت ہو جاؤں تو ماتم میں چہرہ نہ نوچنا' بال نہ بکھیرنا اور ہائے ہائے سے نہ رونا اور مجھ پر بین کرنے والیوں کو نہ بلانا"۔ (فروع کافی جلد ۲ ص ۵۲۷)

(۳) ماتم حبط اعمال کا ذریعہ

حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مصیبت کے وقت کسی مسلمان کا ران کو پیٹنا اس کے عمل کو ضائع کر دیتا ہے"۔ (فروع کافی جلد ۱ ص ۲۲۲)

(۴) صبر کی تعلیم

مذہب رافضی کی معتبر ترین کتاب "حیات القلوب" میں بھی صبر ہی کی تعلیم دی گئی ہے۔

(۱) حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا بنت جحش کو ان کے قریبی عزیز حضرت حمزہ (رضی اللہ عنہ) پر صبر کی وصیت فرمائی' انہوں نے استرجاع پڑھی اور کہا کہ اللہ ان کی شہادت قبول فرمائے' پھر حضور ﷺ نے فرمایا اے زینب! اپنے شوہر حضرت مصعب بن عمیر (رضی اللہ عنہ) کی شہادت پر بھی صبر کرنا" (ص ۳۷۱)

(۲) اپنی لخت جگر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اے فاطمہ! خدا پر بھروسہ کرنا اور صبر کرنا جیسے کہ تیرے پیغمبر آباؤ اجداد نے اور تیری مائیں پیغمبروں کی بیویوں نے اپنے مردوں پر صبر فرمایا تھا" (ایضا ص ۶۸۶)

(۳) ابن بوبویہ نے معتبر سند کے ساتھ امام محمد باقر رحمتہ اللہ سے روایت کی ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی وفات کے وقت فرمایا' اے فاطمہ! جب میں مر جاؤں تو اپنا منہ میرے غم میں نہ نوچنا' اور اپنی زلفیں نہ بکھیرنا' اور ہائے ہائے نہ کرنا' اور ماتم کی مجلس بنا کر بین کرنے والیوں کو نہ بلانا"۔

(۵) خدا کی طرف سے صبر کی وصیت

ابن قولویہ نے حضرت صادق رحمتہ اللہ سے بہ سند معتبر نقل کیا ہے کہ۔

"جب جبرئیل علیہ السلام رسول خدا ﷺ کے پاس حضرت حسینؓ کی شہادت کی خبر لائے تو حضور ﷺ نے امیر المومنین کا ہاتھ پکڑا اور تنہائی میں باتیں کرتے کرتے رونے لگے اور بہت روئے جدا ہونے سے پہلے حضرت جبرئیل علیہ السلام پھر تشریف لائے اور فرمایا کہ خدا تم کو سلام کے بعد فرماتا ہے کہ میں تم کو قسم دیتا ہوں کہ اس مصیبت پر صبر کرنا' پس انہوں نے حق تعالیٰ کے حکم کے مطابق صبر کیا" (جلاء العیون ص ۳۱۷)

(۶) حضرت علیؓ کے فرامین

حضرت علی امیر المومنین نے اپنے ساتھیوں کو یہ تعلیم دی کہ تم کالا لباس نہ پہننا کیونکہ وہ فرعون کا لباس ہے" (من لا یحضرہ الفقیہ' باب من لا یصلی فیہ)

(۲) کربلا کی مصیبتوں کے بارے میں پیش گوئی فرماتے ہوئے آپؓ نے صبر کی نصیحت فرمائی اور کہا اپنے دشمنوں سے خوف کھاتے رہو اور ڈرتے رہنا' پس اس وقت صبر کرنا اور رونے پیٹنے سے بچنا" (جلاء العیون ص ۳۰۹)

(۷) حضرت حسنؓ کا فرمان

حضرت حسنؓ کی صاحبزادی کا انتقال ہو گیا تو لوگوں کے تعزیتی خطوط آئے' آپؓ نے ان تعزیتی خطوط کے جواب میں صرف اتنا لکھا کہ۔

اس کی مصیبت کا ثواب میں خدا سے چاہتا ہوں' میں نے قضائے الٰہی تسلیم کر لی' میں اس کی مصیبت پر صابر ہوں' یقیناً مجھ کو زمانہ کے مصائب نے ستایا ہے اور گردش دوراں نے اور دوستوں کی مفارقت نے مجھے ستایا ہے' جن سے میں محبت رکھتا ہوں"۔ (جلاء العیون ص ۲۳۶)

(۸) حضرت حسینؓ کا فرمان

آپ کی شہادت کی خبر سن کر جب حضرت زینب رونے لگیں تو حضرت امام نے ان کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا۔

"اے میری جان جیسی پیاری بہن' حلم اور بردباری اختیار کر' شیطان کو اپنے اوپر قبضہ نہ دے' اور حق تعالیٰ کی قضا پر صبر کر' نیز فرمایا کہ اگر یہ مخالف مجھے آرام سے چھوڑ دیتے تو میں اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالتا" (جلاء العیون ص ۳۸۶)

(۹) حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ نے فرمایا

• اے پھوپھی! تو جانتی ہے کہ مصیبت کے بعد رونا پیٹنا کوئی نفع نہیں دیتا" (جلاء العیون ص ۴۲۴)

کوفیوں نے جب امام کو قتل کر دیا اور آہ و زاری کی تو حضرت زین العابدین رحمتہ اللہ فرمانے لگے "جب یہی ہم پر روتے اور ماتم کرتے ہیں' پھر بتائے کوئی کہ اور کس نے ہم پر یہ ستم ڈھایا ہے اور قتل کیا ہے" (ناسخ التواریخ جلد ۲ ص ۲۴۳)

یعنی خود ہی قتل کیا' اور خود ہی ماتم کرتے ہیں یہ دوغلہ پالیسی چہ معنی دارد؟۔

(۱۰) امام جعفر صادق کا فرمان

حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا۔

"میت پر چیخنا اور کپڑے پھاڑنا جائز نہیں"

نیز کافی میں فرمایا "میت پر چیخنا جائز نہیں اور نہ مناسب ہے لیکن لوگ اس مسئلہ سے واقف نہیں حالانکہ صبر سب سے بہتر ہے"۔ (کافی ص ۲۲۶)

برادران اسلام! آپ نے رافضی کے آئمہ معصومین کے اقوال و فرامین ملاحظہ کئے اب ہر خاص و عام پر یہ حقیقت 'وضاحت طلب نہیں رہی بلکہ روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے کہ یہ ماتمی شریعت کے علمبردار اور عزاداری حسین ؓ کے دعویدار اپنے آئمہ کرام پر محض الزام ثبت کر رہے ہیں ورنہ آئمہ کرام کا دین اس قسم کے الزامات سے مبرا ہے یہ سب رافضی کی خیانت ہے ہرگز ان مقدس ہستیوں نے یہ مشرکانہ افعال و اقوال کیئے ہیں نہ کہے ہیں بلکہ عزاداری اور نوحہ کو حرام کہا ہے اس بات کی صداقت پر رافضیت کی مستند کتب کی شہادت ملاحظہ کیجئے۔

عزاداری کا حکم

صاحب "من لا یحضرہ الفقیہ" حضرت جعفر صادق سے روایت کرتے ہیں "جو کوئی پھر سے قبر بنائے یا اس کی شبیہہ اور شکل بنائے تو وہ (دین) اسلام سے خارج ہے"۔ (ص ۴۸)

پھر مصنف موصوف اس کی شرح میں فرماتے ہیں جس نے قبر کی شکل بنائی' مطلب یہ کہ کوئی بھی بدعت ایجاد کی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا' یا کوئی نیا مذہب بنا لیا تو وہ اسلام سے خارج ہو گیا اس بات میں' میں اپنے آئمہ سے متفق ہوں"۔ (ص ۴۹ من لا یحضرہ الفقیہ)

جیسا کہ پہلے یہ ذکر کیا جا چکا ہے کہ تعزیہ میں ڈھول' طبلے' باجے بجائے جاتے ہیں اور رافضی مجتہدین وقت نے بھی اس کی خصوصی اجازت عنایت فرمائی ہے کہ ایسے طبلے جیسے نجف اشرف میں مستعمل ہوئے ہوں ان کے بجانے میں قطعاً حرج نہیں لیکن اس کے متعلق حضرت جعفر رحمہ اللہ نے فرمایا ہے۔

"گانا بجانا ان چیزوں میں سے ہے جن پر اللہ نے دوزخ کی وعید فرمائی ہے"۔

اکابر علماء کے فتاویٰ

برادران اسلام! آیئے اور ملاحظہ فرمایئے کہ اکابر علمائے اہل حق نے روافض (رافضیوں) کی مندرجہ بالا خرافات و بدعات کی سخت مذمت و ممانعت فرمائی ہے۔

(۱) امام غزالی رحمہ اللہ

"واعظ ہو یا کوئی اور' اس کے لئے مقتل حسین" کے واقعات بیان کرنا حرام ہے"۔ (احیاء العلوم و صواعق محرقہ)

(۲) علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ

عاشوراء کے دن ماتم و نوحہ کی بدعت جو منہ پیٹنے' واویلا مچانے اور رونے دھونے اور مرثیے پڑھنے سے منائی جاتی ہے' سلف کی بدگوئی اور لعنت ملامت پر حتیٰ کہ "السابقون الاولون" کی دشنام دہی تک کی جاتی ہے"۔ (منہاج السنہ جلد دوم ص ۲۴۸)

(۳) مولانا شاہ عبدالحق رحمہ اللہ دہلوی

اہل سنت کا طریقہ یہ ہونا چاہیے کہ روز عاشوراء کو فرقہ رافضیہ کی ایجاد کی ہوئی بدعتوں مثلاً مرثیہ و ماتم و نوحہ وغیرہ سے اجتناب کریں' یہ کام مومنین کی شان سے نہیں ہیں ورنہ غم و الم کا سب سے زیادہ حق دار تو خود پیغمبر ﷺ کا یوم وفات ہے"۔ (شرح سفر السعادۃ)

خلاصہ کلام

برادران اسلام! بہرحال تمام بحث و تکرار کا خلاصہ یہ کہ۔

(۱) ماتم اور عزاداری' دین اسلام کی ضد ہے۔

(۲) ۳۵۲ھ سے پہلے ماتم اور نویں صدی ہجری سے پہلے عزاداری ثابت نہیں۔

(۳) ماتم اور عزاداری رافضی کی مذہبی تبلیغ و ترویج کا ذریعہ ہے۔

(۴) لیکن احادیث صحیحہ سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔

(۵) خود رافضی مذہب بھی ان خرافات کی اجازت نہیں دیتا یعنی رافضی کے آئمہ معصومین نے اسے حرام کہا ہے۔

(۶) مذہب اہل سنت کے ماسوا مذہب رافضی کی مستند کتب بھی ان خرافات کے خلاف ہیں۔

(۷) اکابر علمائے اہل سنت کے فتاویٰ اور احادیث نبویہ ﷺ کی روشنی میں ماتم اور عزاداری کے مرتکب افراد دائرہ اسلام سے خارج ہیں کیونکہ آنحضور کا فرمان ہے کہ "وہ ہماری جماعت سے نہیں ہے جو منہ اور سینہ پیٹے اور گریبان پھاڑے اور زمانہ جاہلیت کی طرح بین کرے"۔ (مشکوۃ)

برادران اسلام! آپ سے برادرانہ' عاجزانہ' مودبانہ گذارش ہے کہ اس تحریر کو بغور پڑھیں اور ان بیہودہ رسوم سے اجتناب کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو سنت نبویہ ﷺ اور آثار صحابہ پر عمل کی توفیق عنایت فرمائے! (آمین ثم آمین)

وما علینا الا البلاغ المبین

ارشاد ربانی

مرسلہ۔ حافظ منظور قادر ڈومیلی

☆ میں نے اپنی رضا کو مخالفت نفس میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے موافقت نفس میں تلاش کرتے ہیں

☆ میں نے آرام کو جنت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے دنیا میں تلاش کرتے ہیں۔

☆ میں نے علم و حکمت کو بھوک میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے امیری میں تلاش کرتے ہیں۔

☆ میں نے تونگری کو قناعت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے مال میں تلاش کرتے ہیں۔

☆ میں نے عزت کو اپنی اطاعت میں رکھ دیا ہے۔ لوگ اسے بادشاہوں کے دروازوں پر تلاش کرتے ہیں۔

اصحاب رسولؐ رضؓ

کی شان میں گستاخی کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذاء ہے

تحریر۔ عبدالغفار محسن سیال، ٹوبہ ٹیک سنگھ

(جبکہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی بھی طرح ایذا پہنچانے والے دنیا و آخرت میں ملعون اور دردناک و رسوا کن عذاب کے مستحق ہیں)

قال اللہ تبارک و تعالیٰ ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلھم عذابا مھینا O (الاحزاب آیت نمبر۵۷)

(ترجمہ) جو لوگ ستاتے ہیں اللہ کو اور اس کے رسول کو، ان کو پھٹکارا اللہ نے، دنیا میں اور آخرت میں اور تیار رکھا ہے انکے واسطے ذلت کا عذاب۔ (ترجمہ شیخ الہند)

۱۔ علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

اپنے حواشی میں اس آیت کے فائدے کے تحت لکھتے ہیں کہ "اوپر مسلمانوں کو حکم تھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا سبب نہ بنیں بلکہ ان کی انتہائی تعظیم و تکریم کریں جس کی ایک صورت صلوۃ وسلام بھیجنا ہے اب بتلایا کہ اللہ و رسول کو ایذا دینے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مردود اور سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے اللہ کو ستانا یہ ہی ہے کہ اس کے پیغمبروں کو ستائیں یا اس کی جناب میں نالائق باتیں کہیں۔

۲۔ محمد عبدہ الفلاح

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث اور مفسر اپنے حواشی میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ کو ستانا کفر و شرک، اور اس کی نافرمانی کرنا ہے اور رسول کو ستانا یہ ہے کہ آپ کی تکذیب و مخالفت کی جائے۔ ازواج و مطہرات پر طعن و تشنیع کیا جائے۔ صحابہ کے حق میں طعن کیا جائے حدیث میں ہے "من اذاھم فقد اذانی۔" (ابن کثیر)

۳۔ مفتی محمد شفیعؒ

آپ نے اپنی تفسیر "معارف القرآن" میں اس آیت کی تفسیر میں بڑی وضاحت کی ہے جس کا خلاصہ یہاں درج کیا جاتا ہے۔

حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ "مذکور الصدر دو آیتوں میں اس ایذاء و تکلیف کا ذکر ہے جو مخالفین اسلام کفار و منافقین کی طرف سے قصداً آپ کو پہنچائی جاتی تھی۔ اسی لئے خلاصہ تفسیر میں یہاں قصداً" کا لفظ بڑھایا ہے۔ جس میں جسمانی ایذائیں بھی داخل ہیں، جو مختلف اوقات میں کفار کے ہاتھوں آپ کو پہنچی ہیں اور روحانی ایذائیں بھی جو آپ پر طعن و تشنیع اور ازواج مطہرات پر بہتان تراشی کے ذریعہ پہنچائی گئیں اس بالارادہ ایذاء پہنچانے پر لعنت اور عذاب شدید کی وعید بھی آیت مذکورہ میں آئی ہے۔ اور دوسرے آئمہ تفسیر نے فرمایا کہ یہاں درحقیقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے روکنا اور اس پر وعید کرنا مقصود ہے" اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا کا اللہ تعالیٰ کے لئے ایذا ہونا حضرت عبدالرحمان بن مغفل مزنیؓ کی روایت سے ثابت ہے کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم و من ابغضھم فببغضی ابغضھم و من اذاھم فقد اذانی و من اذانی فقد اذی اللہ و من اذی اللہ یوشک ان یاخذہ۔ (ترمذی)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے صحابہؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو انکو میرے بعد اپنے اعتراضات و تنقیدات کا نشانہ نہ بناؤ۔ کیونکہ ان سے جس نے محبت کی میری محبت کی وجہ سے کی اور جس نے بغض رکھا میرے بغض کی وجہ سے رکھا اور جس نے ان کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی اور جس نے اللہ کو ایذا دی تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے گرفت کرے گا۔"

اس حدیث سے جیسا یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا سے اللہ تعالیٰ کی ایذا ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم میں سے کسی کو ایذا پہنچانا یا انکی شان میں گستاخی کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے۔"

"اس آیت کے شان نزول کے متعلق

CamScanner

متعدد روایات ہیں بعض میں ہے کہ یہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگانے کے متعلق نازل ہوئی ہے جیسا کہ حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ جس زمانہ میں حضرت عائشہ صدیقہ ؓ پر بہتان باندھا گیا تو عبداللہ بن ابی منافق کے گھر میں کچھ لوگ جمع ہوئے اور اس بہتان کو پھیلانے' چلتا کرنے کی باتیں کرتے تھے۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام ؓ سے اس کی شکایت فرمائی کہ یہ شخص مجھے ایذا پہنچاتا ہے۔" (مظہری)

"بعض روایات میں ہے کہ حضرت صفیہ ؓ سے نکاح کے وقت کچھ منافقین نے طعن کیا اس کے متعلق نازل ہوئی۔"

"اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ آیت ہر ایسے معاملہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اذیت پہنچے اس میں صدیقہ کائنات سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان بھی داخل ہے اور حضرت صفیہ ؓ اور زینب ؓ کے نکاحوں پر طعن و تشنیع بھی شامل ہے۔ دوسرے صحابہ کرام ؓ کو برا کہنا اور ان پر تبرا کرنا بھی داخل ہے۔"

رسول اللہ ﷺ کو کسی طرح کی ایذا پہنچانا کفر ہے

مسئلہ۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی طرح کی ایذا پہنچائے' آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً ہو یا کنایۃً - وہ کافر ہوگیا اور اس آیت کی رو سے اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت دنیا میں بھی ہوگی اور آخرت میں بھی۔" (کذا قال القاضی ثناء اللہ فی التفسیر المظہری)

(معارف القرآن جلد ہفتم ص ۲۲۷ ۲۲۹)

اصحاب رسول پر تہمتیں لگانے والے اپنے اوپر کھلے گناہ کا بوجھ لاد رہے ہیں

والذین یوذون المومنین والمومنت بغیر ما اکتسبوا فقد احتملوا بھتانا واثما مبینا O (الاحزاب آیت نمبر ۵۸)

(۱) علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

اپنے حواشی میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "یہ منافق تھے جو پیٹھ پیچھے بدگوئی کرتے رسول ﷺ کی یا آپ کی ازواج طاہرات ؓ پر جھوٹ طوفان اٹھاتے۔"

(۲) سید نعیم الدین

مسلک بریلوی کے مفسر اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "یہ آیت ان منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو ایذا دیتے تھے۔"

(۳) حضرت فضیلؒ

آپ نے فرمایا کہ کتے اور سور کو بھی ناحق ایذا دینا حلال نہیں تو مومنین و مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔"

(۴) محمد عبدہ الفلاح

غیر مقلدین کے شیخ الحدیث اور مفسر اپنے حواشی میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "جو عیب کسی شخص میں ہو اسے اس کی طرف منسوب کرنا بہتان ہے۔ (کما ورد فی الحدیث) اور حدیث میں ہے کہ کسی مسلمان کی عزت پر حملہ کرنا سب سے برا سود ہے یہ وعید سب سے زیادہ گروہ رافضہ (شیعہ) پر صادق آتی ہے جو صحابہ کرام ؓ پر طعن کرتے اور ان سے جھوٹی باتیں منسوب کرتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف و ستائش کی ہے۔" (ابن کثیرؒ)

(۵) پیر کرم شاہ الازہری

اپنی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "ساتھ ہی ان لوگوں کو سرزنش کردی جو اہل ایمان مردوں اور عورتوں کو بغیر کسی قصور کے ستایا کرتے ہیں۔ کبھی ان پر جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں۔ کبھی راہ چلتے انکی بے عزتی کردیتے ہیں۔ کبھی انہیں زدوکوب کرتے ہیں' وہ سن لیں کہ بہتان تراشی اور کھلے گناہ کا بوجھ اپنے اوپر لاد رہے ہیں۔ جب عام مسلمانوں کی دل آزاری کا یہ حکم ہے تو جو بدنصیب ازواج مطہرات ؓ آل پاک اور صحابہ کرام ؓ کی جناب میں گستاخیاں کرتا ہے اور ان کے دلوں کو دکھاتا ہے اس کا انجام کیا ہوگا۔ یہاں ایک حدیث ساعت فرمائیے۔

ترجمہ۔ اللہ کے رسول نے فرمایا میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے صحابہ ؓ کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ میرے بعد انہیں طعن و تشنیع کا ہدف نہ بنالینا۔ پس جو شخص ان سے محبت کرتا ہے وہ میری محبت کی وجہ سے ایسا کرتا ہے اور جو ان سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض کے باعث ایسا کرتا ہے۔ جس نے انہیں اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی اور جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جو ایسا کرتا ہے اسے پکڑ لیا جاتا ہے۔" (مظہری) (ضیاء القرآن جلد چہارم ص ۹۴)

(۶) پروفیسر غلام رسول اسرار الرحمان بخاری اور سید تنویر بخاری

انہوں نے ایم اے علوم اسلامیہ "پرچہ اول" کے لئے ایک کتاب "تفہیم القرآن" مرتب کی ہے مذکورہ تینوں حضرات نے سورۃ الاحزاب کی تفسیر میں اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ "پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جو لوگ ایمانداروں کی طرف ان برائیوں کو منسوب کرتے ہیں جن سے وہ بری ہیں وہ بڑے بہتان باز ہیں اور زبردست گنہگار ہیں اس وعید میں سب سے پہلے تو کفار داخل ہیں۔ پھر رافضی۔ یعنی وہ جو صحابہ ؓ پر عیب گیری کرتے ہیں اور خدا نے جن کی تعریفیں کی ہیں یہ انہیں برا کہتے ہیں۔"

حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ

مہاجرین اور انصار کی شان میں گستاخیاں کرنے والے اس آیت کے مصداق ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ ان سے راضی ہوچکا ہے اور یہ جاہل' بدباطن لوگ انہیں برا کہتے ہیں۔ انہیں گالیاں دیتے ہیں اور انکے متعلق وہ کچھ کہتے ہ

جس سے انکا دور کا بھی تعلق نہیں۔ حق یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے انکے دل اوندھے ہو گئے ہیں اس لئے ان کی زبانیں بھی الٹی چلتی ہیں قابل مدح لوگوں کی مذمت کرتے ہیں اور مذمت والوں کی تعریف کرتے ہیں۔"

(تفہیم القرآن صفحہ نمبر ۱۳۸) ناشر "نیو بک پیلس اردو بازار لاہور

خلاصہ کلام

مذکورہ بالا دونوں آیات کا خلاصہ ہے۔

(۱) اصحاب رسول ﷺ اور اہل بیت رسول ﷺ میں سے کسی کو ایذا پہنچانا یا ان کی شان میں گستاخی کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایذا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانا اللہ تعالیٰ کے لئے ایذا ہونا مذکورہ بالا آیت نمبر ۵۷ سے ثابت ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا پہنچانے والے دنیا و آخرت میں ملعون و مطرود و مردود ہیں اور یہ لوگ سخت رسوا کن عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جو شخص کسی طرح کی ایذا پہنچائے اور آپ کی ذات یا صفات میں کوئی عیب نکالے خواہ صراحۃً یا کنایۃً وہ کافر ہو گیا۔

(۴) یہ رافضی ایسے بد خصلت ہیں کہ وہ صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے اپنی رضا کا اعلان قرآن پاک میں کر دیا ہے۔

(۵) آیت نمبر ۵۸ میں جن کفار و منافقین کے بارے میں آیا ہے کہ یہ ناحق مسلمانوں پر تہمتیں لگاتے ہیں مفسرین کے نزدیک ان سے مراد رافضی ہی ہیں۔

(۶) اصحاب رسول ﷺ پر تہمتیں لگانے والے اور ان کے حق میں بدگوئی کرنے والے اپنے اوپر کھلے گناہ کا بوجھ لاد رہے ہیں۔

بقیہ 27

سے نڈھال ہو کر گر پڑے۔ عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے نماز پڑھائی فیروز نے اور لوگوں کو بھی زخمی کیا' بالآخر وہ پکڑا گیا اور ساتھ ہی اس نے خودکشی کر لی۔

سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگ اٹھا کر گھر لائے۔ آپؓ نے سب سے پہلے پوچھا کہ "میرا قاتل کون تھا.....؟" لوگوں نے جواباً کہا "فیروز" آپؓ نے فرمایا "الحمدللہ کہ میں کسی ایسے شخص کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا جو اسلام کا دعویٰ رکھتا تھا۔"

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے عبداللہ کو بلایا اور کہا "حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ اور کہو کہ عمرؓ آپ سے اجازت طلب کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا جائے۔" عبداللہؓ حضرت عائشہؓ کے پاس آئے' وہ رو رہی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سلام کہا اور پیغام پہنچایا۔ حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ "یہ جگہ میں اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتی تھی لیکن آج میں عمر رضی اللہ عنہ کو اپنے آپ پر ترجیح دوں گی۔" عبداللہ واپس لوٹے تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیٹے کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ کیا خبر لائے ہو؟ جواب ملا' جو آپ چاہتے تھے۔ فرمایا "یہی سب سے بڑی آرزو تھی۔"

سیدنا عمرؓ تین دن کے بعد یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو ہفتہ کے دن ان ہی زخموں سے شہید ہوئے۔ (اناللہ وانا الیہ راجعون) آپ کی نماز جنازہ عظیم صحابیؓ سیدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ حضرت عبدالرحمٰنؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے قبر میں اتارا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا ابوبکر صدیقؓ کے پہلو میں دفن ہوئے۔

ملکی اور عالمی سطح پر تشہیری مواد فراہم کرنے والا واحد ادارہ

صحابہ کرام کے علوم و افکار اسلامی، تاریخی، ادبی، علمی اور مدارس عربیہ کی کتب کا مثالی مرکز

جمعیۃ علماء اسلام، جمعیۃ طلباء اسلام، جمعیۃ المجاہدین، طالبان، حرکت المجاہدین، ختم نبوت
حرکت الجہاد الاسلامی، تحریک خدام اہلسنت والجماعت، جمعیۃ اشاعت التوحید والسنۃ

کے سٹکر ○ بیجز ○ فینسی کی چین ○ بٹوہ ○ ٹیلی فون انڈکس ○ کاپی و کتاب کور
ٹوپی ○ لیٹر پیڈ ○ ربن بیج ○ پاکٹ لیبل ○ تسبیح ○ مفلر ○ تعارفی کیلنڈر ○ عید کارڈ
نیز تمام علماء کی تقاریر، تلاوت، نعت اور جہادی و جماعتی کیسٹوں کا مرکز

تمام تنظیموں اور مدارس عربیہ کے اشتہارات ... اور دیگر تشہیری مواد بارعایت پرنٹ کروائیں

خط و کتابت کے لئے

مکتبۃ الجمعیۃ امین بازار سرگودھا
فون: 0451-722674

مکتبۃ الجمعیۃ کی طبع شدہ تمام اشیاء کے جملہ حقوق محفوظ ہیں نقل کرنے کی صورت میں سرگودھا عدالت میں قانونی کارروائی کی جائے گی۔

رافضیوں کے عقائد باطلہ

تحریر مولانا منیب الرحمٰن لدھیانوی بانی و مہتمم جامعہ حبیبیہ فاروق آباد فیصل آباد

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حق نے کار نبوت کو کائنات ارض کا صبح آخر تک باقی رکھنے کے لئے شاگردان نبی برحق کا انتخاب کیا تو حسب سابق ابلیسی قوتیں دوبارہ متحرک ہوئیں اور ابن سبا کی صورت میں اصحاب رسول کے راستے میں عقائد باطلہ کے گڑھے کھودنے میں ہمہ تن مصروف ہوگئیں۔ جنہوں نے اولاً یہود و نصاریٰ کے عقیدہ تثلیث سے ابدی اور فطری عقیدہ توحید کو گرانے کی سازش کی جس کے تحت وصی کا عقیدہ گھڑا۔ نصاریٰ کے نزدیک عیسیٰ' مریم' روح القدس اور یہود کے نزدیک عزیز' بچھڑا اور اللہ کے تثلیثی عقیدہ کا چربہ۔ اللہ نبی علی کی صورت میں مسلمانوں میں رائج کرنے کی کوشش کی کچھ لوگ اس عقیدہ تثلیث کا شکار ہو کر اپنا ایمان گنوا بیٹھے تو باقی لوگوں پر محبت و عقیدت اولیاء کے لبادہ میں نیم ملاؤں کے ذریعہ اپنے عقیدہ تثلیث کا اللہ نبی ولی کی صورت میں شرک کا جال پھینکا جس میں دین سے نابلد مسلمان باسانی آگئے۔ اس وقت مسلمان اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے لاشعوری طور پر جن مشرکانہ سبائی عقائد و رسومات کے اسیر ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

اللہ نبی ولی یعنی صرف خدائے واحد کی ہستی سے سب کچھ نہیں بلکہ نبی ولی بھی دینے میں شریک ہیں۔ جب بھی بے شعور مسلمانوں کا کوئی اجتماع ہوتا ہے تو اس میں نعرہ تکبیر و رسالت کے بعد حیدری اور غوثیہ کا نعرہ لگتا ہے جس کے ذریعہ ایک تیر سے کئی شکار کئے گئے۔ (۱) عقیدہ توحید سے بیزاری (۲) خلافت راشدہ کا انکار (۳) خلفائے ثلاثہ سے لاتعلقی (۴) اور اولیاء کرام کو اصحاب رسول پر فوقیت' جبکہ کہ امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کے بعد اصحاب رسول کا رتبہ ہے کوئی بڑے سے بڑا ولی اپنی تمام تر فضیلت کے باوجود ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

○... ۲۲ رجب کے کونڈے کی رسم بد بھی ابن سباء کی اولاد نے کاتب وحی امیرالمومنین سیدنا حضرت امیر معاویہ کی وفات کی خوشی میں شروع کی اور مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے حضرت جعفر صادق کا نام دے دیا جبکہ حضرت جعفر صادق کی نہ وفات اس مہینہ میں ہے نہ ولادت۔

○... محرم کے عشرہ اول میں عورتوں کا قبریں لیپنا بھی سبائیوں کی رسم ہے جو نہ صرف فرمان نبوی ﷺ کے مطابق عورتوں کو ملعونہ بناتی ہے بلکہ فحاشی کا ذریعہ ہے۔

○... محرم میں ماتمیوں کے لئے سبیلیں لگانا تو سراسر اصحاب رسول سے دشمنی کا اظہار ہے۔

○... ماتمی گھوڑے کو چھونا نصاریٰ کے گدھے اور یہودیوں کے بچھڑے کی نقل ہے۔

○... بچوں کے سروں پر بودی رکھنا سبائیوں نے ہندو سادھوں سے لیا ہے۔

○... نام نہاد معجزہ بی بی زینب پڑھنا تو قرآن پاک کی تلاوت سے محروم رکھنے کی مزموم سازش ہے۔

○... محرم کے عشرہ اول میں شادی نہ کرنا۔ غور کریں اگر شہادت حضرت حسین کو شادی نہ کرنے کی وجہ بنایا جائے تو سال کے ۳۶۵ دنوں میں کونسا دن ہے جس میں کسی جلیل القدر ہستی کی وفات نہیں ہوئی؟

○... نہ تیناں چوں نہ تیراں چوں کا فقرہ اور اس کا استعمال خلفائے ثلاثہ سے نفرت کا عملی اظہار ہے۔

○.... ین کالے یا پوؤں بارہ کا جملہ۔ سبائیوں کا مزعومہ بارہ اماموں کے عقیدہ کا اظہار ہے۔

تلک عشرۃ ظالمہ یہ وہ چند عقائد باطلہ اور رسومات بد ہیں جو مسلمانوں میں جاری کردی گئیں ان سے پرہیز ہر ذی شعور مسلمان کے لئے ضروری ہے اور بے شعور مسلمانوں کو اسے بچانا اس سے بھی ضروری ہے وگرنہ یہ کہنا حق بجانب ہو گا کہ

وضع میں تم ہو نصاریٰ' تمدن میں ہنود
یہ مسلمان ہیں جنہیں دیکھ کر شرمائیں یہود

امیر عزیمت شہید ؒ نے فرمایا سپاہ صحابہ پھولوں کی سیج نہیں

سپاہ صحابہ کی تحریک پھولوں کی سیج نہیں ہے۔ اس میں مشکلات و مصائب سے دوچار ہونا لازمی امر ہے۔ جو جوان ہمارے ساتھ اس کام میں شریک ہونا چاہتا ہے اسے خوب سوچ سمجھ کر اس وادی پرخار میں قدم رکھنا ہو گا۔ اس پر ہر قسم کے طعنے دھرنے کا کام دوسروں سے پہلے اپنوں کی طرف سے شروع ہو گا۔ اس کے نظریات کی پختگی اور اپنے موقف پر سختی سے کاربند رہنے کو۔ مورد طعن و تشنیع بنایا جائے گا۔ عافیت کوش دیندار اور پرہمت علماء بھی اس مصلحت براری کا درس دیں گے لیکن میرے نزدیک ایسے ماحول میں جب کہ بازاروں میں اصحاب رسول کو گالیاں دی جارہی ہوں ازواج مطہرات کے خلاف غلیظ زبان اور قلم استعمال ہو رہی ہو۔ صحابہ کرام کی بیٹیوں کی شفاف اور مطہر چادر کو گندی طعن و تشنیع سے آلودہ کیا جارہا ہو۔ ایسے کھلے کفر کے خلاف کھل کر کام کرلینا ہی اسلاف کی سنت طیبہ ہے۔ (کبیر والا میں کارکنوں کو خطاب سے اقتباس)

آگے بڑھیئے

نوجوانو..! آیئے میرے ساتھ مل کر اس کفر کو اسلام سے علیحدہ کریں اس دجل کو ننگا کردیں۔ اس بدمعاشی کو صفحہ ہستی سے مٹانے کی کوشش کریں۔ اس فریب کا پردہ چاک کریں۔ اسلام کی برگزیدہ ہستیوں کی تقدیس کی حفاظت کر کے اسلام کی عظمت کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ مجھے خوشی ہے کہ آج سے پانچ سال پہلے والا غافل اور جاہل انسان بیدار ہو چکا ہے وہ میرے پیغام اور فکر کو سمجھنے لگا ہے اسے ہوش آتا جارہا ہے۔ وہ ضرور اپنی اماں کی ناموس کے تحفظ کے لئے جان ہتھیلی پر رکھ کر میدان میں اترے گا اور قابل اعتراض کتابوں کی ضبطی اور صحابہ کرام کے ناموس کے لئے پاکستانی قانون میں ترمیم کرانے کے لئے ہمارا ساتھ دے گا۔ (اوکاڑہ میں جامعہ اشرفیہ کے سالانہ جلسہ سے خطاب)

مراسلہ۔ محمد صبغت اللہ عدن بہادلنگر

اسیرِ ناموسِ صحابہؓ محمود اقبال کی کتاب

نظم ۔ جماعت اور کارکن سے اقتباسات

باہمی رابطہ کا طریقہ

باہم رابطے کا فائدہ تنظیمی اور دنیاوی اعتبار سے ہی نہیں بلکہ اس سے زیادہ اس کا فائدہ آخرت میں ہوگا حساب و کتاب اور محشر کی سختیاں جب تمام رشتوں کو کاٹ کر رکھ دیں گی تو وہاں اگر کوئی تعلق و رشتہ سود مند اور ثمر آور ثابت ہوگا تو صرف وہ رشتہ ایمان ہی ہوگا۔

دین حق نے جہاں مسلمانوں کو باہم ملاقات اور رابطے رکھنے کی تلقین فرمائی ہے وہاں ان کو ملاقات اور رابطے کے آداب بھی سکھلائے ہیں تاکہ مسلمان سب دنیا کی جماعتوں سے زیادہ مہذب اور بااصول جماعت قرار پائیں۔

(۱) جب کسی مسلمان بھائی سے ملاقات ہو تو اس سے اپنے تعلق اور مسرت کا اظہار کرنے کے لئے السلام علیکم کہئے رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"تم لوگ اس وقت تک جنت میں نہیں جاسکتے جب تک مومن نہیں بنتے اور تم مومن نہیں بن سکتے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو میں تمہیں وہ تدبیر کیوں نہ بتادوں جس کو اختیار کرکے تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو پھیلاؤ"۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک اور ارشاد گرامی ہے۔

"میں تمہیں ایسی تدبیر بتا دیتا ہوں جس کو اختیار کرنے سے تمہارے مابین دوستی اور محبت بڑھ جائے گی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو سلام کیا کرو"۔

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ۔

سب سے بڑا بخیل وہ ہے جو سلام کرنے میں بخل کرے۔

(۲) سلام کے بعد محبت و مسرت یا عقیدت کے اظہار کے لئے مصافحہ بھی کیجئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی مصافحہ فرماتے اور آپ کے صحابہ بھی آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے آپ ﷺ صحابہ کرامؓ کو مصافحہ کرتے آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کو مصافحہ کرنے کی تاکید فرمائی اور اس کی فضیلت اور اہمیت پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جب دو مومن آپس میں ملتے ہیں اور اسلام کے بعد مصافحے کے لئے ایک دوسرے کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہیں تو دونوں کے گناہ اس طرح جھڑ جاتے ہیں جس طرح درخت سے (سوکھے) پتے"۔

(۳) جب کوئی دوست عزیز سفر سے واپس آئے تو مصافحہ بھی کیجئے حضرت زید بن حارثہؓ جب سفر سے واپس مدینہ منورہ آئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں پہنچ کر دروازہ کھٹکھٹایا آپ ﷺ دروازہ پر تشریف لائے اور حضرت زید بن حارثہؓ سے معانقہ کیا اور پیشانی کا بوسہ دیا۔

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ۔

جب صحابہ کرامؓ آپس میں ملتے تو مصافحہ کرتے اور اگر سفر سے واپس آتے تو معانقہ کرتے"۔

(۴) دوستوں کے دکھ درد میں شریک رہیے اور اسی طرح ان کی خوشیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیجئے ان کے غم میں شریک ہو کر غم غلط کرنے کی کوشش کریں اور ان کی مسرتوں میں شریک ہو کر خوشیوں کو دوبالا کرنے کی کوشش کریں۔

(۵) جب کسی سے ملاقات کے لئے جائیں تو اس سے وقت لے لیا جائے یا کم از کم آپ کو ان کے معمولات اور مصروفیات کا علم ہونا چاہئے تاکہ آپ کے جانے سے نہ اس کو تکلیف ہو اور نہ ہی آپ کو زحمت اٹھانا پڑے۔

(۶) ہمیشہ یہی خواہش نہ رکھیے کہ لوگ آپ سے ملنے آئیں خود بھی دوسروں سے ملنے جائیے آپس میں میل جول بڑھانا اور ایک دوسرے کے کام آنا بڑی پسندیدہ بات ہے مگر خیال رکھیئے کہ مومن کا میل جول ہمیشہ نیک مقاصد کے لئے ہوتا ہے۔

(۷) چند افراد مل کر کسی سے ملاقات کے لئے جائیں تو گفتگو کرنے والے کو سب کی نمائندگی کرنی چاہئے گفتگو میں اپنی امتیازی شان ظاہر کرنے اپنی اہمیت جتانے اور ساتھیوں کو نظر انداز کرنے اور مخاطب کو صرف اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنے سے سختی کے ساتھ پرہیز کیجئے۔

سپاہ صحابہ حسنین معاویہ مری

رپورٹ ۔ الف معاویہ' اوڑھ مری

سرپرست ۔ حافظ اسحاق' نائب سرپرست ۔ قاری فیاض احمد معاویہ' صدر ۔ قاری شبیر احمد عثمانی' نائب صدر ۔ ساجد محمود' جنرل سیکرٹری ۔ سجاد احمد عباسی' سیکرٹری ۔ حافظ عقیل احمد عباسی' سیکرٹری نشرواشاعت ۔ قیصر سلیم عباسی' ڈپٹی سیکرٹری نشرواشاعت ۔ قاسم خاقان' سیکرٹری مالیات ۔ بھائی اخلاق' نگران تربیتی امور ۔ مولانا طارق (منتظم جیش محمد مری) نائب نگران تربیتی امور ۔ مولانا ن تنویر' سالار ۔ فرحت عباسی' نائب سالار ۔ ماجد خاقان

(۸) مخاطب کو بات اچھی طرح سمجھانے کے لئے یا کسی بات کی اہمیت کو جتانے کے لئے مخاطب کے ذہن و فکر کو سامنے رکھ کر مناسب انداز اختیار کیجئے اور اگر مخاطب نہ سمجھ سکے یا نہ سن سکے تو پھر اپنی بات دھرا دیجئے اور ذرا بھی نہ کڑھیے۔

(۹) کبھی خوشامد یا چاپلوسی کی باتیں نہ کیجئے اپنی عزت نفس کا ہمیشہ خیال رکھیئے اور کبھی اپنے مرتبے سے گری ہوئی بات نہ کریں۔

(۱۰) کسی کے یہاں کوئی تقریب ہو' خوشی کا کوئی موقع ہو تو ہر ممکن اس کی خوشیوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کریں یا کم از کم اس کو مبارک باد کا خط ہی لکھ دیں اس سے بھی آپس کے تعلق اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۱۱) کوئی بیمار ہو جائے یا خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آجائے یا کسی اور مصیبت میں کوئی مبتلا ہو جائے تو اس سے بھرپور ہمدردی کا اظہار کرتے ہوئے اس کے دکھ میں شریک ہوں۔

رکنیت سازی کی اہمیت

قرآن پاک میں مسلمانوں کو منتشر زندگی گزارنے کی بجائے مربوط حیات بسر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس لئے ضروری ہے کہ آپ کو اپنی جماعت کے افراد کے کوائف زبانی یا تحریری طور پر معلوم ہوں۔

حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے رفقاء ابتداء ہی سے رکن سازی کے قائل اور فاعل تھے اگر رسول اکرم ﷺ اور آپ ﷺ کی مقدس جماعت صحابہ کرامؓ ہماری طرح غیر مربوط اور بے ہنگم انداز سے کام کرتی تو قیامت تک خدا کا دین اور یہ امت مسلمہ باطل قوتوں پر غالب نہ آسکتی اور نہ ہی اسلامی انقلاب برپا ہوتا یہ اسی نظم و ضبط کا ثمرو نتیجہ ہے کہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا کہ پہلے سالوں میں اتنے مرد اتنی خواتین مسلمان ہوئیں پہلی ہجرت حبشہ میں ۱۲ مرد اور ۴ عورتیں تھیں اس قافلہ کے امیر حضرت عثمان غنیؓ تھے اور دوسری ہجرت حبشہ میں ۸۳ مرد اور ۱۸ خواتین تھیں ان کے امیر حضرت جعفر طیارؓ تھے۔

یہ اعداد و شمار کہاں سے حاصل ہوئے کہ بدر میں مسلمانوں کی تعداد ۳۱۳ تھی ان کے پاس دو گھوڑے اور ۷۰ اونٹ تھے اور کفار کی تعداد ایک ہزار تھی اس طرح غزوہ احد میں ۳۰۰ منافق نکل گئے باقی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۷۰۰ صحابہ کرام رہ گئے مقابلے میں کفار تین ہزار تھے اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ حدیبیہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں کی تعداد تقریبا ۱۴۰۰ تھی۔

آپ جوں جوں نظم و ضبط کی دنیا میں آگے بڑھیں گے تو حیران و ششدر رہ جائیں گے کہ یہ کس نے بتایا کہ غزوہ خندق میں کفار کی تعداد کم از کم دس ہزار تھی اور مسلمان اتنے تھے فتح مکہ کے موقع پر دس ہزار لشکر کس نے شمار کیا جن کی تعداد تمام سیرت نگاروں نے لکھی ہے اگر اس وقت شماریات کا رواج نہیں تھا تو غزوہ تبوک پر صحابہ کرامؓ نے جو دل کھول کر دفاعی فنڈز میں حصہ لیا کہ سیدنا صدیق اکبرؓ نے سارا مال و اسباب' حضرت عمر فاروقؓ نے آدھا مال حضرت عثمان غنیؓ نے ۹ اونٹ بمع ساز و سامان کے ایک سو گھوڑے اور سونا چاندی اور اسی طرح دوسرے صحابہ کرامؓ کے عطیات' صدقات کی تعداد ہم تک کیسے پہنچی آخری حج کے موقع پر شمار کئے بغیر کیسے پتہ چلا کہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ ایک لاکھ چوبیس ہزار یا ایک لاکھ چوالیس ہزار صحابہ کرامؓ تھے ان تمام باتوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس دور میں اعداد و شمار کو اہمیت دی گئی یہ اعداد و شمار اور حساب کتاب قصہ کہانیوں کی کتابوں سے نہیں بلکہ یہ حدیث کی مقدس دستاویزات اور سیرت طیبہ کی مستند کتابوں سے ماخوذ ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے باقاعدہ طور پر مردم شماری کا محکمہ قائم کیا تھا لوگوں کو وظیفے اور زمینیں دی گئیں یہاں تک کہ شیر خوار بچوں کے وظائف کا باقاعدہ حساب رکھا جاتا جب وہ بڑے ہو جاتے تو رجسٹرڈ سے ان کے نام خارج کر دیئے جاتے اور وظیفہ بند ہو جاتا حضرت خدیجہ بیان کرتی ہیں نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ "تمام لوگ جنہوں نے اسلام قبول کیا ان کے نام لکھ کر مجھے دیئے جائیں ہم نے آپ ﷺ کو ان کی فہرست تیار کر کے پیش کی جو ۱۵۰۰ مسلمانوں پر مشتمل تھی"۔

اراکین کا باہم رابطہ

اراکین جماعت کے باہمی رابطے کی حیثیت جسم اور روح کی طرح ہے ان دونوں کا رابطہ ٹوٹ جائے تو اسے موت سے تعبیر کیا جاتا ہے یہی حیثیت کارکنان کے باہمی رابطے کی ہے کارکنان کے باہمی تعلقات اور رابطے کا نام جماعت ہے کیونکہ جماعت افراد کے مجموعے کو کہا جاتا ہے ان رابطوں کو استوار رکھنے اور محبتوں کو قائم رکھنے کے لئے دین میں اجتماعات کو لازم ٹھہرایا گیا اور پھر نبی اکرم ﷺ نے اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ آپ ﷺ فرمایا کرتے تھے لوگو تم اس وقت تک جنت میں داخل نہ ہو پاؤ گے جب تک ایمان نہ لے آؤ اور اس وقت تک ایمان مکمل نہیں ہوگا جب تک تم آپس میں محبت نہ کرو اور فرمایا کرتے تھے کہ اللہ کے بندو آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"قیامت کے روز جب عرش الٰہی کے سوا کہیں کوئی سایہ نہ ہوگا اس روز سات قسم کے افراد عرش الٰہی کے سائے میں ہوں گے ان میں ایک قسم کے افراد وہ دو آدمی ہوں گے جو خدا تعالیٰ کے لئے ایک دوسرے کے دوست ہوں گے خدا تعالیٰ کی محبت نے ہی ان کو باہم جوڑا ہوگا اور اسی بنیاد پر وہ ایک دوسرے سے جدا ہوئے ہوں گے یعنی ان کی آپس میں محبت اور تعلق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی رضاء و خوشنودی"۔

حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کے لئے ایک عمارت کی طرح ہے ایک دوسری کو قوت پہنچاتا اور سہارا دیتا ہے جیسے عمارت کی ایک اینٹ دوسری اینٹ کا سہارا بنتی اور قوت پہنچاتی ہے اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ

باقی صفحہ 49 نمبر31

شہید ناموس صحابہؓ

محمد ابراہیم تبسم شہید

تحریر

عبدالستار مجاہد

محمد ابراہیم تبسم ۱۹۷۳ء میں محلہ غازی گھر ڈیرہ اسماعیل خان میں مولانا محمد اکبر تاڑ والے کے گھر پیدا ہوا یہ خاندان دہلی انڈیا' تاڑ میں چوہدری نمبردار صوبیدار' ذیلدار' معزز خاندان تھے۔ ۱۹۴۷ء میں تاڑ سے پاکستان میں اس امید سے اپنی جائیداد چھوڑ کر آیا کہ پاکستان میں جاکر اسلامی عقیدے کے مطابق زندگی گزاریں گے۔ اس جذبے کے لئے اپنے ماں باپ جوانوں کو قربان کر کے یہاں مہاجر بنے کیا معلوم تھا کہ یہاں پاکستان میں حضور ﷺ' امہات مسلمات' صحابہ کرامؓ پر تبراء کیا جائے گا۔ ہندوستان میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبزادہ مولانا محمد یوسف سے عقیدت تھی اس بنا پر اسلامی عقائد کے پابند ہیں۔ یہ گھرانہ تبلیغی جماعت میں سرگرم ہے مولانا محمد اکبر جمعیت علمائے اسلام میں شامل ہو کر دین متین کے نفاذ کے لئے سرگرم رہے۔ مولانا محمد اکبر کو اللہ پاک نے ٦ بیٹوں سے نوازا ہے جس میں محمد ابراہیم تبسم شہید نے سب سے زیادہ ایمانی جذبہ دکھایا۔ محمد ابراہیم تبسم شہید نے گورنمنٹ ہائی سکول نمبر۳ ڈیرہ اسماعیل خان سے میٹرک پاس کیا پھر اپنے ماموں مولانا مہربان علی کے پاس دائرہ دین پناہ تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفرگڑھ تمام گھر والے چلے گئے وہاں پر مدینہ سویٹ ہاؤس مٹھائی کی دکان پر اپنے بھائی عبیداللہ کے ساتھ کام شروع کردیا۔ اس سے پہلے محمد ابراہیم شہید نے تبلیغی جماعت میں تین چلے لگائے پھر جذبہ جہاد میں سرگرم ہو کر جہاد افغانستان میں محاذ جنگ میں اپنی جوانی لگادی۔ کشمیر میں بھی ہندوؤں کے خلاف جنگ میں حصہ لیا۔ سپاہ صحابہ کے جوانوں سے ملاقات ہوئی دونوں محاذوں سے واپسی پر کوٹ ادو رمیں آکر دائرہ دین پناہ میں اپنی دکان پر کام کرتا تھا مگر ایمانی جذبہ دکان پر بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ ادھر امیر عزیمت جناب حق نواز جھنگوی شہید تمام پاکستان میں دفاع صحابہ کی محنت فرمارہے تھے کہ قاری محمد فاروق کے ساتھ سپاہ صحابہ کے پروگرام میں حصہ لیا مولانا حق نواز جھنگوی شہید کی کیسٹ آگ اور شعلے سنی تو بدن میں آگ لگ گئی اس کو رات کو نیند نہیں آتی تھی۔ رو رو کر کہتا تھا کہ بھائی اس زندگی کا کیا فائدہ ہے جب میرے سامنے صحابہ کرام کو برا کہا جائے میرا جینا حرام ہے اب بھائی ابراہیم شہید نے مشن جھنگوی کو پھیلانے کے لئے اپنی زندگی وقف کردی۔ ہر پروگرام میں دن رات حصہ لیتا دوسروں کو بھی دعوت دیتا۔ ان کی دعوت پر نوجوانوں کی فوج وجود میں آئی کہ صحابہ پر بکواس سننا اس کی برداشت سے باہر تھا۔ اسی دوران بدبخت گمراہ ٹولہ نے اس مجاہد کو مٹانے کا پروگرام بنایا۔ ماسٹر فرزند علی نے اپنے آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ام المومنین حضرت سیدہ صدیقہ ؓ امی عائشہ کی ذات مبارک پر طعن تشنیع کے تیر چلائے جس سے سنی نوجوانوں کے دل مجروح ہوئے یہ پمفلٹ ایک کتاب کی صورت میں شائع کرایا ضلع بھر میں تقسیم کیا اور مسلمانوں کی غیرت کا امتحان لیا۔ یہ خبر جب سپاہ صحابہ کے کارکنان تک پہنچی تو ان پر بجلی بن کر گری۔ آخر بات بڑھتے بڑھتے محمد ابراہیم شہید کے دوستوں ملک عبداللہ' چوہدری اقرار تک پہنچ گئی۔ انتہائی صدمہ ہوا۔ ان تینوں نے قانونی راستہ تلاش کیا تاکہ اس کا سدباب فوری طور پر ہوسکے۔ دائرہ دین پناہ تھانہ جاکر ماسٹر فرزند کے خلاف پرچہ درج کرانے کی کوشش کی لیکن تھانیدار نے پرچہ کاٹنے سے صاف انکار کردیا۔ کہ حالات خراب ہوجائیں گے۔ اس افسوس ناک واقعہ نے ان کے دل زخمی کردیئے پھر یہ تینوں دوستوں نے جاکر خود ماسٹر فرزند سے کہا تم نے پرامن ماحول کو خراب کرنے اور ام المومنین کو لاوارث سمجھتے ہوئے یہ قدم اٹھایا ہے تم اپنی اس حرکت سے توبہ کرلو۔ اس بدبخت نے کہا کہ تم جو کرسکتے ہو کرلو میرا مذہب عقیدہ ہے میں نہیں رک سکتا۔ جس کا ان تینوں کے دل پر برا اثر ہوا۔ پھر اتمام حجت کے لئے دوبارہ قانون کا دروازہ کھٹکھٹایا لیکن وہاں تو انصاف نام کی چیز نہ تھی نہ ہے۔

توقیر کا قتل محمد ابراہیم شہید کی گرفتاری

فرزند علی کے بھائی توقیر کو کسی نے قتل کردیا۔ فرزند علی نے اپنے بھائی کے قتل میں محمد ابراہیم شہید اور اس کے دو ساتھیوں کو پرچہ میں نامزد کیا یہ تینوں اس سے کئی بار مل چکے تھے تو یہ ماسٹر فرزند کے بھائی کو کیوں مارتے یہ ماسٹر کو اچھی طرح جانتے بھی تھے جب محمد ابراہیم شہید اس کے دونوں ساتھیوں کو معلوم ہوا کہ ہمیں بے گناہ اس پرچہ میں نامزد کیا ہے تو انہوں نے فوری گرفتاری سے بچنے کے لئے چند دن روپوشی اختیار کی۔ تاکہ حالات نارمل ہوجائیں اور ہم اپنی بے گناہ کا ثبوت پیش کردیں ادھر رافضیت کی بدمعاشی اپنے عروج پر تھی اور انتظامیہ بھی انکا ساتھ دے رہی تھی۔ رافضیوں نے محمد ابراہیم کے گھر کو آگ لگانے کی کوشش کی کہ تمام گھر والے جل جائیں مگر اللہ نے مدد کی گھر والے بڑی مشکل سے نکلنے میں کامیاب ہو کر ڈیرہ اسماعیل خان آگئے۔ سپاہ صحابہ کے کئی کارکنوں کو ناجائز گرفتار کیا گیا۔ جن میں محمد ابراہیم کا ماموں سعید احمد رشتے دار محمد افضل بھائی محمد سعید عزیزوں کو تھانے میں بند کیا گیا اور اذیت دی گئی ان تینوں نے اس وجہ سے اپنے رشتے داروں کی خاطر خود پیش ہو کر گرفتاری دی تاکہ اپنی بے گناہی کا ثبوت دیں۔ پولیس نے باوجود بے گناہ ہونے کے مدعی پارٹی کے زبردست دباؤ اعلیٰ حکام کی خوشنودی کے لئے ان کو ڈسچارج نہ کیا۔ کوٹ ادو میں ایک سال تک کیس چلتا رہا۔ ایک سال کے بعد عدالت نے ملک عبداللہ کو سزائے موت محمد ابراہیم کو عمر قید ڈھائی لاکھ روپیہ جرمانہ اور اقرار کو دس سال قید کی سزا سنائی۔ آخر اس سزا کے نتیجہ میں مظفرگڑھ جیل میں بطور قیدی ان کا زندگی کا سفر شروع ہوا۔ دفاع صحابہ کی خاطر جیل میں بھی عظمت صحابہ کا مشن شروع کردیا۔ سیشن جج کی عدالت سے سزا سننے کے بعد عاشقان صحابہ نے رونے دھونے واویلہ کرنے کی بجائے تقدیر کا لکھا ہوا فیصلہ جانا اور یہ یقین کرلیا کہ جو ہمارا رزق لکھا ہے وہ ہم جیل میں کھائیں گے

جب اللہ تعالیٰ کا حکم ہو گا تو پھر ہمیں دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی ادھر سپاہ صحابہ کے قائدین نے ہائی کورٹ میں اپیل دائر کردی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک سال کے بعد اپیل ریکارڈ روم سے باہر آگئی چونکہ ان کا اوڑھنا بچھونا ہی مشن جھنگوی تھا تمام گھر والے پریشان تھے۔ رشتہ دار بھی ادھر اپنوں کے طعنے بھی نشتر سے کم نہ تھے کہتے تھے کہ "ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ سپاہ صحابہ والے بچوں کو مرواتے ہیں بیوی بچوں کو فاقے سے مرواتے ہیں" ادھر سپاہ صحابہ کے قائدین مظفرگڑھ کے رانا محمد اقبال ملتان کے مولانا سلطان ہجرا۔ مولانا محمد معبود نے بہت پریشانی اٹھائی۔ دو سال بعد ہائی کورٹ نے محمد ابراہیم شہید اور اقرار کو باعزت بری کیا ملک عبداللہ کو ۲۵ سال قید کا حکم سنایا جو آج بھی اسیری کی زندگی گزار رہا ہے اور مشن جھنگوی سے منسلک اور اپنے مقام جیل میں بدستور کام کررہا ہے محمد ابراہیم شہید رہائی کے بعد بھی اپنے پروگرام سے منحرف نہیں ہوا بلکہ پہلے سے زیادہ جماعتی کاموں میں سرگرم عمل دکھائی دیتا اور دعا کرتا کہ اے اللہ مجھے صحابہ کی عظمت کے لئے قبول فرماکر شہادت نصیب فرما۔ ادھر گھر والے بڑے پریشان تھے کیونکہ گرفتاری کے بعد کاروبار ختم ہوچکا تھا۔ شہید کئی کئی دن گھر کا رخ نہ کرتا۔ بیوی بچوں کو بھول چکا تھا۔ اپنا تن من قربان کرنے کے لئے ہروقت تیار تھا ہر نماز کے بعد دعا مانگتا "اے اللہ مجھے شہادت کی موت عطا فرما اور شہادت بھی اصحاب رسول کا تحفظ کرتے ہوئے" کچھ عرصہ پہلے عبدالستار مجاہد سے کہا بھائی دیکھ لینا کہ میں عنقریب شہید ہوجاؤں گا گویا شہید اپنی آخرت کی منزل اور جنت کے مناظر اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا تھا۔ اپنی بیوی سے کہتا کہ تو جلد شہید کی بیوی کہلائے گی بیوی اسے مذاق سمجھتے ہوئے کہتی کہ میرے مقدر میں کہاں ہے مگر یہ فیصلے انسانوں کے ہاتھوں میں کہاں؟ یہ تو مالک الملک کی تقسیم ہے جسے چاہے جب چاہے نواز دے۔

تکمیل آرزو

۱۹۹۵ء رمضان المبارک کا مہینہ شہید کی برسوں کی آرزو کی تکمیل کا مہینہ تھا بیٹے اور بیوی سے کی ہوئی باتیں اور وعدوں کے ایفا کا دن تھا چچا زاد بھائی عبدالستار مجاہد کو گواہ بنا کر مانگی ہوئی شہادت کی آخری گھڑی آن پہنچی۔ رمضان المبارک کا پانچواں روزہ تھا افطاری سے چند گھڑی پہلے شہید اپنی دکان پر افطاری کرنے کی تیاری کررہا تھا کہ اچانک موٹر سائیکل پر آخرت فراموش رافضیت کا بجنت فرزند علی اپنے بھانجے کے ساتھ چہرے پر ہیلمٹ پہنے آپہنچا۔ اور آتے ہی ایک کلو حلوہ کا آرڈر دیا اور خود موٹر سائیکل سٹارٹ پر بیٹھا رہا شہید جب شوکیس کی طرف جھک کر ڈبے میں حلوہ ڈالنے لگا تو اس بدبخت ماسٹر فرزند علی نے نیچے سے فائرنگ کردی۔ گولیاں سینے کو چیرتے ہوئے باہر نکل گئیں یوں ۵ رمضان المبارک کو افطاری کے عین وقت شہید کی روح پرواز کرگئی یقیناً افطاری جنت میں حور و غلمان کے جھرمٹ میں کی۔ بازار تو پہلے ہی سنسان تھا بھائی عبداللہ نے باہر نکل کر قاتل کو پکڑنا چاہا مگر وہ تو بھاگ گئے پھر ہمت کرکے ہسپتال پہنچانا چاہا مگر شہید تو سانسوں کی ڈوری توڑ کر ہمیشہ شہادت کی منزل پر پہنچ چکا تھا۔ محمد ابراہیم کا ایک بیٹا محمد خالد ابراہیم شہید کی نشانی موجود ہے۔

شہادت کی خبر اور جنازہ

بھائی محمد ابراہیم کی شہادت کی خبر جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی تھی۔ سینکڑوں لوگ موقع پر پہنچ گئے۔ دوکانیں بند ہوگئیں۔ اگلے دن پوسٹ مارٹم کے بعد جب میت گھر آئی تو بہت بڑا احتجاج ہوا کوٹ ادو کے کالج کے طلباء اور سپاہ صحابہ کے کارکنان نے تمام روڈ بلاک کردیئے ریلوے چوک میں زبردست مظاہرہ ہوا۔ تین دن تک یہ سلسلہ برابر چلتا رہا۔ ضلعی انتظامیہ نے روایتی پریس کانفرنس کی کہ قاتلوں کو چند دنوں میں گرفتار کرلیں گے لیکن جس ملک میں شہید ملت لیاقت علی خان صدر مملکت جنرل ضیاء الحق کے قاتل گرفتار نہ ہوئے مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے قاتلوں کو سزا نہ ملی وہاں قاتلوں کی گرفتاری کی توقع رکھنا عبث تھا۔ شہید کے بھائی محمد اسماعیل کو ضیاء الحق کے دور میں سنی شیعہ فساد کے موقع پر ران میں گولی رافضیوں نے ماری تھی جامع مسجد نور کی حفاظت کرتے ہوئے آج تک گولی ران میں موجود ہے مگر رافضی ڈاکٹر علی سے گولی نکلوانا برداشت نہ کیا۔ غرض ان قربانیوں کو دیکھتے ہوئے مولانا فضل الرحمان نے ان کی اشک شوئی کی اور اپنے بیان میں کہا کہ ابراہیم کے قاتل گرفتار نہ ہوئے تو میں ڈی سی آفس کا گھیراؤ کروں گا۔ یہ آسان کام نہیں ہے۔ یہ غیرت مندوں کا کام ہے جسے صحابہ سے پیار ہے وہ اپنی جان قربان کرتا ہے یہ کام تو صرف اور صرف سپاہ صحابہ کے قائدین اور کارکنوں کا ہے جو اپنی جوانیاں لٹاتے ہوئے شہادت کا جام پی کر صحابہ کی عظمت کا ترانہ گا کر جنت الفردوس میں جارہے ہیں۔ قائد ملت اسلامیہ حضرت مولانا ضیاء الرحمان فاروقی ابراہیم کی شہادت کی خبر سن کر بے چین ہوئے آخر میلوں کا سفر کرکے دائرہ دین پناہ پہنچے کارکنان اور شہید کے والدین کو تسلی دی اور دعا کی۔ نماز جنازہ فاروقی شہید نے پڑھائی غسل کے بعد شہید کے چہرے پر عجیب نکھار تھا جو دیکھنے والوں کو اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ مقامی قبرستان دائرہ دین پناہ میں آہوں سسکیوں اور اشک بار آنکھوں سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاک کے حوالے کیا گیا۔

مولانا ضیاء الرحمان فاروقی شہید کا اس صدمہ سے عجیب [illegible] رے روز یہ جذبات لئے ہوئے [illegible] اور آخری لمحات پر اپنے اس قول پر [illegible]

دشمن سے کروں پیار مجھ سے تو نہ ہوگا
جھولی میں بھروں خار مجھ سے تو نہ ہوگا
بیچوں سربازار یوں خون شہیداں
ایسا کوئی بیوپار مجھ سے تو نہ ہوگا

فاروقی شہید نے صحابہؓ کی عظمت کی خاطر اپنا خون دیکر ثابت کردیا کہ ہر کارکن سپاہ صحابہ ہر حال میں اپنا جان مال صحابہ کی عفت کے لئے تیار کرچکا ہے۔

چچازاد بھائی عبدالستار مجاہد کے تاثرات

محمد ابراہیم تبسم میرا بھائی ہی نہیں بلکہ دوست بھی تھا اس نے ہمارے خاندان کا نام روشن

باقی صفحہ 50 نمبر 32

کاروان پیغام شریعت ضلع اٹک

رپورٹ۔ مولانا امیر افضل صدیقی سیکرٹری اطلاعات سپاہ صحابہ ضلع اٹک

گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی سپاہ صحابہ کے زیر اہتمام مرکزی و صوبائی قائدین نے کارواں کا آغاز ضلع اٹک سے کیا۔ اٹک شہر سے حضرت مولانا قاضی محمد ارشد کی مدینہ مسجد نزد ماڑی موڑ مدینہ مسجد کی تعمیر نو جاری ہے مسجد کافی وسیع اور فن تعمیر کا ایک شاہکار ہے مسجد کے وسیع ہال کو سپاہ صحابہ کے کارکنوں نے اپنے وجود سے بھر دیا۔ پورے شہر کو سپاہ صحابہ کے بینروں اور پرچموں سے سجایا گیا خاص کر جماعت کے خوبصورت پرچم پر آدمی کی طرح کا مرکز بنے رہے۔

کارواں کا پہلا اجلاس باقاعدہ قرآن پاک کی تلاوت سے ہوا اور یہ سعادت قاری نظام الدین نے حاصل کی اس کے بعد ہدیہ نعت فیصل شہزاد نے پیش کیا۔

اجلاس کی صدارت سپاہ صحابہ ضلع اٹک کے صدر حضرت مولانا حسین احمد نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض حضرت مولانا عبدالخالق سرپرست سپاہ صحابہ تحصیل حضرو نے انجام دیئے۔

حضرت مولانا حسین احمد نے اپنے صدارتی خطبہ میں حمد و ثناء کے بعد سب سے پہلے کاروان کو اٹک آمد پر خوش آمدید کہا اور تمام کارکنوں کی حاضری پر انکا تہہ دل سے شکریہ ادا کیا اس کے بعد کہا کہ سپاہ صحابہ کا یہ کارواں نظام خلافت راشدہ کے عملی نفاذ کے لئے ملک پاکستان میں سنگ میل ثابت ہوگا اور کارکنوں میں شوق اور جذبہ کی نئی لہر پیدا ہوگی۔

میں اپنی طرف سے اور ضلع اٹک کی طرف سے قائدین سپاہ صحابہ کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ جب بھی قائدین نے ہمیں آواز دی تو ہم قائدین کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنا مال جان وقت اسلام و پاکستان اور مشن جھنگوی کے لئے حاضر کر دیں گے

خطاب قاضی محمد ارشد

مدینہ مسجد کے خطیب اور مشہور قاری حضرت مولانا قاضی محمد ارشد نے اپنے مختصر مگر جامع خطاب میں کہا کہ آج مجھے بہت خوشی ہوئی کہ قائدین سپاہ صحابہ کاروان پیغام شریعت لے کر مدینہ مسجد میں ہمارے پاس تشریف لائے جب سپاہ صحابہ کا ابتدائی دور تھا تو والد محترم شیخ التفسیر قاضی محمد زاہد الحسینی نے سپاہ صحابہ کے مشن کے متعلق بات کی تو جواباً فرمایا کہ کام تم بھی کر رہے ہو اور کام ہم بھی کر رہے ہیں دونوں کا کام بھی ایک ہے لیکن فرق اتنا ہے کہ تم وردی میں کام کر رہے ہو اور ہم بغیر وردی کے کام کر رہے ہیں۔ قاضی ارشد نے آخر میں اپنی وسعت ظرف کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا کہ جب بھی آپ کو اس طرح کے پروگراموں کے لئے ہماری ضرورت پڑے تو ہم اور ہمارا مرکز آپ کے لئے بروقت حاضر ہے۔

خطاب حافظ محمد صدیق

سرپرست سپاہ صحابہ ضلع اٹک حافظ محمد صدیق نے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس ذات نے ہمیں صحابہ کرام کی عزت و ناموس کے تحفظ کے لئے کام کرنے کی توفیق دی ہے سپاہ صحابہ نے ایک طرف عظمت صحابہ کا ڈنکا چار دانگ عالم بجایا ہے اور دوسری طرف گستاخ صحابہ یعنی رافضی کے چہرے سے نفاق کی چادر کو اتار کر تار تار کیا ہے اب رافضی تقیہ اور نفاق کی چادر کو نہ اوڑھ سکیں گے۔ پہلے رافضی صحابہ کرام پر تبرا کرتا تھا لیکن مشن جھنگوی کے مخصوص انداز کی وجہ سے اب اپنے دفاع کی فکر میں ہے اب کہتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں ہم کو کافر نہ کہا جائے۔ رافضی اگر اپنے آپ کو مسلمانوں کی صفوں میں شامل کرنا چاہتا ہے تو پھر تقیہ چھوڑ کر کلمہ اسلام پڑھ کر قرآن اور صحابہ کرامؓ کو تہہ دل سے قبول کرلے ورنہ دنیا کی کوئی طاقت رافضی کو دائرہ اسلام میں داخل نہیں کر سکتی۔

خطاب مولانا عبدالغنی

سپاہ صحابہ کے مرکزی فنانس سیکرٹری حضرت مولانا عبدالغنی نے کہا کہ سنی عوام کے تعاون سے سپاہ صحابہ کا مشن پوری دنیا میں پہنچ چکا ہے لیکن اس مشن کے فروغ پر علماء طلباء وکلاء تاجر بچے مزدور عورتوں کا بہت کچھ لگا ہے درجنوں علماء شہید ہوئے سینکڑوں عورتیں بیوہ ہوئیں سینکڑوں جوان شہید ہوئے ہزاروں نوجوان اور بوڑھوں نے جیل کی ہوا کھائی۔ مقدمات بنے مال قربان ہوا۔ اس سب کچھ کے باوجود اگر صحابہ کرامؓ کی عزت کا تحفظ ہو جاتا ہے تو پھر بھی سودا سستا ہے لہٰذا آئندہ بھی میں آپ سے امید رکھتا ہوں کہ پہلے سے بڑھ کر آپ تعاون کریں گے۔ آج جماعت کے ذمہ بیوگان کے وظائف سینکڑوں یتیم بچوں کی کفالت مقدمات کی پیروی زخمیوں کا علاج اور قیدیوں کی رہائی جیسے مسائل ہیں۔ لہٰذا آپ سے درمندانہ اپیل ہے کہ زکوٰۃ صدقات، عشر، فطرانہ اور عیدالاضحیٰ کے موقع پر چرم قربانی سے جماعت سے تعاون کر کے جماعت کے کاز کو مضبوط کریں۔ اللہ سب کا حامی و ناصر ہو۔

خطاب خادم حسین ڈھلوں

میرے نہایت ہی واجب الاحترام حضرات کرام سپاہ صحابہ کے کارکنوں ۔کلا، طلباء تاجر، مزدور اور صحافی حضرات پہلی دفعہ اس طرح کا واسطہ آپ حضرات سے پڑا ہے جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق باہر ملک کے دورے پر ہیں اور علامہ علی شیر حیدری کراچی کے حالات کی وجہ سے وہاں گئے ہیں انشاء اللہ رات کو کسی وقت وہ راولپنڈی میں پہنچ کر خطاب فرمائیں گے۔ سپاہ صحابہ کا یہ کارواں ضلع اٹک سے اپنے پیغام کا آغاز کر رہا ہے اور آپ کو نظام دے رہا ہے صحابہ کرام نے ۱۳ سال مکہ میں قربانیاں دیں ۱۳ سال کے بعد مدینہ آکر نظام دیا۔ آج ان ہی پاک شخصیات کے نام پر قائم ملک کی مشہور مذہبی جماعت سپاہ صحابہ نے انہیں کے نقشے قدم پر چلتے ہوئے ۱۳ سال قربانیاں دیں اور آج ۱۱ سالہ قربانیوں کے بعد وہی نظام آپ کو دے رہی ہے جو صحابہ کرامؓ نے دیا تھا۔

ویسے بھی یہ ملک جس مقصد کے لئے بنایا گیا تھا وہ مقصد قران و سنت کا عملی نفاذ تھا لیکن بدقسمتی سے آج ۵۴ سال گزرنے کے بعد بھی اس ملک میں وہ مبارک نظام نافذ نہ ہو سکا۔

قیام پاکستان کے وقت بے شمار قربانیاں

دی گئی آج بھی اگر ان کا تصور کیا جائے تو کلیجہ منہ کو آتا ہے بوڑھوں کا بڑھاپا ننگا جوانوں کی جوانیاں ننگیں بچوں کا بچپنہ ننگا یہاں تک کہ ہماری وہ مائیں اور بہنیں جن کو کبھی غیر محرم آنکھ نے دیکھا تک نہ تھا کسی کان نے آواز تک ان کی سنی نہ تھی ان کی عزتیں پامال ہوئیں۔ حاملہ عورتوں کے پیٹ میں برچھے مارے گئے قبل از وقت حاملہ عورتوں کا پیٹ چیر کرکے زندہ بچے کو ماں کے سامنے نیزے کی انی پر چڑھا کر فضا میں لہرایا گیا اور بچے کی ماں اور بچے نے تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔

علماء کرام کو سولی پر چڑھایا گیا ہاتھ پاؤں کے ناخن جموروں سے کھینچے گئے سور اور خنزیر کی کھالوں میں زندہ علماء کو بند کرکے دریاؤں میں بہادیا گیا۔ دہلی سے خیبر تک شاید ہی کوئی ایسا درخت ہو جس پر کسی عالم دین کو الٹا لٹکا کر گولیوں نیزوں اور تیر و تلوار کا نشانہ نہ بنایا گیا ہو دینی کتب کو جلایا گیا اور دریا میں ڈالا گیا جن کی سیاہی سے دریاؤں کا پانی کا رنگ بدل گیا اور مسلمان مرد و عورتیں ہندوستان میں رہ گئیں ان کے ساتھ جو سلوک کیا گیا ... اب تک کیا جارہا ہے آج بھی سکھوں کے بستر پر مسلمان عورتیں موجود ہیں جو ہم سے سوال کرتے ہیں تم تو آزاد ہوگئے لیکن ہمارا کیا جرم تھا کہ ہم کو پھنسا گئے ہمارا صرف یہ جرم تھا کہ ہم قیام پاکستان کے لئے اسلامی فلاحی ریاست کے لئے تمہارا ساتھ دیا تھا لیکن تم بے وفاء نکلے دھوکہ باز نکلے آج بھی پاکستان میں اسلام کا عملی نفاذ نہیں کیا اگر تم آزاد ملک میں رہ کر اسلام کا نفاذ کرتے تو ہم قید میں رہتے ہوئے بھی اپنے تکالیف کو بھول جاتے اور خوش ہوتے کہ ہماری قربانی کا مقصد پورا ہوگیا۔

میرے دوستو! سپاہ صحابہ نے قیام پاکستان کے مقصد اور شہداء کے خون کی لاج رکھتے ہوئے نفاذ شریعت کے عملی نفاذ کے لئے ۵ نکاتی پروگرام لیکر یہ کاروان کی صورت میں پیغام شریعت کے عوام سے آپ کے پاس آئے ہیں امید ہے کہ یقیناً آپ ہماری اس عملی جدوجہد میں شریک ہوں گے۔ ۵ نکاتی پروگرام یہ ہے کہ جس پر کسی مسلک والوں کا اختلاف نہیں لہٰذا تمام جماعتوں اور تمام مسالک کے علماء عوام اور قائدین سے ہماری درمندانہ اپیل ہے کہ آپ ہمارا ساتھ دیں۔

(۱) قریبی مسجد کی اذان کی آواز پر کاروبار بند کرکے بارگاہ ایزدی میں حاضر ہوجائیں۔

(۲) چھٹی اتوار کی بجائے صرف جمعہ کے دن کیجئے۔

(۳) اپنے تنازعات مقدمات اور جھگڑوں کا حل مسجد میں علماء کرام سے لیجئے۔

(۴) بے حیائی اور فحاشی پر مبنی لٹریچر اور آلات گھروں سے نکال دیجئے۔

(۵) ملاوٹ حرام اور ناجائز کاروبار سے اجتناب کیجئے۔

سپاہ صحابہ کے اس پروگرام اور پیغام پر عمل کرتے ہوئے اس کو عام کیجئے یہی آپ کی دین و دنیا کی فلاح اور کامیابی کا ضامن ہے۔

کاروان پیغام شریعت سرگودھا

قارئین پیغام شریعت کے قائدین جب سرگودھا کی حدود میں داخل ہوئے تو جھنگ موڑ پر سینکڑوں کارکنوں نے قائدین کا استقبال کیا اور انہیں جلوس کی شکل میں پروگرام کے مطابق قائدین کو پریس کلب میں لایا گیا۔ پریس کلب میں قائد سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ کاروان پیغام شریعت کے سلسلہ میں ۱۸ اضلاع کا دورہ مکمل ہوچکا ہے سرگودھا انیسواں ضلع ہے ۲۰ فروری کو رحیم یارخان کا دورہ کرنے ہی پنجاب کا مرحلہ مکمل ہوجائے گا پروگرام کے تحت سپاہ صحابہ نے پنجاب کے ۲۰ شہروں کو اسلامک ماڈل سٹی بنانے کے تمام انتظامات مکمل کرلئے ہیں ان شہروں میں باہمی جھگڑوں کو مٹانے کے لئے اسلامی ریاستیں بنائی جائیں گی جس کا سربراہ شہر کا مفتی ہوگا۔ مولانا اعظم طارق نے مزید کہا کہ پرویز مشرف نے اسامہ بن لادن کے خلاف پاکستان میں کیس ٹرائل کا اعلان کرکے امت مسلمہ کے دل جیت لئے ہیں تاہم اب ان پر بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ انکو تحفظ فراہم کرنے کی بھی مکمل یقین دہانی کرائیں۔ ماضی میں پاکستان نے ہمیشہ اصولوں سے اختلاف کئے اور بیرونی دباؤ کے پیش نظر سزا یافتہ اور گستاخان رسول کو انصاف کے تقاضے پورے کئے بغیر امریکہ کے حوالے کرنے کی مثالیں موجود ہیں لیکن اگر اب ایسا ہوا تو پاکستان کی تاریخ میں یہ ایک شرمناک باب بن جائے گا اور آنے والی نسلیں ہمیں کبھی معاف نہ کرے گی انہوں نے کہا کہ طالبان کی یہ پیشکش قابل فخر ہے لیکن ہم پرویز مشرف کی طرف سے اسامہ بن لادن کے خلاف کیس ٹرائل کرنے کے فیصلہ کو خوش آئند کہتے ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ اسامہ بن لادن کے ساتھ انصاف کے تمام تقاضے پورے کئے جائیں انہوں نے پاکستان کے وزیر داخلہ کے دورہ افغانستان کا بھی خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ انکے دورے سے دونوں ممالک پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مولانا محمد اعظم طارق نے بتایا کہ شیخ حق نواز کی پھانسی پر عملدرآمد کے لئے ایران کے دباؤ کی بھرپور مذمت کرتے ہیں صرف ایک ہمسایہ ملک ایران کو خوش کرنے کے لئے کسی بھی شخص کو پھانسی کی سزا نہیں دی جاسکتی۔ توقع ہے کہ شیخ حق نواز کی پھانسی کی سزا پر عمل درآمد نہیں ہوگا پریس کانفرنس میں تمام اہم اخبارات کے نمائندے موجود تھے۔ پریس کلب کی تاریخ میں یہ انتہائی بھرپور کانفرنس تھی۔ جس کا اظہار پریس کلب کی انتظامیہ نے کیا۔ مولانا اعظم طارق کے ہمراہ مولانا شیر محمد، مولانا اکرم عابد، حافظ عبدالرحمان بھی موجود تھے۔

پریس کانفرنس کے بعد مولانا اعظم طارق کو جلوس کی شکل میں علماء کنونشن میں شرکت کے لئے کوٹ فرید لایا گیا۔ جہاں ضلع بھر کے علماء اکرام سے مولانا اعظم طارق نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ علماء کرام سپاہ صحابہ کے کارکنوں کی سرپرستی کریں اور انبیاء کے وارث ہونے کا حق ادا کریں۔

بعد نماز ظہر جامع مسجد گول چوک میں کارکنان و عہدیداران کا تربیتی کنونشن کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا سٹیج سیکرٹری کے فرائض حافظ عبدالرحمان نے سرانجام دیئے۔ سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی خازن مولانا عبدالغنی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سپاہ صحابہ پاکستان اس وقت پاکستان کی سب سے بڑی قوت اور طاقت ہے۔ سپاہ صحابہ کی بنیاد تحفظ ناموس صحابہ و عظمت صحابہ کے پرچار اور اماں عائشہؓ کے دوپٹہ کی عصمت کے تحفظ

کے لئے ۱۹۸۵ء میں رکھی گئی یہ وہ دور تھا جب امی عائشہؓ کے نام کی توہین مختلف طریقوں سے کی جاتی تھی صحابہ کرامؓ پر کھلے عام تبراء کیا جاتا تھا۔ ۱۹۷۹ء میں ایران میں خمینی انقلاب کے بعد جب پاکستان میں بھی خمینی کے افکار کو نافذ کرنے کے لئے ایک گروہ سرگرم ہوگیا اور پاکستان میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کی بنیاد رکھی گئی اور ملک کے دو فیصد طبقہ نے نفاذ فقہ جعفریہ کا مطالبہ کیا اور حکومت وقت کو دھمکیوں سی اپنے ناجائز مطالبے منوانا شروع کر دیئے تو جھنگ سے ایک مرد قلندر مولانا حق نواز جھنگوی نے سپاہ صحابہ پاکستان کی بنیاد رکھی اس مرد قلندر کی آواز نے کفر کے ایوانوں میں لرزہ طاری کر دیا اور پاکستان کی طرف خمینی کے بڑھتے ہوئے اثر کو روکا اور صحابہ کی عظمت کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کر دیا۔

قائد طلباء حافظ اقرار احمد عباسی نے اس موقع پر اپنی تقریر میں کہا کہ سپاہ صحابہ کا مقصد ملک میں فرقہ واریت اور دہشت گردی ختم کرنا ہے ہمارا مقصد غلبہ اسلام ہے ہم امن کے داعی ہیں ہم نے اپنی جماعت کے سینکڑوں کارکنوں کی شہادت کے بعد بھی کبھی قتل و غارت کا درس نہیں دیا۔ مولانا حق نواز شہید نے تمام مصائب برداشت کئے اور ہمیں بھی صبر کا درس دیا۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی جنرل سیکرٹری ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے کہا کہ سرگودھا شاہینوں کا شہر ہے اور آج کا یہ اجتماع اس بات کا مکمل ثبوت ہے کہ واقعی سرگودھا کے شاہین مذہبی جیالے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ پاکستان کو قائم ہوئے ۵۳ برس ہوگئے ہیں جس مقصد کے لئے پاکستان بناتے وقت ہماری ماؤں بہنوں اور بزرگوں نے لاکھوں قربانیاں دی کہ ملک پاکستان میں کلمہ کا احیاء ہوگا۔ لیکن آج تک اس ملک میں اس مقصد کا نفاذ نہ ہوسکا ہے۔ جب پاکستان بن گیا تو سب سے پہلا وزیر ایک قادیانی بنایا گیا۔ ملک میں قانون اور انصاف نام کی کوئی چیز نہ ہے۔ امیر کو ملک سے فرار کے نام پر زندگی بخش دی جاتی ہے جبکہ غریب کو پھانسی کے پھندے پر چڑھا دیا جاتا ہے ملک سے گورا انگریز چلا گیا جبکہ اپنا کالا قانون چھوڑ گیا ہے وہ آج بھی علماء کرام اور غریب طبقے پر بھاری ہے سپاہ صحابہ کا پیغام شریعت کاروان کالے قانون کے خلاف ایک عملی قدم ہے۔

سپاہ صحابہ پاکستان کے مرکزی صدر مولانا محمد اعظم طارق نے اپنے خطاب میں کہا کہ یہ تربیتی کونشن ہے اور تربیتی کونشن مین اپنا احتساب کرنا ہوتا ہے۔ آج میں آپ کا احتساب کروں گا۔ سب سے پہلے کام یہ کریں کہ تمام کارکنان و عہدیداران سنت کے مطابق داڑھی اپنے چہروں پر سجائیں۔ مولانا محمد اعظم طارق نے اطاعت امیر پر زور دیا۔ کارکنان کو تنظیم سازی کی اہمت سے آگاہ کیا۔ اپنے اخلاق و اطوار و لباس کو بہتر کرنے پر زور دیا اور تمام نامکمل باڈیوں کو مکمل کرنے کی ہدایت کی۔

بعد از نماز عصر مولانا محمد اعظم طارق نے تاجران و معززین سرگودھا کے جلسہ عام سے خطاب کیا اور اپنے کاروان پیغام شریعت کے آگاہ کیا آپ نے فرمایا سپاہ صحابہ نے ہر شہر میں اسلامی بازار کے نام سے ایک مارکیٹ قائم کرنے کا عہد کیا ہے جس بازار میں ہر قسم کا لین دین ۵ نکاتی ایجنڈے کے مطابق اسلامی اصول طرز پر مبنی ہے۔ ان نکات میں مندرجہ ذیل اور شامل ہوں گے۔

اسلامی بازار میں جمعہ کے دن چھٹی ہوگی۔ اذان ہوتے ہی کاروبار بند ہوگا دوکان کھلی رہے گی اور نماز باجماعت ادا کی جائے گی۔ فحاشی و عریانی پر مبنی ہر قسم کے میٹ ورک پر پابندی ہوگی‘ تاکہ ماؤں بہنوں کو اس بازار میں آتے ہوئے ہچکچاہٹ نہ ہو۔ اسلامی بازار میں فروخت ہونے والی چیز دو نمبر نہ ہوگی اور ملاوٹ سے پاک ہوگی۔ اسلامی بازار کے تمام مسائل کے فیصلہ جات عدالت و پولیس کی بجائے شریعت کے مطابق ہوں گے۔

مولانا محمد اعظم طارق کی تقریر کے دوران تاجروں نے اٹھ کر مولانا کے پروگرام برائے اسلامی بازار کی تائید کی اور اسلامی بازار بنانے کا اعلان کیا۔

اس موقع پر ۱۰ رکنی کمیٹی قائم کی جس کے سربراہ مولانا شیر محمد اور مولانا اکرم عابد کو بنایا گیا۔ مولانا محمد اعظم طارق نے تمام کارکنوں کو ہدایت کی کہ وہ اسلامی بازار سے خریداری کریں۔

آخر میں مولانا محمد اعظم طارق نے دعا کرائی اور خوشاب کی طرف روانہ ہوگئے۔

کاروان پیام شریعت ضلع گجرات

رپورٹ۔ قمر شہزاد فاروقی *انجمن کسانہ گجرات

کاروان پیام شریعت ضلع کے حوالہ سے قائد سپاہ صحابہ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری نے کاروان پیام شریعت کی قیادت کرتے ہوئے جب ضلع جہلم سے تحصیل کھاریاں پہنچے تو قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری کی آمد کی خبر سنی تو وہ دیوانوں کی طرح اپنے دوستوں اور ساتھیوں کو قائد کی آمد کی خوشخبری ناتے رہے پھر ہم سب ساتھیوں نے قائد گجرات حضرت مولانا قاری احسان الحق نثار جناب محترم محمد آصف معاویہ ضلعی جنرل سیکرٹری علامہ محمد شہباز معاویہ ضلعی ڈپٹی سیکرٹری جنرل قاری محمد نواز ن قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری محترم ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں قائد طلبہ حافظ اقرار احمد عباسی حضرت مولانا علامہ عبدالغنی کا استقبال موٹر سائیکلوں کاروں اور ویگنوں کے ساتھ تحصیل کھاریاں شہر پر کیا گیا اور قائدین کو جلسوں کی شکل میں گلیانہ روڈ کھاریاں شہر لایا گیا کچھ دیر بعد قائدین نے آرام کیا پھر کاروان پیام شریعت کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا قرآن مجید کی تلاوت بھائی علی شان معاویہ نے کی سٹیج سیکرٹری جناب محترم محترم آصف معاویہ تھے۔ قائدین کے خطاب سے پہلے قمر شہزاد فاروقی نے نظم پیش کی پھر سٹیج سیکرٹری نے قائد سپاہ صحابہ حضرت مولانا علامہ علی شیر حیدری کو خطاب کی دعوت دی آپ نے اپنے خطاب میں فرمایا اسلامی انقلاب ہمارے ملک کا ہی نہیں بلکہ پوری دنیا کا مقدر بن کر رہے گا۔ پاکستان اس لئے لاکھوں قربانیاں دے کر نہیں بنایا گیا کہ یہاں پر ظلم و ستم قتل و غارت چوری اور ڈکیتوں کا راج ہو ہمارے شہداء سپاہ صحابہ کا خون رائیگاں نہیں جائے گا۔ پاکستان کو امن اور سلامتی کا مرکز بنا کر رہیں گے شریعت کے نفاذ کے لئے سپاہ صحابہ نے پہلا قدم بڑھا دیا ہے اور ہم نے اس سلسلہ مین پانچ نکاتی ایجنڈا بھی پیش کر دیا ہے جس کے لئے کسی سے اجازت لینے کی بھی ضرورت نہیں رہے گی وہ پانچ نکاتی ایجنڈا یہ ہے۔

(۱) نماز کے اوقات میں کاروبار بند کرنے کا عہد۔
(۲) ہفتہ وار چھٹی جمعہ کے دن کرنے کا عہد۔
(۳) ملاوٹ بے ایمانی سے پاک کاروبار کرنے کا عہد۔
(۴) بے حیائی اور فحاشی کے الات تلف کرنے کا عہد۔
(۵) مقدمات و تنازعات کا فیصلہ شریعت محمد ﷺ کے مطابق کروانے کا عہد۔

انہوں نے کہا کہ علامہ اقبال یوم مئی اور دیگر حوالوں سے حکومت نے چھٹیاں دے رکھی ہیں۔ نویں اور دسویں محرم کو حضرت امام حسینؓ کے حوالے سے بھی چھٹی ہے حضور اکرمؐ کے حوالے سے بھی چھٹی ہے لیکن حضور اکرم کے قریب ترین خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیقؓ حضرت عمر فاروقؓ حضرت عثمان غنیؓ حضرت علی المرتضیٰؓ حضرت امیر معاویہؓ حضرت عبدالرحمان بن عوفؓ ساتھیوں کے حوالے سے بھی چھٹیاں کرنا پڑیں گی۔ ورنہ باقی چھٹیاں بھی ختم کروائیں گے۔ اگر رافضی حضرات کو جلوسوں اور سیمیناروں کی اجازت دی جاتی ہے تو پھر ہم سنی بھی اجازت لے کر رہیں گے۔ اتوار کی چھٹی ختم کرکے دنوں کے سردار دن جمعہ المبارک کی چھٹی رائج کی جائے انہوں نے کہا کہ سپاہ صحابہ پاکستان ایک امن پسند جماعت ہے جو امن قائم کرنے کے لئے اپنا کردار ادا کرتی رہے گی۔ اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے سپاہ صحابہ کے مرکزی خازن مولانا عبدالغنی نے کہا کہ نواز شریف اور بے نظیر بھٹو نے ایک دوسرے کو سیکورٹی رسک قرار دیا ملک سے باری باری اربوں روپے لوٹ کر بیرون ممالک میں جمع کرائے اجتماع سے جناب محترم ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے بھی خطاب کیا پھر قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری صاحب ضلع گجرات شہر کی طرف چلے تو جی ٹی روڈ ؟ پنجن کسانہ پر یونٹ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید کے صدر جناب شیخ سرفراز اقبال جناب نائب صدر محمد احسن' جناب محمد شہباز میر' سرپرست یونٹ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی شہید جنرل سیکرٹری محمد فاروق زرگر قیصر محمود' سفیر معاویہ' احتشام الحق' ندیم شہزاد' محمد طارق' سینکڑوں گاڑیوں اور ہزاروں افراد نے فلک شگاف نعروں کے ساتھ تاریخی اور شاندار استقبال کیا تمام قائدین نے مغرب کی نماز جامع مسجد حنفیہ میں ادا کی پھر ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں نے آدھ گھنٹہ خطاب کیا ان کے بعد کارواں ضلع گجرات پہنچا ضلع بھر کی انتظامیہ نے سخت ترین انتظامات کئے ہوئے تھے تو جناب محمد آصف معاویہ نے خطاب کی دعوت دی آپ نے کہا سپاہ صحابہ غلبہ اسلام کی جدوجہد اصحاب رسول کی عزت و ناموس کے تحفظ اور دشمنان اصحاب رسول کا دفاع کرتی رہے گی۔ انہوں نے کہا سپاہ صحابہ اپنے چار مرکزی قائدین ۱۵۰ جید علماء کرام اور آٹھ سو کارکنوں کی شہادت ہزاروں اسیروں کی لازوال قربانیوں آگ و خون کے دریاؤں سنگلاخ وادیوں اور ظلم و جبر کے پہاڑوں کا پرخار سفر طے کرکے انشاء اللہ منزل ضرور پائے گی۔ انہوں نے کہا کہ الحمدللہ قتل و غارت کا طوفان مقدمات اور جیلیں کال کوٹھڑیوں کا رعب بموں کے دھماکے اور سزائے موت کے فیصلے سپاہ صحابہ کو اپنے پرامن منزل اور پروگرام سے نہیں ہٹا سکے آپ نے فرمایا کہ معیار صحابہ ہی ایمان ہے جن کو اللہ تعالیٰ خود جنتی فرمائے وہ کیونکر غلط ہو سکتے ہیں۔ اگر خدا نخواستہ صحابہ کرامؓ کو غلط سمجھا جائے تو مسلمان کا ایمان محفوظ نہیں رہ سکتا اس لئے ضروری ہے کہ جس طرح نماز روزہ وغیرہ ایمان کا حصہ ہے اسی طرح صحابہ کرام کی اطاعت بھی ایمان کا حصہ ہے آج جو صحابہ کرام کو برا کہتے ہیں ان کا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری نے سرائے عالمگیر کھاریاں شہر ڈنگہ شہر لالہ موسیٰ شہر میں خطاب کیا اور ضلع بھر کے یونٹوں کی رپورٹ طلب کی جن میں ڈوگہ تمال بھونہ ملکہ پنجن کسانہ نندوالہ اعوان شریف کوٹلہ گلیانہ اور دیگر یونٹوں نے اپنی اپنی رپورٹس پیش کیں آخر میں حضرت مولانا قاری احسان الحق شاد صدر سپاہ صحابہ ضلع گجرات نے قائدین اور ضلع گجرات بھر کے تمام کارکنوں اور ڈاکٹرز و تاجران و وکلاء زندگی کے ہر شعبے سے تعلق رکھنے والے لوگوں کا شکریہ ادا کیا جنہوں نے کاروان پیام شریعت میں شرکت کی۔

قادر پور راں میں کاروان پیغام شریعت

رپورٹ یاسر قاسمی قادر پور راں ملتان

بعد نماز مغرب کاروان پیغام شریعت کا قادر پور راں کی سرزمین پر زبردست استقبال کیا گیا کاروان کی قیادت سپاہ صحابہ کے مرکزی صدر مولانا اعظم طارق اور ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں کر رہے تھے۔ قائدین نے حاجی اقبال آہیر کی رہائش گاہ پر صحافیوں اور کارکنوں سے بات چیت کی مولانا اعظم طارق نے کہا کہ ہم نے پنجاب بھر میں اسلامی بازار بنانے کا عزم کر رکھا ہے اور اب تک ۶۲ شہروں میں کمیٹیاں بنادی گئی ہیں۔ مولانا اعظم طارق نے کہا کہ ہم مرسکتے ہیں لیکن مشن پر سودے بازی نہیں کرسکتے۔ تحریک جعفریہ سے صرف بے گناہوں کی رہائی اور پھانسیاں بند کروانے کے لئے معاہدہ ہوا مشن کے بارے میں کوئی معاہدہ نہیں ہوا اس موقع پر ان کے ہمراہ حاجی عبدالکریم آہیر' حافظ ادریس' حافظ محمد عامر اقبال' قاری حاجی احمد' قاری احسان اللہ قاری ابراہیم اور مولانا بشیر بھی موجود تھے۔

تربیتی کنونشن سپاہ صحابہ گمبٹ سندھ

رپورٹ۔ عبداللطیف شیخ طالب علم مدرسہ رحمانیہ گمبٹ

سپاہ صحابہ گمبٹ کی جانب سے مسجد سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ میں ایک نشست کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں مہمان خاص صدر سپاہ صحابہ خیرپور میرس سندھ حضرت مولانا عبدالکریم مری' حضرت محب اللہ چانڈیو اور حضرت مولانا مخدوم صدیق شیخ نے خطاب کیا۔ حضرت مولانا محمد صدیق نے کہا کہ سپاہ صحابہ عظمت صحابہ کے پرچم کو بلند کرنے کے لئے وجود میں آئی ہے صحابہ کرامؓ کی عظیم قربانیوں سے یہ دین اسلام ہم تک پہنچا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صحابہؓ ستاروں کے مانند ہے جس ایک کی بھی پیروی کروگے ہدایت پاؤگے۔ اس حدیث پاک سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ہر انسان کو ہدایت مل سکتی ہے۔ اسلئے ہمیں صحابہؓ کے نقش قدم پر چلنا ہوگا۔

حضرت مولانا محب اللہ چانڈیو نے کہا انشاء اللہ علماء حق کی جدوجہد سے اس ملک میں پاکستان میں بہت جلد خلافت راشدہ کا نظام قائم ہوجائے گا۔

خلافت راشدہ کا نظام حضرت عمرؓ کے دور سے اندازہ کیا جاسکتا ہے حضرت عمرؓ کا عدل و انصاف دنیا بھر میں مشہور ہے آپ انصاف کے معاملے میں امیر غریب اور اپنے پرائے میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتے تھے انصاف نہ کرنے والے حاکموں کو فوراً سزا دیتے تھے حج کے موقع پر سارے علاقوں کے گورنر مدینہ منورہ آتے ان کے خلاف کسی کو کوئی شکایت ہوتی تو سنتے اور فوراً اس کا ازالہ کرتے۔ راتوں کو اٹھ کر رعایا کی خبر گیری کرتے۔ آپ فرمایا کرتے تھے اگر دجلہ کے کنارے کوئی کتا بھی بھوکا رہ گیا تو عمر سے خدا جواب طلب کرے گا۔ میرے محترم دوستو خلافت راشدہ کا نظام یہ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے کہا انشاء اللہ سپاہ صحابہ مشن جھنگوی عام کرے گی اور گلی کوچوں میں رافضیت کے کفر کو مرتے دم تک ننگا کرے گی اور عظمت صحابہ کے لئے قائدین کی طرح ہر کارکن جان کا نذرانہ پیش کریگا لیکن صحابہ کی عزت پر ڈاکہ ڈالنے والوں کا منہ توڑ جواب دے گا کیونکہ عظمت صحاب کا پرچار کرنا ہمارا ایمان ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں ہر سنی مسلمان کو سپاہ صحابہ میں شمولیت کی دعوت دیتا ہوں سپاہ صحابہ میں شامل ہو کر عظمت صحابہ کا پرچم بلند کریں۔

سپاہ صحابہ ضلع خیرپور کا حسین آباد شہر میں تربیتی اجتماع

رپورٹ۔ ایس عبدالشکور شیخ خیرپور

سپاہ صحابہ سندھ کے صدر غازی سید محمد پریل شاہ بخاری نے سندھ بھر کا دورہ کیا دورے کا آغاز خیرپور ضلع سے کیا گیا جس کے مطابق قومی شاہراہ پر قائم یونٹ حسین آباد شہر میں ضلع بھر کے تمام یونٹوں کا ایک تربیتی اجتماع منعقد ہوا اس تربیتی اجتماع میں ٹھیڑھی، فیض داہ، گاڑھی موری، پالوء شہر، علی حیدر جلبانی، بنڈھی کندھر، پیر گوٹھ، احمد پور، رپٹی، کمبٹ، رانی پور، گڑیجی، حاجی دلیل خان بردھی، کنب، بھاول کلوھر، غلام رضا کلوھر، لکری میرواہ، اکری چورکی، ڈاتو دستی، خدا بخش شہر، کنب کاندھڑا، گوسندر رڈو، حاجی ارباب خان کلوھر، مل کالونی، واپڈا کالونی، فیض آباد کالونی، گمرو، ممتاز کالونی، شاہ عبداللطیف کالونی، شہباز کالونی، ذوالفقار کالونی، مائدہ گوٹھ، چند محلہ اور حسین آباد کے گردونواح سے ہزاروں کارکنوں اور ہمدردوں نے شرکت کی۔ اس عظیم الشان اجتماع سے سپاہ صحابہ سندھ کے صدر غازی سید محمد پریل شاہ بخاری، صوبائی نائب صدر اور ضلعی سرپرست مولانا بدرالدین الحسینی ضلعی صدر مولانا عبدالکریم مری، ضلعی جنرل سیکرٹری محمد اسلم راجپوت، ضلعی نائب صدر اول حاجی محمد ہارون میمن، مولانا ذوالفقار علی رھاریجو، ضلعی نائب صدر دوئم اللہ ڈنو مہر ضلعی خازن کے علاوہ مولانا غلام حیدر حنفی، مولانا غلام حیدر پٹھان، قاری علی محمد بھیو، فائق علی فاروقی، عبدالقیوم حیدری، ضلعی ڈپٹی سیکرٹری غلام سردر سومور ضلعی نائب صدر چہارم شرف الدین منصور محمد اکرم منصور اور خلافت راشدہ کے نمائندے عبدالشکور شیخ نے خطاب کیا۔ اس موقع پر ضلعی صدر مولانا عبدالکریم مری بلوچ نے کہا کہ کارکن اپنے اندر اخلاص و للہیت پیدا کرنے کے لئے قرآن پاک کی تلاوت اور موت کی یاد کا خصوصی اہتمام کریں ایسا کرنے سے دلوں پر سے زنگ اتر جاتا ہے اور اعمال میں جان آجاتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ حضرت صدیق اکبرؓ اور حضرت فاروق اعظمؓ کے مقدس ناموں پر ہم جان نچھاور کردیں گے آج یہ پروگرام حسین آباد کے رافضیوں کی نیندیں حرام کرنے کے لئے کافی ہے۔ حسین آباد کے کسی معلون نے اصحاب رسول کی شان میں گستاخی کرنے کی جسارت کی ہے اگر یہ ملعون ظاہر ہوجاتا تو اپنے انجام کو پہنچ چکا ہوتا۔ ہم نے ہمیشہ پرامن جنگ لڑنے کو ہی ترجیح دی ہے لیکن یہ ملعون اب سازشیں کررہے ہیں مسلمانوں کی تاریخ گواہ ہے کہ جب بھی باطل نے حق کی آواز کو دبانے کی کوشش کی ہے خود مٹ گیا ہے۔

انہوں نے کارکنوں سے تنظیمی پروگرام ۱۴۲۱ھ کے عنوان سے پمفلٹ کے مطابق سال بھر کے پروگراموں میں شرکت کے لئے زور دیا اور کہا کہ ۱۸ ذوالحجہ کو شہادت سیدنا امام عثمانؓ کو جلوس میں شرکت کریں۔ ضلعی سرپرست مولانا بدرالدین الحسینی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ امیر کی اطاعت جماعت کے لئے لازمی ہے۔ اگر ہم امیر کی اطاعت نہیں کریں گے تو اس سے ہماری قوت کا شیرازہ تقسیم ہوجائے گا اور جماعت نہ ہونے کے برابر ہوجائے گی اس لئے امیر کی اطاعت پر عمل کرنے کو اپنی طبیعت ثانی بنانے کی کوشش کرنا ہوگی۔ اختتامی خطاب میں حضرت علامہ غازی سید محمد پریل شاہ بخاری دامت برکاتہم نے کہا کہ کارکن باہمی نظم و ضبط کو برقرار رکھیں۔ باہمی رنجشیں ایک عظیم الشان مقصد ناموس صحابہ کے تحفظ کو حاصل کرنے کے لئے ختم کرنا ہوں گی۔

اگر کوئی کارکن جماعتی نظم و ضبط کی پابندی نہیں کرتا تو صدر کو چاہئے کہ اس کے خلاف تادیبی کاروائی کرے اور جماعتی دستور کو ملحوظ رکھے تاکہ جماعت میں نظم و ضبط برقرار رکھا جاسکے اس کے علاوہ جماعت کے سالانہ، ماہانہ، ہنگامی امور خصوصی طور پر رکھے گئے فنڈ زوقت پر ادا کئے جائیں اگر کوئی اخلاقی طور پر جماعت کی امداد کرتا ہے تو محض اخلاقی امداد سے جماعت کو قائم نہیں رکھا جاسکتا۔ آپ کارکن حضرات کی اخلاقی امداد کی مکمل طور پر ہمیں قدر ہے لیکن جماعت کی جب تک مالی امداد کرنے میں آپ مستعدی کا مظاہرہ نہیں کریں گے تب تک جماعت کے نظم و نسق کو قائم نہیں رکھا جاسکتا۔ انہوں نے مزید کہا کہ کارکن اپنی نظریاتی پختگی کے لئے علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ کی تصانیف اور کیسٹوں کا مطالعہ کرنے کی عادت ڈالیں۔ اس موقع پر خلافت راشدہ رسالے خریدنے کے لئے شاہ صاحب نے خصوصی ترغیب دی اور دعائے خیر کی گئی۔

مطالباتی جلوس

سپاہ صحابہ ٹنڈو آدم سندھ کا مطالباتی جلوس زیر قیادت ضلعی جنرل سیکرٹری اشرف علی حیدری دفتر سپاہ صحابہ چھتری چوک سے نکالا گیا جو

محمدی چوک سے ہوتا ہوا نیشنل پریس کلب کے سامنے جلسہ کی صورت اختیار کر گیا' اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے اشرف علی حیدری اور مولانا محمد ظاہر شاہ نے کہا کہ سپاہ صحابہ اور سنی عوام کا مطالبہ ہے کہ خلفائے راشدین کے ایام پر سرکاری چھٹی کی جائے مگر حکومت اس کا جواب ہمارے پر امن مطالباتی جلوسوں پر آنسو گیس' شیلنگ' لاٹھی چارج اور گرفتاریوں سے دیتی ہے حکومت وقت کان کھول کر سن لے کہ ہتھ کڑیوں بیڑیوں گرفتاریوں گولیوں کی پرواہ کئے بغیر ہم یہ مطالباتی جلوس اس وقت تک بند نہیں کریں گے جب تک اس ملک میں خلفائے راشدین کے ایام پر سرکاری چھٹی نہیں ہو جاتی۔ ٹنڈو آدم سٹی کے صدر مولانا شوکت علی فاروقی کی دعا سے پرامن طور پر جلوس منتشر ہوا۔

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس سندھ کا تربیتی اجلاس

رپورٹ۔ محمد طارق معاویہ نواب شاہ

سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس صوبہ سندھ کے ناظم جانب محمد صفدر حذیفی نے دفتر سپاہ صحابہ منو آباد میں طالب علموں کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ انگریزوں کے ٹاؤٹوں نے مدارس کے خلاف پروپیگنڈہ کر کی عوام الناس کو دینی علوم سے بے بہرہ رکھنے کی کوشش کی تاکہ مدارس سے فارغ ہونے والے شاہین صفت وجوانوں اور جذبہ ایمانی سے سرشار مجاہدوں کا راستہ روکا جاسکے اور یہودی و صیہونی طاغوتی قوتیں سیاسی جماعتوں کو اپنا دودھ پلا سکے یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی سیاسی جماعتوں کے قائدین دینی علوم سے بے بہرا ہیں اور آج تک کسی سیاسی پارٹی نے اپنے کارکنوں کو نماز روزہ اور قرآن کی تعلیم سیکھنے اور عمل کرنے کے لئے نہیں کہا اور نہ ہی اپنے منشور میں اسلام کی تبلیغ و اشاعت اور تحفظ کے لئے بھی کوئی قدم اٹھایا۔ سپاہ صحابہ اسٹوڈنٹس پاکستان میں جدید نظام تعلیم متعارف کروانا چاہتی ہے اور پاکستان سے انگریز لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کا بستر گول کرنے کے لئے کوشاں ہے انگریزوں کے نظام تعلیم نے اسلامی ماحول میں مسٹر اور ملا کا فرق پیدا کیا ہے جبکہ سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس جدید اسلامی نظام تعلیم کا نفاذ چاہتی ہے۔

آخر میں جناب صفدر صدیقی نے گورنر سندھ معین الدین حیدر اور پولیس انتظامیہ سے کہا کہ پاکستان ایک اسلامی ملک ہے ہم کسی فرقہ کو یہ اجازت ہرگز نہیں دے سکتے کہ وہ اسلامی سرزمین پر زہر افشانی کرے اور پاکستان کا امن و سکون تہہ و بالا کرے ہم انتظامیہ سندھ سے اپیل کرتے ہیں کہ شرپسندوں کو فوراً لگام دیں۔

سپاہ صحابہ چارسدہ کا تربیتی کنونشن

رپورٹ۔ احسان اللہ ملک

سپاہ صحابہ صوبہ سرحد کے صدر اور مرکزی سینئر نائب صدر پیر طریقت حضرت خلیفہ عبدالقیوم کو صوبائی نائب صدر قاری محمد انور کی دعوت پر چارسدہ پہنچے۔ جامعہ محمودیہ ترنگزئی میں سپاہ صحابہ ضلع چارسدہ کے کارکنوں کی تربیتی کنونشن سے بحیثیت مہمان خصوصی خطاب کیا۔ کنونشن کی صدارت سابق صوبائی صدر و مہتمم جامعہ محمودیہ ترنگزئی مولانا مسعود الرحمن درانی نے کی۔ خلیفہ عبدالقیوم نے کارکنوں کو نصیحت آموز اور پر مغز خطاب کیا اور کارکنوں کو صحابہ کرام کے سچے سپاہی بننے کے ساتھ ساتھ جماعتی دستور پر مکمل پابندی کی تاکید کی۔ بعد ازاں خلیفہ صاحب کی نگرانی میں سپاہ صحابہ ضلع چارسدہ کے انتخابات ہوئے۔ رات کو سپاہ صحابہ چارسدہ شہر کے زیر اہتمام عظمت صحابہ ؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی صدر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں بہت سے مقامات پر خود صحابہ کرام ؓ کے فضائل کئے ہیں۔ اس کانفرنس سے علاقے کے جید عالم دین حضرت مولانا مفتی عبداللہ شاہ نے بھی صحابہ کرام ؓ کے فضائل بیان کئے اور رافضیوں کے کفر پر مدلل بیان کرتیہوئے سپاہ صحابہ کے مشن اور جدوجہد کی بھرپور تائید کی۔

سپاہ صحابہ کے مرکزی سینئر نائب صدر خلیفہ عبدالقیوم مردان پہنچے دفتر سپاہ صحابہ میں کارکنوں کی تربیتی کنونشن سے خطاب کیا ضلعی کابینہ کی تشکیل کی۔ دفتر کا باقاعدہ افتتاح کرکے دفتر پر سپاہ صحابہ کا پرچم لہرایا اس موقع پر کارکنوں کی کثیر تعداد، کے علاوہ علاقہ کے جید عالم دین اور سپاہ صحابہ ضلع مردان کے سابق صدر مولانا مفتی اسد اللہ بھی موجود تھے ۲ بجے مردان کے نواحی علاقہ بالاگڑھی میں عظیم الشان عظمت صحابہ ؓ کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی صدر خلیفہ عبدالقیوم نے کہا کہ سپاہ صحابہ کا مشن نظام خلافت راشدہ کا عملی نفاذ اور ناموس صحابہ ؓ کا تحفظ ہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے ہم نے بڑی قربانی دی ہے۔ ہمارے مرکزی قائدین شہید ہو چکے ہیں۔ ہمارے سینکڑوں کارکنوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ہزاروں کی تعداد میں کارکن جیلوں میں چلے گئے لیکن ہم اپنے موقف پر قائم ہیں اور قائم رہیں گے۔

رات کو مردان کے دور دراز علاقہ رستم کے نواحی گاؤں پینہ میں اجتماع سے صوبائی صدر نے خطاب کیا۔ مردان سے نوشہرہ پہنچے جہاں پر علاقے کی روحانی شخصیت پیر آف پیر سباق کی ملاقات کے لئے گئے۔ پیر صاحب باوجود دل کی بیماری اور ضعف کے خلیفہ سے ملاقات کے لئے نکل آئے اور بہت خوش ہوئے۔ رافضیوں کے حوالے سے کچھ واقعات بھی بیان کئے اس کے بعد خلیفہ صاحب ایک اور مذہبی اور روحانی شخصیت ڈاخیل باچہ کے مدرسہ گئے۔ یہ بہت بڑا دینی ادارہ ہے مہتمم باچہ ڈاخیل خلیفہ صاحب کے آنے پر انتہائی خوش ہوئے۔ ۲ بجے دفتر سپاہ صحابہ ضلع نوشہرہ میں کارکنوں کے اجتماع سے خطاب کیا۔ ضلعی کابینہ کی تشکیل کی۔ نماز عصر کے بعد ضلع نوشہرہ کے نواحی گاؤں کنڈر میں دستار بندی کے اجتماع کے موقع پر عظمت قرآن کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے خلیفہ صاحب نے کہا کہ جن لوگوں نے اپنا رشتہ قرآن سے جوڑا وہ دنیا اور آخرت میں کامیاب ہوا۔ عظمت قرآن کے حوالے سے خلیفہ صاحب نے چند حیرت انگیز واقعات بیان کئے بعد ازاں حفاظ کی دستار بندی کی۔ اس طرح خلیفہ صاحب کا تین دن کا دورہ چارسدہ مردان اور نوشہرہ انتہائی مصروف دورہ اور کامیاب دورہ اختتام پذیر ہوا۔ اس دورہ میں خلیفہ صاحب کے ہمراہ ان کے مرید خاص اور جیل کے رفیق قاری فخر عالم پشاور اور صوبائی نائب صدر قاری محمد انور

چارسدہ شریک تھے۔

پیغام سپاہ صحابہ پاکستان کانفرنس کلورکوٹ ضلع بھکر

رپورٹ۔ منیر احمد انصاری کلورکوٹ بھکر

کلورکوٹ میں پیغام سپاہ صحابہ کے عنوان سے ایک کانفرنس منعقد ہوئی اور شہر بھر کو سپاہ صحابہ کے خوبصورت اور شاندار پرچموں سے سجایا گیا تھا شہر میں معززین مہمانوں اور علماء کرام کو خوش آمدید کہنے کیلئے جگہ جگہ بینرز لگا رکھے تھے۔ خوبصورت دروازے بنائے گئے۔ پنڈال کو انتہائی خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا۔ ہر طرف پرچم ہی پرچم لہرا رہے تھے۔ پنڈال کے مختلف اطراف میں بینرز آویزاں تھے کچھ پر تو خوش آمدیدی اور تہنیتی کلمات اور کچھ پر پر نور خوش نصیب شہیدوں کے نام لکھے گئے تھے جنہوں نے اپنی مشت خاک کو ناموس صحابہ کیلئے نچھاور کیا۔ جناب راؤ ذوالفقار علی نائب صدر سپاہ صحابہ کلورکوٹ کا جذب، ولولہ، مستعدی، جدوجہد اور قابل رشک محنت قابل دید تھی۔ ایک خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ کانفرنس کے انعقاد سے ایک دن پہلے ۱۴۔ اکتوبر بروز جمعۃ المبارک کو ایک سائیکل ریلی نکالی گئی جس کا اہتمام سپاہ صحابہ کلورکوٹ کے ایک رکن جناب عبدالقدیر گڈز نے کیا اور جناب راؤ ذوالفقار نے ریلی کی قیادت کی۔ یہ ریلی دو سو سے زائد سائیکل سواروں پر مشتمل تھی جو گورنمنٹ مڈل سکول سے شروع ہو کر مختلف بازاروں سے ہوتی ہوئی جلسہ گاہ تک پہنچ کر اور اختتام پذیر ہوئی۔ پیغام سپاہ صحابہ کانفرنس میں شرکت کے لئے لوگ صبح ہی سے آنا شروع ہو گئے تھے اور عصر کے بعد تو جلسہ گاہ میں خاصی گہما گہمی شروع ہو گئی تھی۔ عشاء کے بعد باقاعدہ کانفرنس کا آغاز ہوا۔ تلاوت کلام پاک توحید باری تعالٰی مدحت رسالت مآب اور منقبت صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالٰی اجمعین پر منظوم کلام پڑھا گیا۔ اس حوالے سے جناب رانا عبدالرؤف صاحب سرگودھا نے سامعین کے دل جیت لئے۔ موصوف کے کلام کو بہت سراہا گیا۔ اور خوب داد حاصل کی بعد ازاں تقاریر کا سلسلہ شروع ہوا۔ سب سے پہلے مولانا محمد اکرم عابد نے تقریر کی۔ ان کے بعد بہت دور سے آئے ہمارے مہمان مولانا محمد لقمان صاحب جنوبی وزیرستان نے اپنے مختصر خطاب میں مجمع کو تڑپا دیا اور اپنی اثر انگیز تقریر میں لوگوں کو ولولہ تازہ دیا۔ اور پورا میدان نعروں سے گونج اٹھا۔ قائد پنجاب مولانا محمد احمد لدھیانوی اپنی بیماری کے باعث اپنی مختصر تقریر ہی کر پائے مگر اپنے کاز اور مشن کے حوالے سے نہایت عمدہ باتیں کیں ان کے بعد شہزادہ اہل سنت مولانا اظہار الحق ہمنگوی کا مفصل خطاب ہوا۔ موصوف نے اپنے شہید والد کی یاد تازہ کر دی۔ اور کئی ایک آنکھیں اشکبار اور پرنم تھیں اور اب جلسہ گاہ بھر چکی ہے لوگ مشتاقانہ نگاہوں کے ساتھ اپنے محبوب قائد جرنیل سپاہ صحابہ کا دیدار اور خطاب سننے کے لئے بے تاب ہیں۔ عجیب جوش و خروش کا عالم ہے شرکاء کانفرنس، معززین، علماء کرام اور اپنے محبوب قائدین کی حفاظت کے لئے مامور سیکورٹی کا عملہ انتہائی چوکس ہے اور پوری ستعدی اور جانفشانی سے اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہا ہے اور کسی بھی ممکنہ خطرے سے نمٹنے کے لئے پوری طرح لیس ہے کہ اتنے میں قائد محترم کی تشریف آوری ہوتی ہے اور لوگ سروقد کھڑے ہو کر استقبال کرتے ہیں۔ نعروں کی گونج میں اسٹیج پر قائد محترم نے فضا میں ہاتھ بلند کر کے عوام کے استقبال کا جواب دیتے ہیں اور اس وقت اسٹیج پر معززین کی ایک بڑی تعداد تشریف فرما تھی۔ جن میں بے باک نڈر عالم دین بھکر ضلع کی جماعت کے روح رواں حضرت مولانا عبدالحمید خالد اور سرپرست سپاہ صحابہ پاکستان مجاہد اسلام پیر طریقت حضرت خلیفہ عبدالقیوم قابل ذکر ہیں۔ حضرت مولانا عبدالغفور حقانی صدر سپاہ صحابہ ضلع بھکر نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیئے۔ جو انتہائی نپے تلے الفاظ میں اعلان کرنے اور دھیمے لہجے میں بات کرنے میں اپنی مثال آپ تھے لیکن قائد محترم کو دعوت خطاب دینے کے لئے مولانا یحیٰی فخری اسٹیج پر تشریف لائے موصوف نے انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ قائد محترم کا اعلان کیا۔ اس وقت مجمع کی حالت قابل دید تھی اور قائد محترم نے خطاب شروع فرمایا انہوں نے اپنے خطاب میں جہاں انہوں نے سابقہ حکومت کی عاقبت اندیشی اور غلط پالیسی کو ہدف تنقید بنایا وہاں موجودہ فوجی حکومت کو بھی خوب رگیدا اور کھری کھری سنائیں۔ اس حوالے سے ایک خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ قائد محترم نے جنرل پرویز مشرف کو مخاطب کر کے فرمایا کہ اگر تو ناموس صحابہ کے لئے قانون نافذ کر جاتا ہے تو تیری جوتی کو تاقیامت سر کا تاج بناؤں گا اور اگر تو نے ایسا نہ کیا اور غیروں کا آلہ کار بن کر غلط پالیسی اپنائی تو جگہ جگہ گلی کوچوں میں بے ایمان کہوں گا۔ قائد محترم نے اپنے خطاب میں لوگوں کو اپنے اصلاحی احوال پر خصوصی توجہ دینے کو کہا۔ اور ایسی اثر انگیز باتیں کہیں کہ عوام رو رہے تھے اور سب کی آنکھیں اشکبار تھیں۔ تمام مجمع پر عجیب کیفیت طاری تھی۔ پورے پونے دو گھنٹے خطاب فرمایا اور یوں "پیغام سپاہ صحابہ کانفرنس" اپنی اختتام کو پہنچی ایک اور خاص بات قابل ذکر یہ ہے کہ دعا کے اختتام تک پورا مجمع جما رہا اور اچھل پیدا نہیں ہوئی۔ دعا کے بعد تمام لوگ انتہائی صبر و سکون کے ساتھ اپنی اپنی منزلوں کو روانہ ہو گئے اور اپنی زبان حال سے یہ کہتے ہوئے جا رہے تھے۔

اب تو چلتے ہیں میکدہ سے میر
پھر ملیں گے اگر خدا لایا

ترتیب۔ منیر احمد انصاری کلورکوٹ ضلع بھکر

مشن کی کامیابی کیلئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ قاری محمد انور

نوشہرہ (نمائندہ خلافت راشدہ) سپاہ صحابہ پاکستان صوبہ سرحد کے نائب صدر قاری محمد انور نے کہا ہے کہ سپاہ صحابہ کا مشن پاکستان میں نظام خلفائے راشدین کا نفاذ ہے اور اس کے لئے اگر بچوں کی قربانیوں کی ضرورت پڑی تو بھی پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ نوشہرہ میں کسی قسم کی غیر اسلامی اور منفی سرگرمیاں ہرگز برداشت نہیں کریں گے۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے سپاہ صحابہ ضلع نوشہرہ کے زیر اہتمام مسجد امیر معاویہ رسالپور کینٹ میں ایک اہم اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اجلاس کی صدارت ضلعی صدر قاری اعجاز احمد عابد نے کی۔

اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی نائب صدر نے کہا کہ ہم حق کے علمبردار ہیں اور پر امن جدوجہد پر یقین رکھتے ہیں ہمیں دہشت گردی کے ذمہ دار ٹھہرانے والے خود دہشت گردی میں ملوث ہیں یا ان کی پشت پناہی کررہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم کسی بھی مسئلے میں ہر ممکن کوشش کرتے ہیں کہ معاملہ انتظامیہ کی تعاون اور افہام و تفہیم سے حل کریں۔ ہم نے کبھی دہشت گردی کا راستہ اختیار نہیں کیا بلکہ ہم خود دہشت گردی کے شکار ہوتے آرہے ہیں۔

ماں بیٹا کانفرنس

رپورٹ۔ محمد طارق فاروق اٹک

سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس گورنمنٹ کالج اٹک کے زیر اہتمام چوتھی سالانہ عظیم الشان "ماں بیٹا کانفرنس" سیرۃ عائشہؓ و علیؓ کے حوالے سے منعقد ہوئی صبح سات بجے سے ہی کالج کے علامہ اقبال ہال کو سپاہ صحابہ اور سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کے جھنڈوں اور بینروں سے سجا دیا گیا تھا کالج کے بڑے دروازے سے ہال تک کے راستے کو بھی جھنڈوں اور بینروں سے سجایا گیا۔ کانفرنس کے مہمان خصوصی قائد طلبہ حافظ اقرار احمد عباسی اور حافظ عبدالوہاب راشد تھے۔ آغاز حافظ مسعود کی تلاوت سے ہوا۔ آفتاب ندیم نے نعت شریف پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ سٹیج سیکرٹری حافظ محمد بلال تھے۔ سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس ضلع اٹک کے جنرل سیکرٹری محمد طارق فاروق نے خطاب کرتے ہوئے طلبہ کو مشن جھنگوی شہید کے لئے کام کرنے کو کہا اور قائدین سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کا اٹک آمد پر شکریہ ادا کیا۔ قائد طلبہ حافظ اقرار احمد عباسی نے اپنے خطاب میں حضرت عائشہؓ اور حضرت علیؓ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کرتے ہوئے کہا جو گروہ حضرت علیؓ کی توہین کرتا ہے ہم اس کا راستہ روکیں گے طلبہ اپنی تعلیم کے ساتھ سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس کے ساتھیوں سے رابطہ رکھیں ہم طلبہ کو ایسی سوچ و فکر دے رہے ہیں کہ وہ مستقبل میں اسلام اور وطن کی خدمت کرسکیں۔ ہم تعلیمی اداروں میں اصحاب محمد ﷺ کی سیرت طلبہ کے ذہنوں میں بٹھا دینا چاہتے ہیں تاکہ کوئی دشمن صحابہؓ ان نوجوانوں کو صحابہ کرامؓ سے متنفر نہ کرسکے۔ ہم امن کے چاہنے والے ہیں لیکن اپنے کارکنوں کے ساتھ زیادتی برداشت نہیں کرتے اور ان تخریب کاروں کی راہ میں رکاوٹ بننا چاہتے ہیں جو ہمارے کارکنوں کو بلاوجہ تنگ کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ آپ تعلیم کی طرف توجہ دیں اور اپنے اساتذہ و والدین میں سے کسی کو شکایت کا موقع نہ دیں کہ وہ تنظیمی کام میں رکاوٹ بنیں۔

آخر میں سرپرست سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس پاکستان حافظ عبدالوہاب راشد نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ صحابہ کرامؓ دین کے عینی گواہ ہیں اور گواہ پر اعتماد ان کے کردار کے صحیح ہونے کی وجہ سے کیا جاتا ہے اس لئے آج سپاہ صحابہ کردار صحابہ کا دفاع کررہی ہے ان کا کردار محفوظ ہوگا تو دین پر اعتماد ہوگا اگر کردار مشکوک ہوجائیں تو دین کا ہر جزو مشکوک ہوجاتا ہے وہ گروہ جو ابوبکرؓ و عمرؓ کو (معاذ اللہ) جہنمی اور زندیق لکھتے ہیں ان کا بڑا مقصد یہی ہے کہ ان صحابہؓ کے کردار کو مسخ کرکے دین اسلام کی دیواریں گرادیں لیکن ہم نے صحابہ کرامؓ کے کردار کو عملاً و قولاً زندہ کرکے آنے والی نسل کو صحیح اسلام بتاتا ہے اس مقصد میں آپ کا تعاون آخرت کا اجر عظیم ہوگا آپ سنی طالب علم ہیں لہٰذا فحش ناول اور رسالوں کی بجائے کردار صحابہؓ کا مطالعہ کریں تاکہ کوئی دین دشمن رافضی آپ کو صحابہ کرامؓ کے بارے میں ورغلا نہ سکے اگر آپ کے دل میں ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ اور تمام صحابہ کرامؓ کی عظمت ہوگی تو آپ کا دشمن ناکام ہوگا۔ صحابہ کرامؓ نے مشکلات میں بھی پیغمبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن نہیں چھوڑا تھا۔ بلالؓ و خبیبؓ تپتی ریت اور دہکتے انگاروں پر لیٹ کر بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ساتھ نہیں چھوڑتے ابوبکرؓ ٹاٹ کا لباس پہن کر آئے تو آسمان کے فرشتے اس لباس میں آتے ہیں یہ کردار تھا جس کو سپاہ صحابہ سٹوڈنٹس نئی نسل تک پہنچا رہی ہے اور اس کے زندہ رہنے سے دین اسلام زندہ رہے گا آپ تاریخ اسلام کا مطالعہ کریں اور ان بلند کردار کے حامل لوگوں کو اپنا آئیڈیل بنائیں تاکہ آپ کا ملک عروج حاصل کرسکے۔ آخر میں انہوں نے دعا کرائی اور طلباء نے فرداً فرداً قائدین سے ہاتھ ملایا۔

بقیہ 31

کی انگلیوں میں ڈال دیں اور اس طرح مسلمانوں کے باہمی تعلق اور قرب کو واضح فرمایا"۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا۔

"تم مسلمانوں کو باہم رحم دلی باہم الفت و محبت اور باہم تکلیف کے احساس میں ایسا پاؤ گے جیسے ایک جسم کہ اگر ایک عضو بیمار پڑ جائے تو سارا جسم بخار اور بے خوابی میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

دوستوں سے خلوص و محبت کا اظہار کرنے اور محبت کو زیادہ بڑھانے کے لئے ہدیوں اور تحفوں کا تبادلہ کیجئے ہدیوں کے لئے دینے سے دل جڑتے ہیں اور محبتوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو آپس میں محبت پیدا ہوگی اور دلوں کی کدورت جاتی رہے گی"

نبی کریم ﷺ خود اپنے اصحاب کو کثرت سے ہدیے دیتے تھے اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام بھی آپس میں کثرت سے ایک دوسرے کو ہدیے اور تحفے دیتے رہتے تھے ہدیہ دیتے وقت اپنی حیثیت کو سامنے رکھئے اور یہ نہ سوچئے کہ آپ جس کو ہدیہ دیں قیمتی ہدیہ دیں جو کچھ میسر ہو دے دیجئے ہدیہ کی قیمت نہیں جوڑتی بلکہ آپ کا خلوص اور جذبات دلوں کو جوڑتے ہیں کبھی دوست کے ہدیہ کو حقیر نہ سمجھئے بلکہ اس کے اخلاص و محبت پر نگاہ رکھئے آج کے دور میں بہترین ہدیہ دینی کتاب ہے۔

سلام کرنا اپنے مسلمان بھائی کا حق سمجھتے ہوئے اس کو ادا کرنے میں فراخ دلی کا ثبوت دیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

ایک مسلمان کا دوسرے مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ جب مسلمان بھائی سے ملے تو اس کو سلام کرے۔

ایڈیٹر کی ڈاک

○… خلافت راشدہ کو معیاری رسالہ بنائیں یہ اسلامیہ مہینہ کے پہلے ہفتہ میں ہر جگہ پہنچ جانا چاہیے ٹائٹل سید نفیس شاہ مدظلہ سے لکھوائیں رسالے کو غلطیوں سے پاک کریں۔ (محمد یونس قاسمی بن قاری محمد یوسف قاسمی جہانیاں)

○… مجھے جنوری کے شمارہ میں مضمون "چہرہ رافضیت" اور جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق کا انٹرویو بہت پسند آئے۔ (حافظ محی الدین فاروقی منگیرہ بھکر)

○… گوجرانوالہ سے محمد عرفان فاروقی گجرانوالوی نے ۲۲ رجب کے کونڈوں کی حقیقت کے نام سے مضمون بھیجا ہے جو مناسب وقت پر شائع کیا جائے گا۔

○… دارالعلوم مظاہر العلوم حیدر آباد کے مدرس مولانا محمد عثمان راجپوت نے "سانحہ ارتحال حضرت لدھیانوی شہید" کے عنوان سے خوبصورت مضمون ارسال کیا ہے۔

○… جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور کے طالب علم محمد فیاض قادری علی پور بلوچاں نے سیدنا امیر معاویہ صحابہ کرام اور سلف صالحین کی نظر میں کے عنوان سے خوبصورت مضمون بھیجا ہے۔

○… لالہ رخ واہ کینٹ سے محمد ابوبکر نے امیرالمومنین سیدنا معاویہ کی شان میں خوبصورت مضمون ارسال کیا ہے۔

○… ڈھیری کیمبال ایبٹ آباد سے مولانا حق نواز ہزاروی نے "مقام ابوبکر صدیق" کے عنوان سے خوبصورت مضمون ارسال کیا ہے۔

○… مدرسہ مصباح العلوم مظفوریہ شہر سلطان علی پور سے حافظ عبدالرؤف نے شاہین سپاہ صحابہ علامہ شعیب ندیم کی شان میں خوبصورت مضمون ارسال کیا ہے۔

○… اشاعت القرآن حضرو سے جلیل احمد فاروقی نے گلشن جھنگوی کے مہکتے پھول علامہ شعیب ندیم کی سیرت پر خوبصورت مضمون ارسال کیا ہے۔

○… فیصل آباد سے "مشن تیرا ہم عام کریں گے" کے اے ایس انجم نے علامہ شعیب ندیم کی شان میں مضمون ارسال کیا ہے۔

○… اشاعت القرآن حضرو سے مولانا عبدالسلام کی طرف سے خوبصورت مضمون "شہید اسلام مولانا محمد عبداللہ" موصول ہو چکا ہے۔

○… عبدالمجیب سابق مشیر حکومت سعودی عرب نے "قرآن و سنت میں نماز ادا کرنے کے آداب و احکام کلمات نماز کے معنی سمجھتے ہوئے ادا کرنا بھی لازم ہے" کے عنوان سے تحریر روانہ کی ہے۔

○… مظفرگڑھ سے بنت صدیق نے "رسول اقدس کی سیرت کے عنوان سے خوبصورت تحریر روانہ فرمائی ہے۔

○… محلہ شریف پوری ملتان سے مس رقیہ انصاری نے "پیغمبر انقلاب" کے عنوان سے خوبصورت تحریر روانہ فرمائی ہے۔

○… لالہ رخ واہ کینٹ سے محمد ابوبکر صدیق نے "شان قرآن کریم" کے عنوان سے خوبصورت تحریر روانہ فرمائی ہے۔

○… جامعہ عربیہ مخزن العلوم عید گاہ خانپور سے زبیر احمد کی طرف سے سیدنا صدیق اکبر کے عنوان سے خوبصورت تحریر موصول ہوئی ہے۔

○… فروری کا مہینہ بارہ دن گزر گیا اس سے قبل جنوری کا شمارہ تاحال موصول نہیں ہوا کیا اشاعت بند کر دی ہے؟ میں مستقل خریدار ہونے کے علاوہ بڑے غور سے اس کا مطالعہ کرتا ہوں (حافظ منظور احمد چاہ لہاری والا کوٹلی بہرام سیالکوٹ)

○.. بالا سے عرفان احمد معاویہ نے "تراجم قرآن" کے عنوان سے معلومات ارسال کی ہیں۔

رپورٹ۔ قاری نصیرالدین حیدری

☆… جامعہ فاروقیہ کراچہ سے راجہ تنویر احمد کاشمیری اور ضیاء الرحمان فاروقی کشمیری کی طرف سے "ضامن ملت فیضان عمرؓ" کے عنوان سے خوبصورت تحریر روانہ کی گئی ہے۔

☆… بھریا روڈ سندھ سے خالد حسین ارائیں کی طرف سے عبدالشکور حقانی کی سفارش کے ساتھ "خوبصورت مضمون "امن کا راستہ" موصول ہوا ہے انشاء اللہ مناسب وقت پر شائع کیا جائے گا۔

☆… دارالعلوم مجیدیہ حنفیہ گوگڑاں ضلع لودھراں کے استاد درجہ کتب مولانا محمد وارث عمر نے "فاروق اعظم کون تھے" کے عنوان سے خوبصورت تحریر روانہ کی ہے۔

☆… ضلع بھکر سے بنت آسیہ کی طرف سے سیدنا ابوبکر صدیقؓ اور سیدنا عمر فاروقؓ کی سیرت و کردار اور خلافت و مشکلات کے عنوانات پر خوبصورت مضامین موصول ہوئے ہیں۔

☆… باب العلوم کہروڑ پکا سے طالب علم سیف اللہ سیفی اور آصف سیفی نے لکھا ہے کہ ہم خلافت راشدہ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں اللہ تعالیٰ ادارہ کے ساتھیوں کو مزید استقامت عطا فرمائے۔

☆… آپ کی تمام تر کوششوں کے باوجود ابھی بھی عصر حاضر کے تقاضوں اور باطل کے مقابلہ کے لئے رسالہ کو جس معیار اور رفتار سے شائع ہونا چاہیے وہ ابھی بہت دور ہے۔ پچھلے ماہ اس وقت خوشگوار حیرت ہوئی تھی جب رسالہ مہینے کے ابتدائی ہفتہ میں مل گیا تھا لیکن اس بار پھر پرانی طرز پر تاخیر سے رسالہ ملا۔ تاخیر کی بات تو وسائل کی کمی ہو سکتی ہے لیکن رسالے میں غلطیوں کی موجودگی آپ کی غفلت اور سستی ظاہر کرتی ہے حقیقتاً رسالہ کا کوئی صفحہ یا کالم اغلاط سے خالی نہیں ہوتا۔ (محمد اسلم فاروقی منگیرہ بھکر)

☆☆… محترم بھائی آپ کے خط میں جن باتوں کی نشاندہی کی گئی ہے وسائل کی کمی کی وجہ سے عملہ کی کمی بھی ایک فیکٹر ہے انشاء اللہ آپ کی طرف سے دلائی گئی توجہ ہمارے لئے رسالہ کی بہتری کے لئے مشعل راہ ہوگی۔

بقیہ 32

کر دیا ہے اس مشن جھنگوی کے لئے سینکڑوں ابراہیم قربان کئے جا سکتے ہیں ہمیں مشن جھنگوی کے لئے ہر وقت اپنے آپ کو تیار رکھنا چاہیے قربانی کے بغیر کوئی منزل حاصل نہیں ہوتی۔ صحابہؓ کی عظمت صحابہ کی عزت تسلیم کئے بغیر ہمارا ایمان مکمل نہیں ہوتا۔ اگر ہم سنی ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہیں تو پھر صحابہ اہل بیت کا دفاع کرنا ہمارا فرض ہے جو صحابہ کرام کی عظمت پر مرتا نہیں وہ میرے نزدیک مسلمان ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید میں صاف موجود ہے کہ تم سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

CamScanner

ماتم نہیں کرتے

جو صابر و شاکر ہیں وہ ماتم نہیں کرتے
یوں خالق کونین کو برہم نہیں کرتے

یہ نوحہ و ماتم تو شکایت ہے خدا کی
ہم شکوۂ خلاق دو عالم نہیں کرتے

بندوں کو ہو معبود کا تقدیر کا شکوہ
کیوں فیصلہ قدر پہ سرخم نہیں کرتے

تقدیر میں جو ہوتا ہے ہوجانے پہ اس کی
راضی بہ رضا نوحہ پیہم نہیں کرتے

حکمت ہے ہر اک کام حکم ازلی کا
شکوہ کبھی اس راز کے محرم نہیں کرتے

ہے حکم کہ مردہ نہ شہیدوں کو کہو تم
جو حکم پہ چلتے ہیں وہ غم نہیں کرتے

ہے حکم شہیدوں کے لئے ہیں زندہ یہ سب لوگ
زندوں کا تو فساق بھی ماتم نہیں کرتے

ہے حکم پیغمبر نہ کرو سوگ بہت دن
مسلم ہیں جو وہ کار محرم نہیں کرتے

فرمایا جو نوچہ کریں منہ کپڑوں کو نوچیں
بیٹوں میں شمار ان کو بھی ہم نہیں کرتے

ہر سال کا یہ شور و شغب نوحہ و ماتم
مومن تو کبھی شکوۂ پیہم نہیں کرتے

وہ حکم الٰہی کے اڑاتے ہیں پرخچے
جو حکم کے آگے کبھی سرخم نہیں کرتے

کرتا ہے بناوٹ وہ جو خود ہوتا ہے جھوٹا
سچے جو ہیں وہ اس طرح سے غم نہیں کرتے

غم ہوتا ہے کچھ اور یہ غم کرنا ہے کچھ اور
غمگین جو ہوتے ہیں وہ ماتم نہیں کرتے

دل رنج ہے پر صبر کا دامن نہیں چھٹتا
یوں شور و شغب آہ و فغاں ہم نہیں کرتے

اسلام کہ جو صبر و شجاعت کا ہے مذہب
شان اس کی زمانوں کی طرح کم نہیں کرتے

ہو جاتی ہے نم آنکھ مصیبت میں تو سب کی
پر برسوں وہ قصداً بھی غم نہیں کرتے

اک آرے سے چیرا تھا پیغمبر خدا کے
کیوں سارے نبی ان ہی کا ماتم نہیں کرتے

حسنین کے والد کی شہادت بھی تھا اک ظلم
حسنینؓ مگر نوحہ و ماتم نہیں کرتے

ہے سب سے بڑا رنج تو حضورؐ کی جدائی
مسلم کہیں آپ کا ماتم نہیں کرتے

ہے دین اگر نوحہ و سرکوبی و ماتم
کیوں سارے نبی نوحہ و ماتم نہیں کرتے

اللہ و نبیؐ سے جو صحابہؓ نے لیا دین
مومن کبھی کچھ بیش بھی کم نہیں کرتے

اسلاف کو گالیاں اور کوسنے دے کر
اس فحش کو مذہب میں کبھی ضم نہیں کرتے

بس پردہ ہے صرف آل نبیؐ کی یہ محبت
کہ دشمن ایماں پہ نظر ہم نہیں کرتے

ہر سال ہی تجدید ہے اس فتنہ گری کی
اور ہم ہیں کہ ناسور کا مرہم نہیں کرتے

یہ ابن سبا کے جو حقیقت میں ہیں پیرو کار
یہ منافق بغض صحابہؓ کو ذرا بھی کم نہیں کرتے

کہتا ہے عبدالرؤف آج جو کافر ہیں روافض
اس بات کو رد عرب اور عجم نہیں کرتے

قاری عبدالرؤف گاهرونی دمام سعودی عرب

ببغض صحابہؓ لعنت اللہ

یا اللہ مدد

حب صحابہؓ رحمتہ اللہ

لے شوق سے نام صحابہؓ کا کر چرچا عام صحابہؓ کا

عظمت صحابہؓ کے تحفظ کیلئے بے گناہ جیلوں میں بند قائدین سپاہ صحابہ

جرنیل سپاہ صحابہ حضرت

مولانا محمد اعظم طارق

صدر سپاہ صحابہ

مرکزی قانونی مشیر

جناب

حافظ احمد بخش

ایڈووکیٹ

سپاہ صحابہ کے مرکزی رہنما

مولانا

مسعود الرحمٰن عثمانی

جناب **محمود اقبال** سیکرٹری جنرل سپاہ صحابہ پنجاب

اور ملک بھر کے اسیران ناموس صحابہؓ کو فی الفور رہا کیا جائے

منجانب: سپاہ صحابہ (حفرالباطن) سعودی عرب

CamScanner